To Maulvi Aziz Mirza ...

المشاہیر

جسمیں مشہور و معروف مشایخ طریقت علماء شریعت امرا شعرا حکما کے
حالات زندگی نہایت دلچسپ طریقہ سے موجودہ و آئندہ
نسلوں کی آگہی و بصیرت کے
واسطے لکھے گئے
ہیں

مرتبہ و مولفہ

خاکسار فیض احمد ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ مقیم میرٹھ

نامی پریس میرٹھ میں طبع ہوئی
سنہ ۱۹۰۰ء

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب رنگین بکن ریاض مارا | دربسط بدل کن انقباض مارا
دلہا ز بہار حمیتش بخشاید | رنگے ز قبول دہ بیاض مارا

صاحبو دیباچہ کتاب کی آرایش حمد و نعت ہے۔ اور عنوان صحیفہ کی زیبایش خدا و
رسول کی ثنا و صفات۔ پر کوئی بتا تو دے جب سے لوح و قلم کا ظہور ہوا حرف و صوت
کا نشو ہوا منطوق [1] وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ آسمانوں کا سائبان
بنا۔ و بمصداق [2] وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ زمین کا فرش
بچھایا بمضمون [3] جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا [illegible] باری آئی
[4] اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً کا ڈنکا بجا آدم کی باری آئی زبانیں سوکھ
گئیں۔ قلم گھس گئے۔ ہاتھ تھک گئے حمد باری کا حق کون ادا کرسکا

آدم کہ خلیفہ مصطفٰے ست | سرگشتہ ربنا ظلمنا ست
احمد کہ خلاصۂ وجود ست | لا احصی گوئے در سجود ست

[1] ترجمہ اور آسمان کو بنایا ہمنے ہاتھ کے بل سے اور ہمکو سب مقدور ہے ۱۲ پارہ ۲۷ سورہ ذاریات رکوع ۳۔
[2] ترجمہ اور زمین کو بچھایا ہمنے سو کیا اچھا بچھانا ہے ۱۲ پارہ ۲۷ [3] ترجمہ بنایا فرشتوں کو پیغام لانیوالا ۱۲
پارہ ۲۲ شروع سورہ فاطر۔ [4] ترجمہ مجکو بنانا ہے زمین میں ایک نائب ۱۲ پارہ اول رکوع ۳۔

باقی رہی سرور انبیا تاج الاصفیا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نعت اوس کا خیال اپنے عجز کا اعتراف وقصور کا اقبال ہے ع

احمد کہ شہ سریر لولاک آمد — جا نیست کز آلایش تن پاک آمد
یکسا حرف ز مجموعۂ عز و شرفش — لولاک لما خلقت الافلاک آمد

مرزا مظہر جان جانان سچ کہہ گئے ہین۔ مثنوی

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس — محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیان کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتوان کرد
محمد از تو میخواہم خدا را — الٰہی از تو عشق مصطفےٰ را
دگر لب وا مکن مظہر فضولیست — سخن از حاجت افزون تر فضولیست

بس اس مضمون مین معترف بعجز ہو کر ختامہ شد [illegible]

[illegible]

معہذا مجکو جو کہنا ہے عرض کرتا ہون بھائیو؟ علم تاریخ کی خوبیان سب جانتے ہین اہل خرد تاریخ وسیر کو فن لطیف مانتے ہین۔ یہی فن ہے جس کے ذریعہ سے ہمنے قدر سلف جانی۔ خبر اوا اثر ہی سے آنیوالی نسلون نے بزرگان پیشین کی حقیقت پہچانی۔ ایک زمانہ تہا کہ مسلمان اس فن کی تدوین مین درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے تفتیش حالات وتحقیق مقالات مین مسلمانون کی موشگافیان ودقت نظر کو دنیا کی دانشور قومین حیرت کی نگاہون سے دیکھتی تھین۔ اہل عرب قدیم سے علم الانساب کے شیفتہ تھے اپنی اپنی قوم وقبیلون کے حالات اور سلاسل نسب یاد تہی اون کو جان ودل سے زیادہ حفاظت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضہ بھی ماورا سے دیگر بڑے قابلیتون کے اس فن مین نہایت مشہور تھے۔ عربون مین علم انساب کا ایسا چرچا اور فخر تہا خوشا اسلامی بہی اوس پر تصرف نہو سکی جسطرح چند قسم کے دانون کو ایک کہیت مین یا ایک ڈبیہ مین رکھکر وقت ضرورت علیحدہ کرسکتے ہین اسی طرح عرب اپنی قومیت علیحدہ

کو ہمہ وقت مستعد رہتے تھے زمانہ کو ایسا موقع نہ دیتے تھے کہ مختلف دانون کو یکجا پیس کر آٹا کر دے اور پہر تفریق قومی نہو سکی - غرض حفاظت نسب مین کوئی اُن کا نظیر نتہا اسلام نے بہی بحکم تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَکُمْ الخ[1] اپنے اپنے نسب کے اگاہ رہنے کی تاکید کی ہے مگر رفتہ رفتہ زوال دولت ضعف قوت و انحطاط سرمایہ علمی نے سارے مذاق خاک مین ملا دیئے مسلمانون کی اکثر کتابین بے نہا کتب خانے ایسے معدوم ہو گئے کہ گویا کبہی اون کا وجود ہی نتہا - اُن گنجینہ ہائے دیرینہ نے مثل تقویم پارینہ حکم هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (خاک اڑانی ہوئی ۱۲) پیدا کر لیا تجاہل و تغافل نے ایسا نکما و بے خبر بنا دیا کہ اور تو اور اپنے باپ دادون کے نام تک حرف غلط کی طرح صفحات خاطر سے مٹا دیئے شعر

چو من مناسب خلف نبودم ز روی دانش ہمین سلف را	ز دست من شد کتب پریشان ز جہل من شد دفاتر ابتر

مسلمانون کے قدیمی خاندانون اور مشاہیر نامآورون کے حالات زمانہ کی دستبرد سے روز بروز ناپدید ہو گئے ہزارہا نامی گرامی علما - حکما - شعرا - مشائخ - سیاح - بہادر سپاہی اور مدبر ارکین سلطنت جنہیں دنیا کو ایک وقت ناز تہا آج انکا کوئی نام بہی نہین جانتا نظم

جن کے نقش پا کو کبھی تھی زینت سر پنجہ	تربتون مین خاک آلودہ ہین وہ عالی گہر
نام انکا کوئی اب بھولے سے بھی لیتا نہین	جنکے دروازہ پہ ڈنکا بجتا تھا شام و سحر
تھا مگس کا بیٹھنا بھی تن پہ جن کو ناگوار	فرق پر جن کے ہلایا کرتے تھے خادم چنور
خاک مین مل کر گئے افسوس وہ عالی دماغ	اب نشان قبر بھی ان کے نہین آتے نظر

اُن کی نسلین موجود ہین پر افسوس انہین ذرا خبر نہین کہ ہم کس گل کے ورق رنگ پر بدم کس چہرہ گلزار کے بہار خزان رسیدہ اور کون سے شجر کے برگ و بار شکستہ شاخ بریدہ ہین

[1] یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے پورے الفاظ یہ ہین تعلموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم فان صلة الرحم محبة فی الاهل مثراة فی المال منسأة فی الاثر ترجمہ سیکھو اتنا اپنے نسبون کو جس سے تم اپنے رشتے ملاؤ کیونکہ اپنے رشتے کے ساتھ نیک سلوک رکھنا اپنے اقربا سے محبت پیدا کرتا ہے کنبے مین اور اس سے زیادتی ہوتی ہے مال مین اور درازی ہوتی ہے عمر مین ۱۲

وہ مطلق احساس نہین کرتے مصرعہ کہ ہم کون تھے اور کیا ہوگئے۔ اون کے بعینہ اوس شیر بچہ کیسی حالت ہے جس نے بہیڑون مین پرورش پائی تہی اور ہرگز نہ سمجہ سکتا تہا کہ مین بچہ شیر ہون میرا باپ چست وچالاک تہا مین بہی فطرتاً دلیر ہون۔ جب شیر آیا اور لب دریا کہڑا کرکے عکس دکہایا تب وہ بہیڑ سے شیر بنا۔

بہائیو یہ نقلین محض بے اصل اور بنائی ہوئی باتین نہین انسان پر ایسی مثالین بہت ہوگذری ہین ارباب خبر واصحاب نظر کو یاد ہوگا کہ شاہزادہ محمد اکبر جب اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی سے باغی ہوکر ایران چلاگیا تہا عالمگیر نے اُس کے بیٹے (نیکوسیر) کو قلعہ (آگرہ) مین قید رکہنے کا حکم دیا یہ شاہزادہ ابہی چوتہے سال مین تہا۔ باغ دُنیا کی کوئی بہار نہ دیکھ پائی تہی مصرعہ اوڑنے نہ پائے تہے کہ گرفتار ہوگئے۔ چالیس برس کا کامل اُسی بندی خانہ کے اندر عورتون مین پرورش پائی نام کے لئے بہی مرد کی صورت دیکہنے مین نہ آئی دہی (نیکوسیر) کے زمانہ مین بادشاہون کی ایک جماعت متفق ہوکر قلعہ پر غالب آگئے (نیکوسیر) کو باہر نکالا اور بادشاہ قرار دیا۔ شاہزادہ نے اپنی مدت حبس کی چاردیواری سے قدم باہر نکالا تہا۔ اب نئی دنیا مین آیا اور نئی نئی چیزین دیکہین گہوڑے گائے وغیرہ معمولی جانورون اور معمولی درختون کو دیکہکر حیران ہوتا اور تعجب سے پوچہتا کہ یہ ہے کیا چیز۔ جب امیرالامرا حسین علیخان نے قلعہ پر فتح پائی اور قلعہ کے اندر گیا شاہزادہ نے امیرالامرا کو سلام کیا۔ امیر نے اُس کا ہاتہ پکڑ لیا اور سلام سے منع کیا۔ شاہزادہ اُسی منطق نسوانی مین جو اُس کا محاورہ لسانی تہا معذرت کرنے لگا۔ امیر نے تبسم کیا اور پہر اُسی زنانہ محلسرا مین بٹہایا[1]

اب ذرا غور کیجئے کہ اُس شیر بچہ اور اس شاہزادہ مین کیا فرق تہا۔ اس مین تیموریہ خاندان کی رشتانہ شجاعت۔ بہادری۔ مُلک گیری۔ جہانداری کا کونسا اثر باقی رہا تہا (عالمگیر) اسی کا تو شیر دل دادا تہا جس نے شباب سے پہلے فیل مست کا مقابلہ کیا ؎

	بسے کہ تکلیف بردی نبود		بہ تکلیف[1] فطرت دلیری نمود	

[1] منتخب اللباب صفحہ ۲۷۴-۱۲

درین سن اگر بودے افراسیاب	ہمی گشتے از دیدن فیل آب

اور ایام طفلی مین پانیپرنی سے اُس کے بچے کو جبکہ وہ دودہ پلارہی تہی چہین لایا تہا ۔

برخلاف اس کے اب اہل یورپ جو ہر قسم کے علوم و فنون مین آسمان کمال کو صعود کر گئے ہین اپنے بزرگون کے حالات زندگی ہزارون لاکھون روپیہ صرف کرکے بہم پہونچاتے اور عزت و افتخار کے ساتھ ترجمان بناکر بطور یادگار رکہتے ہین ۔ نہ صرف اپنی بلکہ ہمارے بزرگون کی یادگارون کی بہی قدر کرتے ہین ۔

ڈاکٹر جی ۔ ڈبلیو لیٹنر صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور مولف کتاب سنین الاسلام مطبوعہ ۱۸۷۱ء کا یہ فقرہ (جو اونہون نے بعد بیان علمی عظمت مسلمانون کی دلسوزی اور افسوس سے لکہا ہے) کیسا دردانگیز و عبرت خیز ہے ۔ مسلمان تو بہت ہین مگر وہ کیا جانتے ہین اگر آج عربی کا ایک عمدہ دیوان چاہو یا کوئی نادر تاریخ درکار ہو تو یورپ سے لینی پڑیگی ۔ ابن خلدون ۔ ابو راشد ۔ حاجی خلیفہ ۔ ابن بتوتہ ۔ ابن العاثر ۔ مقریزی وغیرہ جو اسلامی دنیا مین آسمان علم کے آفتاب تہے یہان انہین کوئی جانتا بہی نہین تابطّ شرًا امرا القیس عنترہ حاتم بحتری ابو تمام کا دیوان کے آدمیون نے پڑہا ہے انگلینڈ ۔ جرمن ۔ فرانس مین صدہا آدمی پڑہتے ہین ۔ ایک جرمنی عالم نے شعرا عرب کا تذکرہ نہایت جامع لکہا ہے ۔ معلم پترس نے محیط المحیط لغت مین ایسی جامع لکہی ہے کہ عقل حیران ہے ۔ لین صاحب انگلشی اپنے کنبے سمیت تیس برس بنظر تکمیل و تحقیق زبان عرب مین رہے اور ایک نہایت مبسوط کتاب لغت مین لکہی مگر افسوس کہ چہاپہ خانہ مین آگ لگجانے سے اُس کے سارے مسودات جل گئے اور اوس کی تیس سالہ محنت خاک مین ملگئی ۔ غرض یورپ مین صدہا مصنف عربی ہین کہ اپنے ذوق دلی سے اس کام مین لگے ہوئے ہین ۔ یہان مدار تحقیق صرف قاموس پر ہے جو پانچسو برس کی تصنیف ہے ہزارون لغت جو اوس کے بعد داخل زبان ہو گئے اب اونہین کہان دیکہین) ۔

سر گور اوسلی صاحب جبکہ ۱۸۱۱ء مین جارج سیوم بادشاہ انگلستان کی طرف سے بطریق سفارت

فتح علیشاہ قاچار بادشاہ ایران کے پاس گئے تھے کئی مہینے شیراز مین مقیم رہے وہ لکھتے ہین۔ شیخ سعدی کی قبر بوسیدہ ہو گئی ہے مقبرہ کی عمارت گرتی جاتی ہے میری حسن عقیدت نے جو سعدی اور اون کے کلام کے ساتھ ہی مجھے آمادہ کیا کہ اپنے روپیہ سے مقبرہ کی مرمت کرا دون مگر حسین علی مرزا گورنر فارس نے جو شاہ ایران کا پانچوان بیٹا ہے مجکو روکا اور سرگرمی سے کہا کہ مین بخوش اسلوبی اس کی مرمت کرا دونگا لیکن افسوس ہے کہ شہزادہ نے اپنا وعدہ پورا نکیا اور سرگور اوسلی کو بھی اوس کے ارادہ سے باز رکھا۔

یورپ کی قدرشناسی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ جن چیزون کو ہم نہایت ناچیز و حقیر سمجھتے ہین وہ اُس کی نہایت حفاظت و توقیر کرتے ہین (فریرا) جو اٹلی کے شمالی حصہ مین ایک بستی ہے وہان کے مشہور مصنف (ایریسٹو) کے آٹھ آٹھ جگہہ کاٹے ہوئے مسودے ابتک موجود ہین (لارڈ مکالی) جو انگلستان کا نہایت مشہور و مقبول مصنف ہے اُس کے دس دس جگہہ کاٹ و چھانٹ و حک و اصلاح کئے ہوئے مسودات لندن میوزیم (عجائب خانہ) مین رکھے ہوئے ہین اور قوم اوس کو قدر و منزلت کی نگاہون سے دیکھتی ہے جب سیل جہل بڑھتے بڑھتے طوفان کی صورت مین نظر آنے لگا اور سر سے پانی گذرنے کے قریب ہو گیا مدبران قوم متنبہ ہوئے اونھون نے ترقی و تنزل قوم کے اسباب دریافت کرنے اور قوم کے سنبھلنے کی تدابیر سوچنے کے لئے انجمن قایم کی لکچر دیئے اسپیچ کے پیپرز و مضامین لکھے سنہ ۱۸۸۶ء مین ایجوکیشنل کانفرنس مقرر ہوئی منجملہ اوس کے دیگر مقاصد و اغراض کے یہ بھی قرار دیا گیا کہ نامور مسلمانون کے حالات زندگی و سوانح عمریان لکھی جائین تاکہ موجودہ و آیندہ نسلوان کو اون کے واقعات و کارنامجات کے پڑھنے کی بصیرت ہو اور اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالین۔ چنانچہ بعض ممبران قوم نے خاص خاص مشہور و معروف اشخاص کے حالات عربی کتابون سے انتخاب کرکے المامون سیرۃ النعمان البرامکہ سوانح عمری ابو ریحان بیرونی وغیرہ چند عمدہ اور مفید کتابین قلمبند کرکے ملک اور قوم کے سامنے پیش کین مسدس حالی بھی اسی بنیاد پر لکھا گیا۔

پھر آنریبل سید محمود نے مسلمانان ہندوستان کے اُن تمام خاندانون کے حالات مین ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جن کے اسلاف عرب سے آکر ہند مین آباد ہوے اور اون کی نسلین ہنوز یہان موجود ہین۔ ایک اور اولوالعزم بہی خواہ قوم (آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان رئیس دتاولی ضلع علیگڈھ) نے کل ہندوستان کے قابل و مشہور اشخاص کے حالات قلمبند کرنے پر کمر ہمت باندہی اخبارات مین اشتہارات شایع کئے قوم کو بالعموم توجہ دلائی ہر شخص سے حالات بہیجنے کی درخواست کی۔ پر یہ مجموعہ ابھی مرتب نہین ہوئی اور یہ بھی مشکل۔ ہندوستان مین بجز سلاطین و ارباب دین یعنی مشایخ و اہل تصوف کے دیگر اصحاب کمال و ہنرمندون کے حالات لکھنے کا بہت کم اہتمام کیا گیا ہے۔

میرے خیال مین یہ بات گذری کہ تمام ہندوستان کے مشاہیر کا یکجائی تذکرہ لکھنا تھوڑا کام نہین یہ سلسلہ بہت وسیع ہے اسکو مہلت دراز اور عمر طویل چاہیئے کاش قبیلہ قبیلہ اور گروہ گروہ کے لوگ اپنے اپنے خاص فرقون اور کنبون مین سے قابل قدر لوگون کو جنہین زمانے نے عزت و اعتبار کے نظرون سے دیکھا ہے اور جنکی رفتار و گفتار قابل تقلید ہے انتخاب کر کے اون کے واقعات حیات قلمبند کر لین تو آسانی ہوگی اور آیندہ کے لیئے معلومات کا بڑا ذخیرہ و کافی سرمایہ قوم کے ہاتھ مین موجود ہو جائے گا۔ ماوراے اس کے ہر شخص کو اپنے اکابر و اجداد کے واقعات و واردات کے ساتھ فطرتاً دلچسپی ہوتی ہے اون کی سرگذشتون کے پڑھنے اور سُننے سے اون کی اخلاقی و تمدنی حالت پر ایک خاص طور کا اثر پیدا ہوگا جو بیوگرافی و سوانح عمری کی سیر و مطالعہ کی اصل غرض ہے اس کے ساتھ ہی مجھے یہ فکر ہوئی کہ کوئی خدا کا بندہ میرے قبیلہ مین سے اپنے گروہ خاص کے مشہور و معتبر اشخاص کا تذکرہ لکھنے چنانچہ ایک عزیز خاص و مخلص با اختصاص سے جسے قومی معاملات کے ساتھ ازل اور دلچسپی ہے تذکرہ کیا اور چاہا کہ اس کام کو اپنے ذمہ لین تجویز تو پسند کی لیکن اوس کے انصرام و اہتمام کا کسی عنوان بیڑہ نہ اٹھایا کانون پہ ہاتھ رکھے اور مجھی سے بار اہتمام اوس کے لکھنے کی خواہش کی

مین نے اپنی بے بضاعتی۔ کم استعدادی۔ تشتّتِ خاطر۔ عدیم الفرصتی کی عذر سے ابراجا ہا اور سمجھایا

چو گلہائے سایہ چو مرغان دیبا — شگفتن نیارم پریدن ندانم
درین بحرِ پرشور چون ماہ و ماہی — بجز کاستن یا تپیدن ندانم

اور بہتیرا اوس عزیز کے نقش دل کیا کہ ؎

مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند — آزاد کنندش کہ نہ مرغِ قفس آرائین

لیکن وہ ضدّی ہٹ سے باز نہ آیا سر ہوگیا اور یہ بار میری ہی کندھے رکھا ؎

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

بمصداق[1] اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا قبول توکرلیا پر لکھنے مین جو دقتین پیش آئین دل ہی خوب جانتا ہے۔

معذرت! بھائیو! مین سچّے دل سے اعتراف کرتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ یہ کام میری قابلیت سے بہت زیادہ ہے اس کیواسطے علمی استعداد قلم مین زور خدا داد روشن دماغی وسعتِ خیال۔ وضاحتِ بیان صحبتِ صافی۔ تہیّۂ سامان۔ اور سب سے بڑھکر وجاہتِ صوری ونباہتِ معنوی کی ضرورت ہے۔ یہان جس مد کو دیکھو بجائے رقم صفر نظر آئیگا۔ جس خرمن کو ٹٹولو دانہ کی جگہہ خس وخاشاک اور بھوس وخاک کا ڈھیر پایا جائیگا ؎

نہ شگوفہ نہ برگے نہ درختِ سایہ دارم — ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

مجکو یہ بھی اقرار ہے کہ میری محدود معلومات تمام بزرگانِ قوم کے حالات پر محیط نہوگی۔ بہت سے اکابر جنکا ذکر خیر قابل تذکرہ ہوگا میری لاعلمی سے انکا نام نامی و ذکر سامی زیبِ صحیفہ نہوسکیگا رباعی

ہیہات من از کجا و این کار کجا — درخورد من ضعیف این بار کجا
اوصافِ بزرگان ز شمار افزون است — در طاقتِ تقریر من زار کجا

اِلّا ماہرین کو معلوم اور واقفین کو مسلم ہے کہ کوئی فن کوئی علم۔ کوئی مضمون۔ ایک کتاب کے احاطہ

---

[1] ترجمہ بیشک ہے بڑا بیترس نادان ۱۲

ایک مصنف۔ ایک مؤلف کے بیان میں محصور و منحصر نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ جو صاحب میرے اس ناچیز ہدیہ کو پسند فرمائیں براہ کرم دعاء خیر سے یاد فرمائیں اور جن صاحب کے مذاق و مزاج کے موافق نہو العذر عند کرام الناس مقبول پر نظر فرما کر بحکم ۱ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا درگذر کریں اور بہتر ہو کہ بجائے تلخکامی اعتراضات و جدال لاطائل و سب بے سود کوئی شیریں تر چاشنی واسطے مذاق کام و دہن ارباب انجمن کے پیشکش کرکے قوم کو مرہون منت فرمائیں

غلام ہمت آن عارفان پاک ہم	که یکصواب به بینند و صد خطا پوشند

۲ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی سے کر دو سطروں میں اس مختصر میں ان مشاہیر مسلمانوں کا ذکر کروں گا جو بلا ریب شیخ قریشی الاصل اور حضرت عبد اللہ و حضرت مصعب ابنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور ممالک مغربی و شمالی و اودھ وغیرہ اقطاع ہند کے اکثر بڑے بڑے اور مشہور شہروں و قصبوں میں مثل میرٹھ۔ بریلی۔ سنبھل۔ مرادآباد۔ امروہہ۔ مارہرہ۔ لکھنؤ۔ وغیرہم نام و نمود کے ساتھ ان کے خاندانوں کا پتہ ملتا ہے اور دہلی آگرہ ۳ وغیرہ میں قدما کے آثار قدیمہ کا بخوبی سراغ چلتا ہے اور یہاں وہ کنبوہ کے لقب سے معروف و منسوب ہیں۔

بھائیو اس اظہار و بیان سے مجھے تفاخر حسب و نسب مقصود نہیں اسلام نے صاف بتا دیا ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ بحکم ۴ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اصلی بزرگی عمل کو ہے نہ نسب کو نسب تو بالآخر ایک ہی آدم پر منتہی ہو جاتا ہے ۵

آنانکه فخر خویش باجداد می کنند	چون سگ باستخوان دل خود شاد می کنند

۱ ترجمہ جب ہو نکلیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگی رکھکر ۱۲ ۲ ترجمہ میں نہیں مانگتا تم سے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے قرابت والوں میں ۱۲ پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۳ ۔ ۳ آگرہ میں ہنوز ان کے نام کا ایک محلہ (کنبوہ ٹولہ) آباد ہے مگر اس قوم کا کوئی شخص اب وہاں باقی نہیں ہے شاہجہان نے جب شاہجہان آباد کیا تھا امراء و اکابر کے خاندان سب وہاں جا بسے تھے غالباً اسی وقت اس قوم کے بزرگوں نے بھی اکبرآباد چھوڑ دیا ہوگا ۱۲ ۴ ترجمہ مقرر بڑی عزت خدا کے ہاں اوسیکو ہے جس کو ادب زیادہ ہے ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات۔

ظاہر ہے کہ پسر نوحؑ را از ایزد شناسی پدر چہ سود - وابراہیمؑ خلیل را از بت پرستی اصل کدام زیان[۱] تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ نظم

چو نادانان نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش
چو دود از روشنی نبود نشانمند	چہ حاصل زانکہ آتش راست فرزند

لیکن اس مین شک نہین کہ شرافت مومن نظر آبائہم بہی کوئی چیز ہے حسب و نسب کا شرف اعتبار سے مانا گیا ہے دونون باتین حاصل ہون تو نُورٌ علیٰ نُور آنحضرت صلعم نے اپنی شرافت نسب مین فرمایا ہے[۲] اِنّ اللہ اصطفی من ولد ابراهیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل بنی کنانہ واصطفی قریشًا من بنی کنانہ واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم بالضرور مین سوتے ہوئے عزیزون کو جگا کر انہین کے بزرگون کی کہانیان اون کو سنانا چاہتا ہون تاکہ وہ اُن کے واقعات کے مقابلہ مین اپنی ہست و بود کو بنظر عبرت دیکہین اور غور کرین کہ معروف سلف مین سے کس درجہ مین اونکی کمیت ہو سکتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر رشتۂ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے تو لا محالہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ اُس انجمن انجم شمار مین بجز صفِ نعال ہمارے واسطے کوئی جگہہ موضوع یا موزون نہین - شرق سے غرب تک دیکھ جاؤ قوم مین کوئی ایسا فرد کامل اہل دل نپاؤگے جو صدر مشیخت پر قدوۃ الکابر آفاق مخدوم شیخ اسحاق اور امام العارفین مخدوم شیخ سمارالدینؒ کے ہم پہلو بیٹہنے کی قابلیت رکھتا ہو تبحر علمی مین مفتی جمال وغیرہ کے مساوات کا کس نے منصب حاصل کیا ہے - فنون شعر و سخن و کمالات وہبی و کسبی مین آج کوئی جمالی کا ہم جبال پایا جاتا ہے ہرگز نہیین ہرگز نہین -

ان قصون کو جانے دو بزرگان سلف کے واقعات مین وہ بات جو سب سے نرالی معلوم ہوتی ہے

[۱] ترجمہ وہ ایک جماعت تہی کہ گذر گئی اُن کا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پرسش نہین اون کے کامون کی ۱۲ [۲] ترجمہ تحقیق اللہ نے چہانٹ لیا اولاد ابراہیمؑ سے اسمعیل کو اور چہانٹ لیا اسمعیل سے بنی کنانہ کو اور چہانٹ لیا قریش کو بنی کنانہ سے اور چہانٹا قریش سے بنی ہاشم کو اور چہانٹا مجہکو بنی ہاشم سے ۱۲

یہ ہے کہ دنیاوی جاہ ومناصب اور دولت کے اُس پایہ رفیع پر پہونچکر بھی وہ سیدھے سچے اور پکے مسلمان نظر آتے تھے دائرہ سُنت واتباع شریعت سے اُن کا قدم باہر ہوتا تھا دولت ومکنت جو آج باعث پندار ونخوت وموجب صد ہزار عیوب وذلت سمجھی جاتی ہے اُنہین بے اعتدالی پیدا کرتی تھی اون کی عادتین ستھری اخلاق پاکیزہ تھے پھر اس کا کوئی سبب بھی۔ اس کا سبب تھا اکتساب فضائل وترک رذائل وہ علم وحکمت کے شایق تھے ہمت۔ استقلال۔ عزم۔ ارادہ۔ صبر تحمل۔ حق شناسی۔ خودداری۔ اون کا فطری جوہر تھا پہلے علم پڑہا دیانت۔ راستبازی۔ اخلاق حسن کتاب وسنت کے موافق جزو عمل ٹہرائی دولت وقبولیت اس جوہر کا عرض تھی وہ کیون نہ حاصل ہوتی اور اون کو کیا نقصان پہونچاتی۔ دولت پاکر اون کے اخلاق اور نکھر جاتے تھے دولت اون کی خوبیان چمکانے کے لئے ایسی تھی جیسے سونے کو سہاگہ۔

ہم ان سب کو کھو بیٹھے ہماری سوسائٹیان۔ ہماری انجمنین۔ ہماری صحبتین خراب ومبتذل ہوگئین ہماری قوم مین جو ایک خاص صفت تھی جس کو گاہ گاہ ہمارے دوسرے مذہبی اور ملکی بھائی اب بھی ناواقفیت سے ہماری طرف منسوب کرتے ہین یعنی (اتفاق واتحاد باہمی) اُس کا ہم مین نام کو اثر باقی نہین رہا اور ہم اپنے اُن شفیق بھائیون سے اس نسبت منفی کو حیرت کے کانون سے سُنتے ہین ؎

تغیر آگیا نقش ونگار حُسن مین یکسر — نہ وہ رنگ حنا باقی نہ چشم سرمہ سا باقی
مٹی ساری ادائین اُڑ گئے جوبن کے سب نقشے — نہ انداز جفا باقی نہ ناز دلربا باقی

کبھی خیال ہوتا ہے کہ یہ سب برکتین سلطنت اسلامی کے ساتھ تھین اُسی کے نہ رہنے سے وہ بھی معدوم ہوگئین گویا سلطنت ہمارے عیوب کا ڈھکن اور ہماری خوبیون کا لباس تھا اُس کے جاتے رہنے سے ہم برہنہ وبدنما ہوگئے لیکن باندک تامل یہ ہماری خام خیالی وکم ہمتی کا ثبوت ہے بقا ذات خدا کو ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے سلطنت اسلامیہ [illegible] نے کسی قوم کو فضیلت علمی حاصل کرنے سے کبھی نہین روکا [illegible]

کوتاہی ذہنگ دلی کی بشرطیکہ ہم مین قابلیت ہو جوہر ہو تجارت و صناعت کے ذرایع ایسے وسیع ہوگئے کہ کبھی نتھے اسی گورنمنٹ کے عہدِ مبارک مین تھوڑی مدت مین پشتر جیسی قابل گذر چکی ہین قوم انکو بھولی نہو گی۔ قوم مین اطبا مسیحا نفس و پزشکان بقراط مثال کی ایک جماعت پائی جاتی تھی۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کی کمی نتھی۔ فصحائے نامی و شعرائے گرامی جوق جوق نظر آتے تھے ہر جگہہ علمی و اخلاقی انجمنین ہر موقع پر مذاقی جلسے موجود تھے اب جس بزم کو دیکھو چراغ گل۔ جس انجمن مین جاؤ نہ ساقی نہ ساغر نہ ایاغ نہ گل جس چمن مین گذرو ہر پھول کملایا ہر پتہ مرجھایا یا اللہ اللہ شعر

کبھی یہ دل تماشاگاہ تھا عیش و عشرت کا | اب اسمین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین

رباعی

تھی نکہت عیش سے یہ دل کو فرحت | خندان خندان سدا تھی ہم گل کی صفت
کیا بادِ خزان چلی چمن مین کہ عطا | شبنم کی طرح اب ہے روتی صورت

میرے عزیزو! قوم مین اب بھی شریف النفس۔ ہنرور۔ اخلاقمند۔ ذیجاہ و اقبال اشخاص کے وجود باجود سے انکار بحث کرنا میرا مقصود نہین۔ ع بزم کو برہم ہوئے مدت نہین گذری بہت پر اٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کے ابتک دہوان۔ ہان رونا یہ ہے کہ جب فیصدی پچانوے اوس قسم کے پائے جاتے تھے تو اب تلاش سے فیصدی پانچ مل سکین گے۔

خیر مین اس دکھڑے کو چھوڑتا ہون اور اشہب خامہ کی باگ دوسری طرف موڑتا ہون شعر

طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ | دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین

حضرات! اگرچہ زمانہ کے ترک و تاز نے قوم کو ملیامیٹ کر ڈالا خاک مین ملا دیا اور انقلاب ادوار نے اُن کے نام و نشان مٹانے مین کوتاہی نہین کی۔ مگر ہزار خاک مین ملاؤ ٹھیکریون مین رلاؤ موتیون کے چمکدار ذرے چھپتے کب ہین بزرگان سلف کے مبارک نام اون کے جاہ و اقبال اور حسنات کا پتہ ڈھونڈھنے سے صفحات تاریخ مین جلی حرفون سے لکھا ہوا ملتا ہے اور کھوج لگانا چاہو تو اون کے نقشِ قدم قریش عرب کے گھرون تک جا پہونچتے ہین ع

کہنہ نخلِ تازہ از صرصر زپا افتادہ ام | خاکم اکا دست ہنوز هم ریشہ در گلزار است

اُن کے پُرانے کھنڈروں سے ؎

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ | آثار پدید است صنا دیدِ عجم را

کی سُریلی آواز چلی آتی ہے اُن کے فرسودہ مقابر بزبانِ حال پکار پکار کر کہہ رہے ہیں ؎

گو مٹ گئے نقشِ در و دیوار ہمارے | باقی ہیں زمانے میں ابھی نام تمہارے

اصحاب خبرت خوب جانتے ہیں کہ کسی قوم و قبیلہ کے ہر فرد کا من اولہ الیٰ آخرہٖ مسلسل و تفصیلوار حال نہیں لکھا گیا بہت سے نامی گرامی اشخاص سبیل گمنامی میں رہ گئے ہیں ؎ بس نامور کہ زیر زمین دفن کردہ اند * کز ہستیش بروئے زمین یک نشان نماند جن نامور بزرگوں کے سنہ ناموں سے صفحاتِ تاریخ روشن ہیں جنہیں موجودہ نسلوں کو اون کی اولاد میں شمار ہونے کا فخر حاصل ہے اون کے اجداد میں بھی ہر فرد کا فرداً فرداً تفصیلی حال نہیں بتایا گیا بجز اس کے کہ اسماء رجال سلسلۂ انساب کو ایک حد تعین اور ایک معزز و معروف شخص تک محفوظ و یاد رکھنے کے لئے مکتوباً و ملفوظاً اہتمام کیا گیا ہے اور انکو سلسلہ بسلسلہ سینوں سفینوں میں جگہہ دی گئی ہے -

علیٰ ہٰذا القیاس جس قبیلہ کے لوگوں کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اُس کے اکابر باتقدم کا حال بہ حکم [1] هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ؕ معرضِ خفا میں رہجانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں -

میری قاصر نگاہ سے تفصیلاً یہ بات نہیں گذری کہ اس نسل کے بزرگوں میں سب سے پہلے سرزمین ہندوستان پر کس نے قدم رکھا اور اون کی حالتوں میں کیا کیا انقلاب ہوا البتہ سات آٹھ سو برس کا زمانہ تھوڑا نہیں ہوتا اُس وقت سے ابتک کے حالات جستہ جستہ ملتے ہیں جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا اور یہ کا سلسلہ نہ ہمارا بنایا ہوا بلکہ تاریخ کا بتایا ہوا اپنی اصل تک پہونچتا ہے دوسری معزز و خاندانی جماعتوں میں بھی اس سے عمدہ نظیر نہیں مل سکتی ذیل میں اُن کتابوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جن سے اس مختصر کی ترتیب میں استنباط مطالب کیا گیا ہے -

[1] ترجمہ بلاشبہہ (نوع) انسان پر (اتنے وسیع) زمانے میں سے ایسا ایک وقت (بھی) آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہتا۔ پارہ ۲۹ شروع سورۂ دہر -

فہرست کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف و مؤلف	سنہ تالیف
۱	روضۃ الصفا جلد سویم	محمد خاوند شاہ ہروی	سنہ ۹۵۰ھ حل ۹۳۰ بعہد میر علی
۲	سیر العارفین	مولانا شیخ جمالی دہلوی	بعہد ہمایون بادشاہ
۳	اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	سنہ ۱۰۰۰ھ
۴	طبقات اکبری	مولانا نظام الدین احمد ہروی	سنہ ۱۰۰۱ھ
۵	منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی —	سنہ ۹۹۹ھ آغاز و سنہ ۱۰۰۴ھ انجام
۶	ترجمہ اردو منتخب التواریخ	مولوی احتشام الدین مرادآبادی	
۷	اکبرنامہ	علامہ ابو الفضل	بعہد اکبر بادشاہ
۸	آئین اکبری	ایضاً	"
۹	رقعات ابو الفضل	ایضاً	سنہ ۱۰۱۰ھ
۱۰	گلشن ابراہیمی معروف تاریخ فرشتہ	محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی معروف بہ فرشتہ	سنہ ۱۰۱۵ھ
۱۱	اقبال نامہ جہانگیری	محمد معتمد خان بخشی	۔
۱۲	مآثر عالمگیری	۔	۔
۱۳	سفاوضات عالمگیری	حضرت عالمگیر بادشاہ	
۱۴	جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ	نعمت خان عالی	
۱۵	اشرف الصحائف	محمد صالح کنبو	سنہ ۱۰۶۲ھ
۱۶	منتخب اللباب	محمد ہاشم خان مخاطب بہ خافی خان نظام الملکی	سنہ ۱۱۳۰ھ

۱۷	خزانۂ عامرہ	علامۂ نامی میر غلام علی آزاد بلگرامی	سنہ ۱۱۷۶ھ
۱۸	ماثر الامرا	میر عبد الرزاق صمصام الدولہ شاہنواز	سنہ ۱۱۷۲ھ
		خان خوافی اورنگ آبادی	
۱۹	محبوب الابرار فی اسرار الاحرار	شاہ محبوب العالم جعجری	بعہد شاہ جہان بادشاہ
۲۰	تاریخ الخلفاء	مولوی مسیح الدین کاکوری	.
۲۱	سلسلۂ عالیہ	عنایت حسین طبیب مارہروی	.
۲۲	آثار احمدی	ایضاً	
۲۳	کاشف الاخبار	ایضاً	
۲۴	دیوان فارسی	بہادر شاہ مارہروی	
۲۵	ایضاً	عالم شاہ والا - مارہروی	
۲۶	ملفوظات مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے	.	سنہ ۱۲۳۳ھ
۲۷	آثار الصنادید	سرسید احمد خان دہلوی بانی مدرسۃ العلوم	سنہ ۱۲۶۳ھ
۲۸	رسالہ مبارک	نواب مبارک علیخان میرٹھی	یکم رجب سنہ ۱۲۶۵ھ
۲۹	انتخاب التواریخ	نواب احمد اللہ خان میرٹھی	
۳۰	تاریخ نو الملقب بہ مختصر سیر ہندوستان	حکیم محمد وحید اللہ بدایونی	سنہ ۱۲۴۷ھ
۳۱	خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ	حاجی فخر الدین حسین خان دہلوی	سنہ ۱۲۶۸ھ
۳۲	شمع انجمن	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	سنہ ۱۲۹۲ھ
۳۳	صولت افغانی	حاجی محمد زردادخان رئیس کرائولی	جون سنہ ۱۸۷۶ء
۳۴	تذکرۃ الخواتین ترجمہ فارسی مشاہیر النساء	محمد ذہنی آفندی	
۳۵	تاریخ اصغری	سید اصغر حسین نقوی امروہوی	سنہ ۱۲۹۱ھ
۳۶	نخبۃ التواریخ	مولوی سید آل حسن امروہوی	سنہ ۱۲۹۶ھ

۳۷	خلاصہ شمس التواریخ	حکیم نواب علیخان امروہوی	مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد
۳۸	تلخیص التواریخ	شیخ سلطان نبی امروہوی	
۳۹	دربار اکبری	شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد دہلوی	مطبوعہ سنہ ۱۸۹۸ء
۴۰	تذکرۂ افغانی	عادل محمد خان رئیس بھوپال	مطبوعہ سنہ ۱۳۱۳ھ
۴۱	حیات سعدی	مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی	سنہ ۱۳۰۳ھ

ماورائے کتب مندرجہ فہرست شجرات انساب و نسب ناجات اور مختلف مضامین و متفرق صحائف و روایات ثقات و ذاتی واقفیت سے جہانتک معلوم ہو سکا اپنی ناچیز سمجھ و محدود معلومات کے موافق صداقت و سچائی سے تحریر ہے اور نام اس مختصر کا **المشاہیر** ہے - ایک مقدمہ پانچ ذکر اور ایک خاتمہ پر کتاب مبنی ہوگی - پہلے مشایخ طریقت - پھر علمائے شریعت - پھر امراء - انکے بعد شعراء - اس کے پیچھے اطباء کا ذکر کیا جاوے گا -

حضرات اعرض مطالب و گذارش مقاصد مین بات بڑھ گئی - کلام طول ہو گیا اب دیباچہ کا اختصار ہے سر گذشت قوم کا اظہار ہے جس کا دیر سے انتظار ہے **نظم**

بادہ در جوش ست و رندان منتظر
ساقیا حسن ما صفا دع ما کدر

در خرابات مغان بگذر کہ ہست
ہر صراحی چشمہ ہر ساقی خضر

بندۂ ساقی شوم کز یک قدح
منکران عشق را سازد مقر

اے رفیق از من مشو غافل کہ نیست
عشق در فرہاد و مجنون منحصر

العبد

الراجی الی رحمۃ الصمد عاصی فیض احمد ابن حکیم دلدار احمد ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ کمشنری آگرہ ممالک مغربی و شمالی ہند

سنہ ۱۳۱۵ھ و سنہ ۱۸۹۸ع

مقدمہ لفظ لکہنو کی تحقیق مین گردشِ روزگار و تقلیب لیل و نہار کے جاننے والے جانتے ہین کہ زمانہ کی اُلٹ پھیر سے انسانی کیفیتون مکانی حالتون اور اون کے نام و نشانات مین کیسا کچھہ انقلاب و اختلاف پیدا ہو جاتا ہے دیکھو یہی (دہلی) جو ہندوستان کا قدیم تخت گاہ اور دُنیا کے مشہور شہرون مین ہی اُس کے نامون نے کتنے قالب بدلے ہین اُسکی آبادی و بربادی نے کیسے کیسے پلٹے کہائے ہین اسی دہلی مین مابین شاہجہان آباد و قطب صاحب سلطان فیروزشاہ کی بنائی ہوئی ایک عمدہ و عالیشان عمارت ہے جس کا نام۔ (بدیع منزل) تہا شاید ۷۵۵ھ ہجری مین اُس کی تعمیر ہوئی ہے اہلِ ہند کے کثرت تلفظ سے آج اُس کو (بیجے منڈل) بولتے ہین ترکیبی صورت بدلنے سے کوئی انجان یہ بہی نہین جان سکتا کہ کسی مسلمان بادشاہ کی بنائی ہوئی یہ عمارت ہوگی اللہ اللہ ؎

	زمین چمن گُل کہلاتی ہے کیا کیا		بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے	

نظر بران لفظ لکنہو کی تحقیق آسان نہین لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے وہ عرض کیا جاتا ہے سجلات قدیم و بزرگان پیشین و معتبر اشخاص کی کتابت و پُرانے کتابون مین یہ لفظ (لکنہو) و (لکنبوہ) و (لکنہوتی) ان صورتون مین لکہا پایا جاتا ہے بعض کم استعداد شاذاً لکہنوہ لکہدیتے ہین اور اس کے اصل مین اقوال مختلف غیر مستند بیان کئے گئے ہین کسی نے (لکم انبوہ) کہا ہے کوئی (لکہگو) کہتا ہے کسی نے کیا ہنود مین جا ملایا ہے اور (لکے انبوہ) بتایا ہے مگر یہ سب طبعی باتین ہین حقیقتاً جمہور ثقات کا اتفاق اور مقرون بصواب ہی یہ ہے کہ لقب مکانی ہے ذاتی صفاتی یا نسبی خطاب نہین مولانا شیخ زین العابدین[۱] عرف شیخ آدہن جد

[۱] شیخ بڑے عابد زاہد ذاکر شاغل متقی پرہیزگار ثقہ دانشمند کامل عارف منکسر مودب باوقار بزرگ تہے جمال صوری و کمال معنوی پایا تہا اکثر صائم رہتے اور ہشتیا ہی لقمہ نکہاتے تہے خاصیہ کہ بڑے محتاط تہے سلطان ابراہیم بن سکندر لودی نے اپنی حکومت کا منصب عمدہ دینا چاہا الا احتیاط و تقوی کے سبب ہرگز قبول نکیا مولانا شیخ سماء الدین کے مرید اور میان عبداللہ طلنبی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سنہ ۹۴۳ھ مین دارالبقا کو رحلت فرمائی مزار پر انوار اُنکا دہلی مین جانب غرب حوض شمسی قطب صاحب کے قریب ہے ۱۲ از اخبار الاخیار۔

نادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین لکھا ہے کہ لفظ (کنبو) مین واؤ نسبت کا ہے جیسا کہ ہندو مین یعنی منسوب بہ کنب۔ اور (کنب) ایک شہر ہے قریب غزنین جس طرح سادات بنی فاطمہ و علوی یا شیوخ اند عرب اور جو لوگ باشندگان قدیم کشمیر مین سے مسلمان ہو گئے یا جو ابتک اپنے قدیم مذہب پر قایم ہین وہ سب بلحاظ سکونت کشمیر (کشمیری) کہلاتے ہین علیٰ ہذا ساکنان کنب[۱]۔

شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی (دربار اکبری) مین بضمن حالات شیخ گدائی لکھتے ہین کہ اون کے والد شیخ جمالی سکندر لودی کے عہد مین شعراء با کمال مین شمار ہوتے تھے اور شیخ جمالی (دہلوی) (کنبوی[۲]) کہلاتے تھے۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ کنباہ[۳] ایک دریا ہے اُس کے کنارے کی آبادی کو بھی باسم محل (کنباہ) کہتے ہین (جس طرح ضلع جہلم دریاے جہلم کے نام سے مشہور ہے) قدما عرب و بغداد سے وہان آکر آباد ہوئے پھر ہندوستان آئے اور یہ لقب ساتھ لائے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مناسبت سے کسی افراد انسانی کا نام رکھدیا جاتا ہے کبھی اُس کو ایسی قبولیت و عام شہرت ہو جاتی ہے کہ تمام قبیلہ اور گروہ اُسی نام سے شہرت پذیر ہو کر ایک قوم بنجاتی ہے کوئی قوم اپنے بزرگ کے نام سے کوئی باسم محل اور کوئی باسم صفت موسوم ہو گئی ہے لہذا اس

---

[۱] خلاصۃ التواریخ صفحہ ۱۲ و تلخیص التواریخ صفحہ ۲۴ [۲] جس طرح سکنائے دہلی۔ لکھنؤ۔ کول۔ امروہہ کو دہلوی لکھنوی کولوی امروہوی کہتے ہین وقس علیٰ ہذا ۱۲

[۳] بعض اہل شکوک بوجہ ناواقفیت وجود کنباہ مین متردد ہو جاتے تھے بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا کو ایک سیاح معقول معتبر بغدادی الاصل اولاد امجاد حضرت غوث پاک رح سے ملنے کا اتفاق ہوا بانشاء و مہربانی اپنی سیاحت کے تذکرہ مین بیان کیا کہ سمرقند سے شمال کی طرف ۶۰-۷ منزل کے فاصلہ پر کنباہ بضم کاف ایک دریا ہے اوس کا پانی نہایت سرد شیرین خوشگوار ہے اوس کے کنارے پر ایک قصبہ اُسی نام سے مشہور آباد ہے پہاڑی ملک ہے آب و ہوا نہایت صحت بخش میوے بکثرت پیدا ہوتے ہین باشندے وہان کے شجیع خلیق انتہا درجہ کے مہمان نواز ہین اُنکا جی ہرگز نہین چاہتا کہ مہمان سے اُنکا مکان خالی رہے مین چند روز بکمال آسایش اُس قصبہ مین مقیم رہا ہون ۱۲

فریق کا بھی باسم محل موسوم ہوجانا نئی بات نہیں (۱)۔

یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر لوگ اسی گروہ کے قریب زمانۂ محمود غزنوی (۲) ہندوستان میں آئے۔ شیخ صدر الدین و شیخ عبد اللطیف و خواجہ اویس و خواجہ صفا قدما ء عابدین و مجاہدین میں تھے لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور انقلاب زمانہ پر نظر ڈالنے والے خود سمجھ سکتے ہیں اُن کے تفصیلی حالات معرضِ خفا میں رہے ہاں اتنا معلوم ہے کہ شیخ عبد اللطیف کی اولاد کا سلسلہ قصبہ (مارہرہ) میں اب تک نام و نمود کے ساتھ موجود ہے اور شیر شاہ کے زمانہ سے عہدہ چودہر و قانونگوئی و ریاست زمینداری و تعلقہ داری اُن کی نسل میں بلا فصل چلی آتی ہے خواجہ اویس و خواجہ صفا نواب مبارک علیخان رئیس میرٹھ کے بزرگوں میں تھے جو بعد فتح میرٹھ باقی رہے دیگر بزرگانِ قوم کہ جدال و قتال میں کام آئے گنج شہیدان اُنکا میرٹھ میں عقب جامع مسجد (۳) موجود ہے آثار سلف سے میرٹھ میں قلعہ خام اور دو ایوان موسوم بہ رنگین محل و سنگین محل تھے رنگین محل میں کوٹھی کچہری پرمٹ سابق اندر آبادی شہر تعمیر تھی سنگین محل کے دالان و تہ خانہ تھوڑا

(۱) صاحب تذکرہ افغانی وجہ تسمیہ پٹھان میں لکھتے ہیں کہ جب اول مرتبہ یہ لوگ ہند میں آئے تو بلدۂ پٹنہ میں آباد ہوئے اس سبب سے اہل ہند افغانوں کو پٹھان کہتے ہیں افغانوں کے ایک فرقہ کو روہیلہ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ ملک روہ کے رہنے والے ہیں یعنے ملک روہ والہ کثرت استعمال سے روہیلہ مشہور ہو گیا وجہ تسمیہ افغان لوحانی یہ ہے کہ انکا مورث اعلےٰ نوح تھا اوس کی نسل نوحانی مشہور ہوئی اب نون کی جگہ لام مستعمل ہوکر لوحانی کہلاتے ہیں قوم قزلباش کے لوگ سرخ کلاہ رکھتے تھے ترکی میں سرخ کو قزل اور باش سر کو کہتے ہیں یعنی سُرخ سر والی قوم اسی نام سے مشہور ہو گئے ۱۲۔

(۲) سنہ ۴۰۹ ہجری میں محمود نے قلعۂ میرٹھ فتح کیا ۱۲ تاریخ فرشتہ

(۳) مسجد جامع میرٹھ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں تعمیر ہوئی یہ بادشاہ سنہ ۶۰۷ھ میں تخت نشین ۲۰ شعبان سنہ ۶۳۳ھ میں فوت ہوا اب زمانہ حال میں مسلمانان میرٹھ نے مجدداً عام چندہ سے تمام مسجد کو نہایت نفیس اور وسیع تعمیر کیا ہے ۱۲

زمانہ گذرا جب تک موجود تھے - اِن اسباب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر با تقدم نے عرب بغداد وغیرہ چھوڑنے کے بعد ایک مدت (کنباہ) و (کمنب) مین توطن کیا اور نسل دیگر باشندگان وہان کے اُس مقام سے اپنے ساتھہ یہ لقب لائے یہی سبب ہے کہ بعض دیار پنجاب وغیرہ مین ہندو مسلمان ہر جنس و ملت کے اشخاص اس لقب سے ملقب پائے جاتے ہین اور کبھی سرسری نگاہ ڈالنے والون کو جن کی نظر غائر نہین مسلمانان قریشی الاصل کنبوہی کے ہندی نژاد ہونیکا دہوکہ ہو جاتا ہے وہ غور نہین کرتے کہ لقب مکانی مین ہر قوم قبیلہ و ملت و مذہب کے لوگ مشترک و متحد ہوتے ہین کشمیر و پنجاب کا رہنے والا ایک سید و ایک برہمن باعتبار توطن دونون کشمیری و پنجابی کہے جاتے ہین الا اونکی دیگر صفات مین مغائرت کلی پائی جاتی ہے نسبی علاقہ اور قومی رشتہ اون مین اصلا نہین ہوتا ہان یہ ممکن ہے کہ ہندو نژاد کنبویون کے کچھہ قبیلہ و گروہ مسلمان ہو گئے ہون یا آیندہ ہو جائین یہ امر ہمارا قادح مقصود نہین ہمیشہ ہر ملک و ملت کے لوگ اسلام قبول کرتے رہے ہین اور کرتے رہین گے اُن کے تبدیل مذہب سے کسی دوسرے کی اصل و نسل مین فرق نہین آتا اور وہ کسی قبیلہ غیر کے نسب مین شامل نہین ہو سکتے

ذکر مشایخ طریقت و اصحاب حقیقت چونکہ یہ مختصر شیوخ قریشی اولاد ابناء زبیر رضہ کے ذکر پر مبنی ہے اور اسلامی دنیا مین مان لیا گیا ہے کہ کوئی ولی صحابہ رسول مقبول صلعم کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا صحابی بھی کیسے زبیر اور عبد اللہؓ جیسے لہذا تیمناً و تبرکاً انھین حضرات کے ذکر خیر سے اس باب کا آغاز کیا جاتا ہے -

سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قصی سے دوسری شاخ اس طرح بجناب حبیبنا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی قصی کے بیٹے عبد مناف اون کے بیٹے ہاشم اون کے عبد المطلب اون کے عبد اللہ ابو القاسم حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم - بالجملہ زبیرؓ کے مناقب و فضایل محتاج بیان نہین صفیہ دختر عبد المطلب حقیقی پھوپی رسول خدا صلعم کی بیٹی اور ام المومنین بی بی خدیجہ

کی حقیقی بھتیجے ہیں پندرہ برس کی عمر میں معہ اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف باسلام ہوئے رسول خدا صلعم کے اجلہ اصحاب میں شمار ہیں اور اس سے بڑھکر کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ داخل عشرہ مبشرہ ہیں نقل ہے کہ شیطان لعین نے ایک مرتبہ دست کفار میں آن حضرتؐ کے گرفتار ہو جانے کی خبر مشہور کر دی اُس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے کھینچ لی جناب رسولؐ نے بلندی ٹکہ سے دیکھکر پوچھا اے زبیر کیا ہے زبیرؓ نے واقعہ بیان کیا آپ نے اُن کے حق میں دعا کی اور فرمایا زبیر میرا ابن عم اور میرا حواری ہے میری اُمت میں جمیع غزوات میں آنحضرتؐ کے شریک رہے اُن کی چند خصوصیتیں ہیں جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوئیں غزوہ بدر کے دن اُن کے سر پر زرد عمامہ تھا جو ملایکہ اُس غزوہ میں شامل ہوئے اُن کے سروں پر بھی زرد عمامہ تھے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ایک غزوہ اُحد دوسرے غزوہ بنی قریظہ میں ان سے فرمایا اِرْمِ فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي یعنی تیر پھینک فدا تجھپر باپ اور ماں میرے۔ اُن کے ہزار غلام تھے جو خراج دیتے سب راہ خدا میں تصدق کر دیتے ایکدرم بھی اپنے گھر میں نہ رکھتے جنگ جمل میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یاد دلایا۔ ایک روز ہم تم ہنس رہے تھے تب رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کیا تم ہو گے مخالف علیؓ کے اوس وقت تم ہو گے ظلم کرنے والے علیؓ پر یہ سنتے ہی جنگ سے علیحدہ ہو کر مدینہ کی طرف مراجعت کی عمرو بن جرموز نے واپسی میں پیچھا کر کے نماز پڑھتے ہوئے شہید کر دیا اور سر کاٹ کر خوش خوش حضرت علیؑ کے پاس لایا آپ نے پاس نہ آنے دیا اور اذن چاہنے والے سے فرمایا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کے خبر دیدے یعنی کہدے کہ قاتل زبیرؓ جہنمی ہے پنجشنبہ دسوین جمادی الثانی ۳۶ھ میں بروز جنگ جمل آپ شہید ہوئے چھیاسٹھ برس کی عمر پائی۔

سیدنا حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اون کی کُنیت ابوبکر ہے اسماء ذات النطاقین[1]

[1] نطاق بروزن کتاب ایک قسم کا کپڑہ ہے کہ عرب کی عورتیں طرز خاص سے اُسکو اوڑھتی یا کمر سے باندھتی ہیں رسول خداؐ کی ہجرت کی اسماء نے اپنی نطاق کے دو حصے کئے ایک کا آنحضرتؐ کیواسطے دستر خوان بنایا دوسرا حصہ مشک کے باندھنے کو دیا آنحضرتؐ نے فرمایا اسماء اس نطاق کی عوض پروردگار عالم بہشت میں تمکو دو نطاق عطا فرمائے گا جب سے اسماء کو ذات النطاقین کہنے لگے ۱۲۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی بڑے بیٹی اُن کی ماں اور اُم المومنین عائیشہ رضی اللہ عنہا کی
خالہ اُم سلمہ دختر سید الشہداء امیر حمزہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی بیوی تھین۔
اسلام کے مشہور ناموراور مہاجرین مدینہ کے سب سے پہلے فرزند ہین سال اول ہجرت مین
پیدا ہوئے اُن کے پیدا ہونے سے صحابیون مین بڑی دہوم مچی تھی خوشی مین سبنے تکبیر
کے نعرے مارے تھے رسول مقبول صلعم نے اپنے دہن مبارک مین خرما چبا کر اُن کے تالو مین لگایا
خود آنحضرت صلعم نے عبد اللہ اُن کا نام رکہا اُن کے مناقب مین قریب تیس حدیثون کے وارد ہوئی
ہین بڑے عابد زاہد صوام و قوام یعنی کثرت سے روزہ رکھنے والے اور کثرت سے نماز پڑھنے والے
تھے یہانتک کہ اون کے سجدہ کرنے کی حالت مین گرم پتہر منجیق کا اون کے لباس مین آکر لگتا تھا
اور وہ سر نہ اوٹھاتے تھے سفر مدینہ سے مکہ تک جو دس بارہ دن کا راستہ ہے ایک مرتبہ کہانا کہاتے
طاہرا روزہ پر روزہ رکھتے اس بدعت کے دفعیہ کے لئے شام کو تہوڑا سا پانی پی لیتے تھے۔ فصاحت
بلاغت و شجاعت مین بے نظیر تھے با وصف نہایت ڈرانے و طمع دلانے کے یزید کی بیعت سے
انکار کیا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ چلے آئے جبکہ حصین بن نمیر کندی نے لشکر مرسلہ یزید کے ساتھ
اُنکا محاصرہ کیا اونہون نے مسجد الحرام مین پناہ لی اوس نے منجیق سے پتہر پہینکے جس سے خانہ
کعبہ کی کچھہ دیوارین گر گئین اور بعض کڑیان جل گئین لباس کعبہ دریدہ ہو گیا۔ اسی اثنا مین یزید
کے مرنے کی خبر سُنکر حصین اپنے لشکر کے ساتھ بہاگ گیا یزید کے مرنے کے بعد تمام حجاز یمن عراق
عرب۔ عراق عجم خراسان تک اُن کے تصرف مین آگیا۔ اور بعد مرگ معاویہ بن یزید اہل شام و
مصر نے بہی اُن کے ہاتھ پر بیعت کی یزید بن معاویہ کے بعد نو برس مکہ معظمہ مین اونہون نے خلافت
کی خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنیاد پر (جیسا کہ رسول اللہ کو اپنے ایام حیات مین مرکوز
خاطر انور تہا) بکمال استحکام تعمیر فرمایا ستر ہوین رجب سنہ ۶۴ھ مین اس کار خیر سے فراغت پائی
جب عبد الملک مروان اموی کا بیٹا بادشاہ ہوا اُس نے ابن زبیر کے مقابلہ کو ایک بڑا لشکر بہ
سرداری حجاج بن یوسف روانہ کیا اوس نے کوہ ابو قبیس پر منجیق لگائی اور مکہ پر آگ برسائی

یہانتک کہ خانہ کعبہ کا پردہ جل گیا عبد اللہ محصور ہو گئے جب محاصرہ کو سات مہینے کا عرصہ گذر گیا تو
ساتھیون نے بیوفائی کی اونہین تنہا چھوڑ دیا اسما عبد اللہ کے مان اسوقت زندہ تہین وہ اُن
کے پاس مشورہ کو گئے اور کہا ہمراہیون نے تنگ آکر رفاقت چھوڑ دی دشمن اس شرط پر امان
دیتے ہین کہ عبد الملک کے راے پر اپنے تئین حوالہ کر دون اونہون نے جواب دیا اے بیٹا اگر تو نے
یہ جدال و قتال دُنیا کیواسطے کیا ہے تو تو دنیا و آخرت مین خراب ہوا اور اگر خدا کیواسطے لڑے ہو
تو بنی اُمیہ سے نہ دبو اُن کی اطاعت نکرو ہمراہیون کے جدا ہو جانے کا غم نہ کہاؤ شان کرام یہ ہی
کہ جطرح عزت سے جئے ویسے ہی آبرو سے مرے اور دعائین دیکر رخصت کیا عبد اللہ باہر آئے
دیکہا کہ فوج اعدا بلندی مکہ پر چڑہ آئے اونہون نے دلیرانہ حملہ کرکے کہا اگر ایک ہی مجہہ جیسا جری اور
ہوتا تو مین اس فوج کو کافی تہا۔ ایک شخص نے فوج اعدا مین سے کہا سچ کہتے ہو اس مین شک نہین
عبد اللہ نہایت دلاوری و شجاعت سے برابر لڑتے رہے یہانتک کہ ایک تیر سر پر لگا اور
سر توڑ دیا۔ زبیر کی اولاد کا ایک غلام قریب تھا اُس نے رو کر کہا وا امیراہ یعنی ہائے میرے امیر
اعدا اُس کا شور سُنکر دوڑے عبد اللہ حالت جراحت مین لباس جنگ پہنے کھڑے تھے کسی کو پاس
آنے کی جُراُت نہوئی پہر غلام کی زاری سنکر چارون طرف سے سب نے حملہ کیا وہ شہید ہو گئے حجاج
پہونچا اوس کے ساتھ ایک امیر تھا اوس نے کہا کہ آدم کی اولاد مین آجتک ایسا جوانمرد بہادر کوئی
مان نہین جنی حجاج بولا تم ایسے شخص کی نسبت جو مخالف امیر ہے ایسا کلام کرتے ہو اوس نے
کہا میرا یہی کلام عذر ہوگا امیر کے پاس اس امر کا کہ مہینون تک اونکا محاصرہ رہا اور ہم اونپر غالب
نہ آسکے بعد قتل کے حجاج نے اون کو مقام مقابر مین سُولی پر چڑہایا یہ واقعہ منگل کے دن سترہ ۱۷
جمادی الاوّل ۷۳ ہجری مین پیش آیا بعد شہادت عبد اللہ کے حجاج نے اُن کی والدہ پاس اپنے
آدمیون کو بہیجا کہ انکو لے آوین اونہون نے جانے سے انکار کیا اور کہا چاہو کہینچ کر لیجاؤ مین خود
نجاؤنگی حجاج آپ آیا اور کہا تمنے دیکہا مین نے تمہارے فرزند کے ساتھ کیا کیا اونہون نے نہایت
صبر و استقلال سے جواب دیا کہ اوسکین تو نے کیا کیا اون کی دنیا خراب کی اور اونہون نے تیرا

دین خراب کردیا رسول اللہ ﷺ نے مجکو خبر دی ہے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مبیر پیدا ہوگا
کذاب کو ہم دیکھ چکے مبیر تو ہے مبیر کے معنی ہلاک کرنے والا ہین علماء کا اتفاق ہے کہ اس حدیث
مین کذاب سے ابن عبید اور مبیر سے حجاج مراد ہے۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے
بصرہ کے حاکم تھے بعد مرگ معاویہ بن یزید مختار بن ابی عبیدہ نے خروج کرکے کوفے عراق
خراسان پر تسلّط کرلیا او شمیط کے ساتھ تیس ہزار فوج جرار مصعب کے مقابلہ کو روانہ کی
مصعب نے نہایت بہادری سے خنجر بہ خنجر و شمشیر بہ شمشیر جنگ کی یہانتک کہ شمیط مارا گیا اور اُس کی
ساری فوج کام آئی معدودے چند جان بچا کر مختار پاس پہونچی اُس نے ناچار لشکر آراستہ کرکے
اور خود آمادہ پیکار ہوا بعد مقابلہ و مقاتلہ ہزیمت پاکر دار الامارۃ کوفہ مین محصور ہوگیا اور بالآخر معہ اپنے
سب ہمراہیون کے مارا گیا جب عبدالملک بن مروان نے مختار کے مرگ اور مصعب کے کوفہ پر مسلط
ہوجانے کی خبر سُنی اُس نے اپنے سردارون امیرون اور عظماء خاندان سے مشورہ کیا سب جنگ
پر متفق ہوئے مصعب کی دلاوری اور بہادری مشہور تھی عبدالملک نے کہا کہ مصعب کے مقابلہ پر ایسے
شخص کو جانا چاہیئے جو خداوند تدبیر اور صاحب شمشیر ہو یہ دونون صفتین کسی میرٹیت پائی نہین جاتین
مجھے خود جانا چاہیئے لہذا وہ زبردست لشکر اور بے شمار فوجین لیکر روانہ ہوا اور جاتے جاتے یہ کارروائی
کی کہ نامہ و پیغام کے ذریعہ سے سرداران لشکر مصعب کو بھاری بھاری انعام و عطاء مال
و منال کی طمع دیکر توڑ لیا وہ بیوفا بندۂ زر ہنگام موقع موقع کھسکنے شروع ہوگئے خود مصعب کے عزیز
و اقارب کی معرفت بوعدۂ ملک و مال مصعب سے درخواست کی گئی کہ جنگ سے باز رہو عبدالملک
کو امیر مانو او نھون نے کچھ پروا نکی اور صاف کہدیا کہ امیر مکّہ مین ہے یعنی عبداللہ بن زبیر مصعب بڑے
نبرد آزما و مرد میدان تھے تین دن تک اس شجاعت و بہادری سے لڑے کہ بنی اُمیّہ کے چھکّے چھوٹ
گئے لیکن عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا چوتھے دن میدان جنگ مین لڑتے ہوئے مارے گئے اون کے
مرتے ہی اس عظیم الشان جنگ کا جو عرب کی تاریخ مین نہایت سخت اور قسمت پلٹ دینے والے

والی مختار کیجانی ہے خاتمہ ہوگیا اسی معرکہ مین عیسیٰ بن مصعب دلادرانہ وار شجاعت دیکر راہی
ملک بقا ہوئے جب زخمون سے انکا بدن داغدار ہوگیا شامیون مین سے ایک نے اُن کا سر
کاٹ لیا مصعب نے حملہ کرکے اُس شامی کو ہلاک کیا فرقت پسر سے ملول ہوکر اور اپنے ہمراہیون کی مدد لیکر
کرکے مثل شیر غرّان سخت حملے کئے عبدالملک کو ہمیشہ سے مصعب کے ساتھ محبت تھی اوس نے پھر پیغام بھیجا
کہ اب بھی جنگ سے دست بردار ہو جاؤ پھر ملک و مال تمہارے لئے ہے مصعب نے ذرا التفات نہ کیا اور
فوج غنیم مین ہلچل مچادی یہانتک کہ عبدالملک کے خیمہ تک پہنچ گئے اور طنابین کاٹ دین مصعب کے
ساتھ صرف ستره کس باقی رہگئے تھے کہ زائدہ بن قدامہ مختار کے چچا کے لڑکے نے تلوار ماری مصعب
گرے عبیداللہ بن زیاد الظبیان سرتن سے جدا کرکے عبدالملک کے پاس لیگیا اس بہادر نامور کے
مرگ سے عبدالملک غمگین ہوا اور کہا مین چاہتا تھا کہ مصعب مصالحت کرلے تو تحف مال اپنا
اُسے دیدون میرا یقین ہے کہ قریش مین کوئی امثل اُس کے پیدا نہوگا بحکم عبدالملک دونون باپ بیٹے
کے جسد کو کفنا کر دفن کردیا عبدالملک نے یہ بھی کہا میری اور مصعب کی خوشی اور قدیمی دوستی تھی لیکن
ملک عقیم یعنی مثل بانجھ عورت کے ہے کہ شرکت پسند نہین کرتا **نقل** بعد جنگ عبدالملک کوفہ
پہنچکر پھر اسے سلطان مین فروکش ہوا مصعب کا سر اُس کے سامنے رکھا تھا حاضرین مجلس مین سے
ایک شخص نے کہا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ اسی جگہ امیرالمومنین حسین علیہ السلام کا سر مین نے ابن زیاد کے روبرو رکھا دیکھا تھوڑی
مدت نگذری کہ ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا پایا پھر اُسی جگہ مختار کا سر مصعب کے آگے رکھا گیا
آج مصعب کا سر ہم امیر کے سامنے دیکھتے ہین عبدالملک اس کہنے سے بہت خوف زدہ و متوہم ہوا اور اُس کے
حکم سے فوراً اُس قصر کو گرا کر ویران کردیا گیا اس جنگ کے چند روز بعد ہی عبداللہ بن زبیر حرم محترم
کے اندر شہید ہوگئے سکینہ[1] دختر سیدالشہدا امام حسینؑ مصعب کی پیاری بیوی تھین حضرت امام

[1] سکینہ کی مان رباب دختر امرالقیس بن عدی قبیلہ بنی کلب سے تھین حضرت امام حسینؑ سکینہ و رباب کے ساتھ بیحد
محبت رکھتے تھے آپ نے فرمایا ہے نظم لَعَمْرِی اِنَّنِی لَاُحِبُّ دَارًا تَحُلُّ بِهَا سُکَیْنَةُ وَالرَّبَابُ اُحِبُّهُمَا
وَاَبْذِلُ کُلَّ مَالِی وَلَیْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِی عِتَابُ فَلَسْتُ لَهُمْ وَاِنْ عَتَبُوا مُطِیْعًا

زین العابدین علیہ السلام نے لاکھ درہم کے مہر پر انکا عقد باندھا تھا زوجین مین بے انتہا محبت تھی اسی خوشی
مصعب نے چالیس ہزار درہم حضرت امام کے نذر کیئے تھے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۵ حیاتی او لیغینی التراب ترجمہ اپنی جان کی قسم مین اُس زمین کو دوست رکھتا ہون جہان سکینہ اور رباب ہون - دونون سے محبت ہے اور اُنپر اپنا مال صرف کرتا ہون اور اگر اس پر مجکو الزام دین تو مین پروا نہین کرتا - اور اگرچہ لوگ ملامت کرتے ہین مگر مین اُنکی نہین سُنتا - اسمین مین چاہے زندہ رہون یا خاک مین ملجاؤن - سکینہ علاوہ پارسا پاکدامن اور نیک بیوی ہونے کے جو انکا اصلی جوہر تہا نہایت حسین - ذہین - لطیفہ گو اور اس پایہ کی شاعرہ تھین کہ وہ مشہور شعراء عرب جن کا مثل آجتک پیدا نہین ہوا اپنے باہمی کلام کے نزاعون کا فیصلہ کرنے کے لیے اُن کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے - سکینہ کے حالات نہایت دلچسپ ہین لیکن یہان انکا ایراد باعث طوالت و زائد از حاجت ہے تاہم اُن کے ضبط و استقلال کا قصہ **نقل کیا جاتا ہے** جس سے عربی نژاد خواتین کی دلی مضبوطی کا پورا ثبوت ملتا ہے -

ایک مرتبہ ان کے رخسار پر عین آنکھ کے نیچے ایک مسّلہ نکل آیا جو روز بروز بڑہتا جاتا تہا اُن کے خادمون مین ایک جرّاح بہی تہا جسکو زمانہ کے اعتبار سے اپنے فن مین اچھی مشق تہی - ایک دن آپ نے اوس سے ارشاد فرمایا - تم نہین دیکھتے اس مسّہ سے میری کیا حالت ہے - اوس نے دست بستہ عرض کیا یا بنت رسول اللہ علاج کرنے کو مین حاضر ہون مگر ڈرتا ہون کہ آپکو تکلیف بہت ہوگی اس مسّہ کے لئے جیسے عمل جراحی کی ضرورت ہوگی اوس کو برداشت کرنا نہایت دشوار ہے فرمایا اس کا خیال نکرو - اُس نے آپکو لٹا کر چہرہ کی کہال دور تک چیر ڈالی پہر اُسکے نیچے سے کاٹ کاٹ کر تمام بدگوشت نکال لیا یہانتک کہ رگین صاف نظر آنے لگین لیکن اتنا ہی عمل کافی نتہا اسلئے کہ مسّہ کا کسیقدر حصہ آنکہ کے نیچے تک پہیلا ہوا تہا تب اُس نے ایک طرف سے کاٹ کر آنکہ کا ڈہیلا اوپر اوٹھا کر اولٹ دیا اور اوسکے نیچے سے بدگوشت کا ٹکڑا ڈہیلا اپنی جگہہ رکہکر پٹی باندہ دی اتنا بڑا جراحی عمل ہوا اونہون نے اُف بہی نہین کی اور پیشانی پر چین تک نہ آنے دی سفرنامہ ابن جبیر سے معلوم ہوا کہ سکینہ کے قبر دمشق سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک موضع مین ہے دمشق

ام کلثوم دختر فاطمہؑ دمشق ہین ۱۲

دوسری شادی صاحب کی جناب عائشہؓ سے ہوئی تھی جو نہایت نیک صفات اور فاضلہ کاملہ تھین حضرت طلحہؓ کا عشرہ مبشرہ مین شمار ہے عائشہؓ کے باپ ہین عائشہ کی قابلیت علمی کا اِس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک جو دسوان خلیفہ بنی اُمیہ مروانیہ کا تھا دمشق سے حج کو آیا ایک جماعت کاملین علماء کی اُس کے ساتھ تھے خلیفہ نے عائشہ کی قابلیت وہمہ دانی کا شہرہ سنکر انکو حضور مین بُلایا اور ہر شخص کی معلومات علمی سے اُن کے ادراک کا موازنہ کیا سب نے انکو افضل پایا جو سامنے آیا مباحث علمی مین اُن سے الزام کہایا جو لوگ تعلیم نسوان کے مخالف ہین سمجھین کہ اسلامی دنیا مین عورتین کس پایہ کی فاضلہ وقابلہ ہوتی تھین۔

امام العارفین بُرہان الواصلین مخدوم مولانا شیخ سماء الدین دہلوی ابن مولانا شیخ فخرالدین مُلتانی قدس سرہما

اپنے وقت کے شیخ المشایخ ولی کامل فرد اکمل صاحب کشف وکرامات وخرق عادات سرآمد اولیاء عصر اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے آب ورنگ لآلی ہمتا لی مولانا شیخ جمالی تحریر فرماتے ہین نظم

آن کشاینده درِ مقصود	وان نماینده رہِ معبود	لُجّہ معرفت ازو در موج
اختر نور دین ازو بر اوج	چون براہِ صفا قدم بکشاد	گام بر گامِ مصطفےٰ بنہاد
بادشاہ جہان بزیر گلیم	گلّہ چار تُرکیش دیہیم	کیست جز وے بملک بیخویشی
کہ کند سر درے بہ درویشی	دوجہان نزد ہمت والاش	کمتر از نیم دانہ خشخاش
باطن او ز طلعتِ تکریم	دادہ نور صفا بہفت اقلیم	خاک درگاہ او پناہ ملوک
درِ او سجدہ گاہِ اہل سلوک	گوہرِ معدن صفاتِ خدا	قطرہ از ابر گوہرش دریا
بر جہان فیض اندیشش نازل	او بدان فیض در جہان باذل	سرو باغ حدیقہ تقدیس
بگریزان ز سایہ اش ابلیس	طایر قدس را بلفظ فصیح	قوت دادہ ز دانہ تسبیح
ہر کہ داد ارادتش دادہ	پا بعرشِ عظیم بنہادہ	رہبر انس وجان بروی یقین

پیشوائے جہان سماء الدین	چون دلش ناظر جمالی گشت	زان نظر گنج لایزالی گشت

سلسلۂ نسب آپکا سولہ واسطون سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہونچتا ہے شیخ زین العابدین عرف شیخ آدہن جد مادری شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ مرید و خلیفہ مخدوم صاحب نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین جو شجرۂ نسب لکھا ہے ہم اُس کو جدول ذیل مین نقل کرتے ہین۔

نسب نامہ حضرت مخدوم شیخ سماء الدین قدس سرہ

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حضرت مولانا شیخ سماء الدین.	۱۱	محمد سلیمان
۲	مولانا شیخ فخر الدین	۱۲	داؤد
۳	جمال الدین	۱۳	یعقوب
۴	اسمٰعیل	۱۴	ایوب
۵	ابراہیم	۱۵	ہادی
۶	شیخ حسن	۱۶	عیسیٰ
۷	شیخ کمال الدین	۱۷	مصعب رض
۸	شیخ حسن	۱۸	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۹	عیسیٰ	۱۹	عوام
۱۰	نوح		

مولد و موطن ملتان مخدوم صاحب کا مولد و منشا رہے کچھہ اسباب ایسے پیدا ہوگئے کہ وہان سے ترک سکونت کرکے چند مدت (رنتھنبور) و (بیانہ) مین قیام فرمایا پہر سلطان بہلول لودی[1]

لہ بہلول ۸۵۵ھ مین تخت نشین ہوا ۸۹۴ھ مین وفات پائی قریب زمانہ وضع حمل ناگاہ چھت گری اور اس کی مان دب کر مرگئی باپ پہلے مرچکا تھا ان کا پیٹ چیر کر نکالا دم سکتا تھا چچا نے پرورش کی ایک روز بہلول اپنے یارون کے ساتھہ بتمام سامانہ ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا سید ابن درویش کا نام تھا انہون نے فرمایا تم مین سے کوئی دہلی کی سلطنت دو ہزار تنکہ مین مول لیتا ہے بہلول کے پاس ایک ہزار چھ سو تنکہ تھے وہ سامنے رکھے باقی کا عذر کیا درویش نے قبول کرکے کہا دہلی کی بادشاہی مبارک ہو خدا کی قدرت کہ جو لڑکا اس مصیبت و بیکسی کی حالت مین پیدا ہوا تھا بالآخر بادشاہ ہوا فضلا و فقرا کا شفیق حال تھا ۱۲ کاشف الاخبار

کے زمانہ سلطنت مین دہلی تشریف لائے اور وہین توطن کیا تحصیل علوم ارادت۔ خلافت۔ علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل مولانا[1] ثناء الدین شاگرد میر سید شریف[2] جرجانی سے کی فقہ۔ حدیث تفسیر وغیرہ جمیع علوم مین صاحب کمال وسرآمد فضلاے عصر تھے فیض باطنی اپنے والد مرشد سے حاصل کیا بچپن ہی سے تعلیم باطنی مین مشغول ہوگئے تھے۔ ابھی بارہ برس کی عمر تھی کہ پدر بزرگوار براہ کمال شفقت ہنگام نیم شب خلوت خاص مین اپنے پاس بلاکر پندہائے دلبند واسرار دلنشین تلقین فرماتے اور جناب باری مین نہایت خشوع وخضوع سے عرض کرتے کہ (الہا بادشاہا اپنے کرم عمیم ولطف عظیم سے سماء الدین کو سعادت ابدی ودولت سرمدی عطا فرما) ظاہر ہے کہ ایسی باصدق وصفا باپ کی دعا ایسی رشید وسعید فرزند کے حق مین کسقدر موثر ہوگی چنانچہ ایام خوردی سے آثار بزرگی نمایان تھے ؎ بالاے سرش زہوشمندی ٭ می تافت ستارۂ بلندی۔ آپ کے والد ماجد سید صدر الدین محمد عرف راجو قتال کے مرید ومحبوب تھے حضرت سید راجو قتال کو اپنے

---

[1] سلطان العلماء والصلحاء مولانا ثناء الدین قدس سرہ برکت وصلاحیت مین مستثناء روزگار تھے شیراز مین میر سید شریف جرجانی سے علم حاصل کیا تھا مولانا قطب الدین انکے باپ کا نام تھا انکے اولاد نہوتی تھی ہر جمعہ کو روضہ متبرکہ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا وصدر الدین عارف پر جاکر بہ نیت تولد فرزند ایک قرآن کے ختم کا ثواب ارواح طیبات کو پہونچاتے تھے ایک مرتبہ شب جمعہ بعد اتمام ختم کلام وہین نیند آگئی دیکھا کہ حضرت سلطان المشایخ صدر الملۃ والدین نے دو چھوارے دئے اور فرمایا ایک تم کھالو دوسرا اپنی بیوی کو کھلاؤ انشاء اللہ تعالیٰ بہت سعید وفرزند رشید پیدا ہوگا اسکے بعد آنکھ کھل گئی روضہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک پیر نورانی دو خرما اسیلمانی لئے کھڑا ہے اوران کو دیدئے خوش خوش گھر لائے ایک آپ کھایا دوسرا بیوی کو کھلایا اوس کی برکت سے حمل رہا اور مولانا ثناء الدین پیدا ہوے ۱۲۔ [2] سید شریف جرجانی مشہور ومعروف اکابر علماء اہل سنت سے ہین ۸۱۶ھ مین انتقال فرمایا

تاریخ رحلت یہ ہے نظم

فاضل بے نظیر میر شریف ۔ بیگمان شارح مواقف اوست
جسم او ہمچو روح بود لطیف ۔ سال نقلش بگو بہشت مکان ۸۱۶
شرح وتحقیق علم منطق زوست ۔ یا تو قطب بہشت اورا دان ۸۱۶ ۱۲

باپ سید[ف] احمد کبیر اور اپنے بھائی سید جلال الدین مخدوم[ف] جہانیان سے ارادت وخلافت تھے مخدوم
جہانیان کو شیخ رکن[ف] الملۃ والدین ابو الفتح سے اون کو اپنے باپ شیخ صدر[ف] الملۃ والدین عارف
سے انکو اپنے باپ شیخ الاسلام[ف] مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی سے اونکو شیخ الشیوخ

ف سید احمد کبیر کے باپ سید جلال الدین بخاری جنکو سید جلال اعظم بھی کہتے تھے مخدوم بہاء الدین ذکریا سے
شوق میں بخارا سے ملتان آئے بیعت و دولت خرقہ سے مشرف ہو کر اُچہ میں رہنے کی اجازت پائی مخدوم صاحب کی
دختر نیک اختر سے ازدواج ہوا تین فرزند ارشد پیدا ہوئے سید احمد کبیر سید محمد سید بہاء الدین ۱۲ ف روز جمعہ شب برات
شنہ ۷۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور چہارشنبہ بعد ادائے دوگانہ بقر عید ۷۸۵ھ میں رحلت فرمائی بڑے سیاح تھے کچھ دیر تین سو ولی
کمال سے ملے امام یافعی کے ساتھ مکہ معظمہ میں ہم صحبت رہے انہیں کے اشارہ سے دہلی جا کر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی
سے خرقہ مشایخ چشت پایا روضہ رسول خدا پر حاضر ہو کر عرض کیا السلام علیکم یا جدی جواب ملا وعلیکم السلام یا ولدی
سات برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ جمال خندان کی خدمت میں گئے اونہوں نے خرما معہ خستہ کھا لیا جمال نے سبب پوچھا
عرض کیا جو چیز آپ جیسے بزرگ کے ہاتھ سے ملے اوسکا کوئی جز پھینکنا مناسب نہیں آپنے فرمایا یہ وہ لڑکا ہے جو اپنے مشایخ
اور بزرگوں کے گھر کو روشن کریگا اُچہ میں مزار ہے ۱۲ ف شیخ رکن الدین جب ہفت ماہہ شکم مادر میں تھے آپ کے دادا مخدوم
بہاء الدین اون کی تعظیم کرتے اور فرماتے کہ یہ تعظیم اوس بچے کی ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے اور ہمارے گھر کا چراغ ہوگا آپ ابھی
خوردسال تھے مولانا ظہیر الدین محمد نے اذان دینی چاہی آپنے دامن کھینچ لیا اور تین بار ایسا ہی کیا حضرت شیخ الاسلام کی نگاہ
پڑی فرمایا کیا ہے مولانا نے کہا میں اذان دینا چاہتا ہوں مخدوم زادہ نہیں چھوڑتے آپنے مسکرا کر فرمایا وہ کسطرح چھوڑیں
ہنوز موذن عرش نے اذان نہیں کہی تین ماہ قبل از رحلت حجرہ خاص سے بجز ضرورت نماز قدم باہر نہیں رکھا ۱۷ رجب روز پنجشنبہ
۷۳۵ھ بعد نماز عصر خادم خاص کو بلا کر فرمایا اسباب تجہیز و تکفین مہیا کر لو اور بعد ادائے نماز مغرب سجدہ میں سر رکھکر واصل
بوصال حق ہوئے ۸۰ برس کی عمر پائی بعض نے شب جمعہ ۹ جمادی الاولیٰ تاریخ ارتحال لکھی ہے ۱۲ ف عارف آپکا لقب
اسوجہ سے ہوا کہ جب قرآن مجید تلاوت کرتے اوس کے اسرارات و معانی جدید بطریق اہل حق مزید منکشف ہوتے تھے ستّر لاکھ
تنکہ ترکہ پدری سے حصہ پاکر پہلے ہی روز سب فقراء و مساکین کو تقسیم کردیا ۳ ذی الحجہ شنبہ مابین ظہر و عصر ۶۸۴ھ بمقام
ملتان رہگرائے عالم قدس ہوئے ۱۲ ف آپ مشہور ترین مشایخ ہند سے ہیں آپ اور شیخ فرید الدین گنج شکر
مدتوں یکجا رہے باہم کمال دوستی تھی ۱۲

شہاب الدین سہروردی سے خلافت ملی سید راجو صاحب ہمیشہ مستغرق رہتے تھے مخدوم جہانیاں کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجکو مخلوق کی طرف اور شیخ راجو کو اپنے ساتھ مشغول کر لیا ہے سید راجو قتال بڑے سیف زبان تھے جو کہتے وہی ہو جاتا اور جس کی طرف بنگاہ غضب دیکھتے معرض ہلاکت مین آجاتا شاید قتال اسی وجہ سے لقب پڑ گیا تھا سنہ ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری صلعم مین عالم قدس کو رحلت فرمائی مقام اُچھہ آپ کا آرامگاہ ہے اور سلطان المشائخ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل معروف شیخ کبیر نبیرہ سید جلال الدین بخاری سے مخدوم صاحب نے خرقہ خلافت وارشاد پایا شیخ کبیر الدین اسمٰعیل علم ظاہر مین دریاے بے ساحل اور اسرار باطن مین بحق واصل حضرت سید راجو قتال کے خلیفہ وجانشین تھے۔ آغاز حال مین حضرت صدر الملۃ والدین سے کتاب عوارف پڑھا کرتے تھے ایک مجذوب صاحب کشف یحیٰی نام گاہ گاہ حضرت سید راجو قتال کی خدمت مین آیا کرتا تھا ایک شب وہ مجذوب مخدوم جہانیان کی زیارت کو گیا مجاور حسب معمول گنبد کو مقفل کر گئے تھے مجذوب رات کو وہین رہگیا۔ شیخ کبیر الدین کا معمول تھا کہ آدھی رات کیوقت مخدوم جہانیان کی زیارت کیلئے مقبرہ پر جایا کرتے تھے باشارۂ انگشت قفل کھل جاتا آپ تہجد کے وقت تک قرآن مجید ختم کرکے نماز تہجد و فاتحہ پڑھکر روضۂ مبارک سے نکل آتے تھے قفل اسی طرح اشارہ سے بند ہو جاتا۔ مجذوب نے یہ ماجرا دیکھکر صبح حضرت سید راجو قتال سے عرض کیا شیخ کبیر بنور باطن آگاہ ہوکر بوجہ انفعال سبق پڑھنے کیواسطے حاضر نہوئے سید صاحب خود اُن کے مکان پر تشریف لیگئے اور اپنے ہمراہ لاکر بعد سبق خلوت خاص مین لیجاکر اسرار باطن تعلیم و تلقین فرماکر خرقہ خاص عنایت فرمایا۔

شیخ کبیر کے دو بیٹے تھے اہل کمال وصاحب حال وحافظ کلام ایزد متعال ایک کا نام تھا۔ شیخ عبد الشکور اور دوسرے کا شیخ عبد الغفور سبق معرفت ان دونون حضرات نے حضرت مخدوم سماء الملۃ والدین سے حاصل کیا تھا جو دیکھتا تھا انکی صورت و سیرت پر شیدا ہو جاتا تھا نہایت خوش جمال ونیک خصال تھے شیخ کبیر کو اُن کے ساتھ اتنا کی محبت تھی وقت وصال دونو

اپنے پاس بلاکر اپنا خرقہ پہنایا اور فرمایا تمکو جو مشکل پیش آیا کرے ہماری قبر پر آکر ظاہر کیا کر وانس کا جواب پاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا بالآخر یہ دونون بزرگوار شہید ہوگئے بعد شہادت بسبیل عادت لبہائے مبارک تلاوت قرآن مجید مین جنبان تھے۔ بالجملہ مخدوم صاحب حضرت شیخ کبیر سے فیضیاب ہوئے خود مخدوم صاحب سے منقول ہے کہ مین شیخ المشایخ شیخ کبیر الدین اسمعیل کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا اگر اس ذرۂ حقیر اور بندۂ ناچیز کو براہ شفقت سعادت ارشادی سے مشرف فرمایا جاوے تو حضور کے کمالات مین کچھ نقصان نہوگا ؎

کم نہ گردد تابش خورشید اگر	در بدخشان لعل سازد سنگ را

آپ نے بروے تواضع ومروّت فرمایا میرے بہائی حضرت شیخ فضل اللہ بڑے صاحب کمال واہل حال ہین مین تمکو ان سے ملاؤن گا اور خرقہ دلاؤن گا مین ادب کیوجہ سے جواب نہ دیسکا بعد چندے پھر عرض کیا آپ نے باظہار تواضع وانکسار وہی جوابدیا چونکہ مجکو آپ کے ساتھ اعتقاد تہا اوس وقت التماس کیا کہ بناء ارادت ومعاملہ پیری ومریدی ربط قلب سے متعلق ہے مین اس رابطہ کو حضور کے ساتھ مستحکم اور مستقیم پاتا ہون ؎

گر لطف کنی ورنکنی در نگذارم	من در تو گرفتیم دگر جائے ندارم

یہ سنتے ہی مجکو بغل مین لے لیا اور حجرۂ خاص مین لیجا کر ذکر تلقین کیا اور اپنا خرقۂ خاص بعد ادائے دوگانہ عنایت فرمایا اوسوقت میرے دل مین خیال گذرا کہ بس اب تعلیم ظاہری چھوڑنا اور تصفیۂ باطن مین مشغول ہوجانا چاہیئے۔ یہ خطرہ جو ہنوز میرے دل مین تہا فی الفور آپ پر مکشوف ہوگیا فرمایا بناء شرع واساس دین علم سے قایم ہے اسے ترک کردینے خداوند تعالےٰ سے چاہا ہے کہ اہل ظاہر وباطن دونون تم سے فائدہ اٹھائین اور جس طرح ہمارے پیران طریقت نعمت صوری ودولت معنوی سے معمور ہوئے ہین مجکو امید ہے کہ تم بھی مثل ان کے آراستہ وپیراستہ ہو چنانچہ مرشد حق بین وحق گو کی اس دعا کا اثر حضرت مخدوم صاحب کی ذات بابرکات مین بدرجۂ اتم ظاہر ہوا از روے علوم ظاہری باطنی شان جنیدی وآثار بایزیدی

صورت انور مین جلوہ گر تہی صوری و معنوی کمالات و خرق عادات و کشف و کرامات مین آپکا نظیر کم تھا ولایت وجود با جود سے پیدا اور ہدایت مطلع جبین سے ہویدا ہوتی تہی ماسوائے اس کے روح پر فتوح نبوی صلعم سے ہر دم فیضیاب اور الطاف مصطفوی ؐ سے کامیاب تہی جو جو اشارات و بشارات اوس جناب پاک سے ہوئی اور ردیت حق تعالیٰ و معیت روح پاک حضرت رسالت مآب کے معاملات بیش از مقالات و خارج از قیاسات ہین ؎

باطنش از نور حق پیراستہ است	ظاہرش نیز از رسول آراستہ است
نور حق تابندہ در رخسار او	شرع احمد زندہ از کردار او

بڑے بڑے مشایخ و اقطاب وقت آپکا ادب کرتے اور واجب التعظیم سمجھتے تھے **نقل** شیخ وجیہ الدین احمد جو علم ظاہر مین ابو حنیفہ وقت اور معاملہ باطن مین بایزید عصر اور ایک سو تیئیس برس کے معمر بزرگ و قطب زمانہ تھے مخدوم صاحب گجرات مین اون سے ملنے گئے اس وقت مخدوم صاحب کی عمر پینسٹھ برس کی تہی شیخ احمد شاگرد کو سبق پڑہا رہے تھے اس سے پہلے کبھی ان دونون بزرگوارون کو باہمی ملاقات کا اتفاق نہوا تہا نہ اب اسوقت کوئی معرف تہا حضرت شیخ بنور باطن آپ کے کمالات و استعداد دریافت کرکے دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے سبق موقوف کردیا اور خود نہایت ادب سے دوزانو بیٹھ گئے اور تبرکاً مصلائے خاص حضرت مخدوم کے سامنے رکہا **شیخ وجیہ الدین احمد** حضرت بابا اسحاق مغربی کے مرید تھے ان کی ہدایت پانے و مرید ہونے کا قصہ یہ ہے کہ انکا باپ ملک اختیار الدین محمد (سلطان فیروز شاہ[1]) بادشاہ دہلی کا قرابتمند اور امرائے کبار مین تہا وہ خزانہ بیشمار چہوڑکر مرگیا شیخ احمد کی عمر اٹھارہ برس کی تہی اور اس کے سوا کوئی دوسرا وارث نہتا شیخ احمد ایسے حسین و صاحب جمال تھے کہ دہلی کے باشندے انکو یوسف ثانی کہتے تھے دولت بے مشقت پاکر فسق و فجور مین مبتلا ہوگئے۔ ایکدن سوار ہوکر شیخ ابو اسحق مغربی کی خانقاہ کی طرف گذرے شیخ

[1] فیروز شاہ ۷۵۲ھ مین تخت نشین ہوا اور ۳۸ برس ۹ مہینے سلطنت کرکے مرگیا ہندوستان کے عمدہ بادشاہون مین تہا ۱۲ (کاشف الاخبار)

خانقاہ کے دروازہ پر کھڑے تھے فرمایا کب تک اس حال میں رہو گے اور ایک چھوٹی سی ٹھیکری زمین پر سے اٹھا کر اونکی طرف پھینک دی یہ تیر جو ایک قادر انداز کی شست سے نکلا تھا خالی کیونکر جاتا دل کے پار ہو گیا سنتے ہی بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرے شیخ نے اوٹھایا سر اپنے زانوے مبارک پر رکھا خانقاہ میں لائے اور اپنا پس خوردہ پانی حلق میں ڈالا ہوشیار ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے وہ ولولے اور امنگین سب جاتی رہین دل مین نئی آگ لگ گئی تمام مال و اسباب زر و جواہر شیخ کے سامنے لا کر راہِ خدا مین لٹا دیا تھوڑے عرصہ مین رتبہ قطبیت حاصل کیا عمر تجرید مین گذاری پندرہ برس روضۂ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مجاور رہے وہان سے گجرات آئے سلطان احمد گجراتی اور نیز اکثر سلاطین وقت آپکے مرید و معتقد تھے شہر احمد آباد کے متصل قصبہ سرکھیج مین انکا مزار زیارتگاہِ خلایق ہے اور بیشتر سلاطین گجرات پائین مزار پر انوار آپ کے مدفون ہین۔ دیگر سید شمس الدین جن کی ڈیڑھ سو برس کی عمر تھی شیخ نور کے مرید اور شیخ بایزید کے خلیفہ تھے ان کو مخدوم صاحب سے از حد اعتقاد اور بے حد اتحاد تھا۔

اخلاق۔ عادات۔ عبادات۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ شیخ سماءالدین ورع تقویٰ اور علوم رسمی و حقیقی کی جامع تھی جذب خواطر مین آپ کو تصرف کامل تھا جس بیمار کو بنگاہ لطف دیکھ لیتے امراضِ روحانی سے سینہ اسکا پاک ہو جاتا اور جس طالب کی طرف مسکرا کر نظر کرتے اُس کا دامنِ امید گلہائے مراد سے بھر جاتا آپ کی ہر ادا سے اشفاق نبوی اور اخلاق مصطفوی ہویدا تھا ؎

فی الحقیقت ہمچو خورشید سپہر
بر جہان انداختی انوار مہر

باوصف اس کے کہ آپ کثیر الاثیار تھے اور دست عطا گشادہ تھا مطامع دنیا سے ہمیشہ محترز رہے اپنے لئے فقر و فاقہ پسند کیا اور بجز ما یحتاج کچھ نہ لیا امیر غریب یگانہ و بیگانہ سب پر برابر شفقت فرماتے اور سب کو ایک نظر دیکھتے تھے فقرا، غربا، یتیمون کو ہر موسم اور ہر فصل مین ہر قسم کا میوہ اپنے سامنے تقسیم فرماتے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھاتے تھے ہزارون روپیہ فتوح

کے آتے تھے پھر بھی اپنے کفاف کیواسطے قرض لینا پڑتا تھا اکثر قرض لینے کی آپ کو اس وجہ سے ضرورت پڑتی تھی کہ فتوح کی خبر پاکر فقرا جمع ہو جاتے آپ سب تقسیم کردیتے بانٹ دینے کے بعد مساکین کا اور گروہ آجاتا اُس کے لئے قرض لیتے تاکہ جو بندگان خدا امید کرکے آئے ہین وہ محروم نجائین مولانا شیخ جمالی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرے روبرو دو ہزار ٹنکہ نذر آئے سب روپیہ مستحقو نکو بانٹ دیا اوس کے بعد ایک جماعت اور آئی حضرت نے اپنے صاحبزادہ شیخ المشایخ نصیر الملۃ والدین کو حکم دیا کہ یہ لوگ محروم نہ پھر جائین ہزار ٹنکہ قرض لیکر اونکو دیدو چنانچہ تعمیل کی گئی نذور و فتوح کی ہزارون آتے تھے لیکن اپنے ہلاک ایکدم نرکھا اور کبھی صاحب نصاب نہین ہوئے ہدایت مین رفق و ملایمت ملحوظ رہتی تھی فاسق کو بلا تحدید امر معروف رشد آمیز الفاظ سے راہ راست پر لاتے مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ کی شان کا پورا جلوہ نظر آتا تھا ؎

زانرو نکہ از سپہر زادم · بر گام نبی ؐ قدم نہادم

نقل ایکدن شیخ محمد پسر شہاب خان فرمان نویس سلطان بہلول لودی حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا مولانا شیخ جمالی موجود تھے اُنھون نے دل مین چاہا کہ اس کو نکال دون وجہ یہ تھی کہ شیخ محمد ایک مشہور فاسق تھا جمالی کو اُس مقدس جلسہ مین ایسے بدسرشت شخص کا شریک ہونا اچھا نہ معلوم ہوا ہنوز اُنکا عزم قوے سے فعل مین نہ آنے پایا تھا حضرت نے بنور باطن اونکے ارادہ پر مطلع ہوکر اور اونکی طرف توجہ فرماکر حافظ شیراز کا یہ شعر پڑھا ؎

ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار چہ مست · ہمہ جا خانۂ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت

یہ سچ ہے جو بات دل سے نکلتی ہے دل ہی مین بیٹھ جاتی ہے شعر سُنتے ہی شیخ محمد پر حالت ذوق و شوق طاری ہوگئی فوراً بکمال نیاز مندی مرید ہوگیا اور جب تک زندہ رہا شیوۂ صلاح اختیار کرکے داخل زمرہ قدسیان و شامل مقبولان حق ہوگیا اللہ اللہ ؎

صید سے برون نجستہ زبند کمند تو · عالم اسیر حلقۂ جعد بلند تو

خلق اللہ پر آپ کی غمخواری حد سے بڑھی ہوئی تھی آپ تکلیف سہتے اور مخلوق خدا کی مصیبت نہ دیکھ سکتے تھے **نقل** ایک مرتبہ ملتان مین سخت قحط پڑا غلہ ایسا ناپدید تھا کہ دانۂ جوار کو دانۂ مروارید سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اُس ایام مین جب آدھ سیر جو یا گیہون میسر آتے انکو دیا کر سب گھر کے آدمیون کو برابر حصہ کر کے اپنا حصہ فقرا کو دیدیتے آپ فاقہ سے رہتے اور ہرگز کسی کو خبر نہ کرتے مزاج مین انتہا کا حلم تھا بحکم[۱] الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کسی قصور پر بھی بدمزہ نہوتے تھے **نقل** ایک روز جاڑے کے ایام مین چاشت کیوقت شیخ جمالی آستان بوس ہوئے دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے کھچڑی تناول فرما رہے ہین تبسم فرماکر ساتھ کھانے کا اشارہ کیا اور فرمایا اس کے کھانے مین کچھ ریاضت درکار ہے عرض کیا بسر و چشم جب لقمہ لیا معلوم ہوا کہ کھچڑی بالکل نیم پخت اور کچی رکھی ہوئی ہے اور گھی نہایت تلخ و بودار ہے حضرت بشیرین کامی نوش فرما رہے ہین جمالی کو تحمل نہوا ساز دار خدمتگار جو آپکا باورچی تھا اوس کو بلا کر سخت و سست کہا کہ اے شور بخت تہ تلخی و خامی تیری شرارت ویلے پروائی سی ہے حضرت نے دیکھا کہ ان کی تلخی و تر روغن کی تلخی سے بھی بڑھی جاتی ہے تب بہ تبسم شیرین فرمایا مین پہلے کہ چکا ہون اسمین ریاضت درکار ہے اور تمنے مان لیا تھا اب اس کو کچھ نہ کہو غایت ترحم سے دلشکنی کسی کی آپ کو گوارا نتھی۔

نقل ہے کہ ایکروز وقت نماز شام امام معین موجود نتھا آپ نے قاضی بدرالدین حاکم بیانہ کو امامت کی اجازت دی قاضی صاحب نے بعد فاتحہ سورۂ لایلاف شروع کی اور بجائے والصیف کے والسیف پڑھا جمالی نے سلام پھیرنے کے بعد کہا آپ تو بڑے صف شکن ہین سمنا بہ کو میدان قرارت مین ایسا تیز چلایا کہ سیف زبان سے صلوٰۃ مقتدیون کے سر کاٹ دئے وہ شرمندہ ہوئے اس کہنے سے آپ کے چہرہ پر کچھ آثار ناخوشی پیدا ہوئے اُس وقت تو نہین دوسرے روز جلوہ مین فرمایا قاضی بدرالدین کو تمہارے کلام سے خجالت و انفعال ہوا ہے انکو خوش

---

[۱] ترجمہ کھا نے والے غصہ کے اور بخشنے والے آدمیون کے۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکون کو ۱۲۔

کرنا چاہیے چنانچہ جمالی گئے اور عذر و معذرت سے اُنکو راضی و خوش کردیا۔

نقل مولانا شیخ جمالی فرماتے ہین کہ حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ ازحد محبت تھی جب مین بیت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق مین تہجد کے وقت یہ دعا فرماتے [1] اَللّٰھُمَّ اَرْجِعِ الْجَمَالِیَّ اِلَیْنَا سَالِمًا وَغَانِمًا وَارْزُقْنَا مُشَاھَدَۃَ جَمَالِہٖ وَنَوِّرْ عَیْنِیْ بِنُوْرِ لِقَائِہٖ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ جب زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا بغلگیر ہوئے پیار کیا اور فرمایا میرے برسون کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا فضل الٰہی سے مقرون باجابت ہوئے۔

دعا کا اثر مانی ہوئی بات ہے دعا ہی کس کی اولیاء حق کی جس کی نسبت کہا گیا ہے ؎

اولیا راہست قدرت از آلہ ۔ تیر جستہ بگرداند ز راہ

ناظرین بزرگان دین کی بے خطا دعائین جو حضرت مخدوم صاحب کے حق مین دی گئی ہین معلوم کر چکی ہین چونکہ حضرت کی ذات بابرکات افادۂ خلق اللہ کے واسطے مبعوث ہوئی تھی اوقات عبادت وافادات حضرت کے اس طرح منقسم و منضبط تھے وقت نیم شب بتجدید وضو نماز شروع فرماتے اور ایک پہر کامل نوافل پڑھتے اُس کے بعد تا صبح صادق مراقبہ مین رہتے اور دیدۂ باطن مشاہدۂ حق مین وا، کھُلنے پہر سنت موکدہ نماز فجر ادا کرتے علماے ظاہر وصلحاے باطن کی جماعت کثیر نماز فجر مین آپ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ نماز چاشت و اشراق سے فارغ ہوکر دو پہر دن تک علماء وصلحاء اور بڑے طلباء کو جو پایۂ دانشمندی پر پہونچ لئے تھے تفسیر حدیث۔ فقہ۔ اصول کا درس دیا جاتا تھا اوس کے بعد طالبان معانی و شائقان راہ خدادانی کو بحسب استعداد و قابلیت ہر ایک کی تلقین و ارشاد فرماتے اور فیض باطنی پہونچاتے تھے بعد افادت اصحاب سعادت نماز عصر ادا کرکے مشاہدۂ حق مین مستغرق بجمال اللہ ہوجاتے

[1] ترجمہ الٰہی پھیرا پہونچا دے جمالی کو میرے پاس صحیح وسالم اور روزی کر مجکو اوسکے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھین اوس کے نور دیدار سے ساتھہ رحمت اپنی کے اے سب رحم والون سے زیادہ رحم والے ۱۲

اذان مغرب سُنکر مراقبہ سے چشم حق بین کہول کر نماز مغرب و نوافل اوّابین پڑھکر مراقبہ کرتے بعد ادائے نماز عشا مسجد سے دولت خانہ مین تشریف لاتے وہان دسترخوان چُنا جاتا حاضرین کے ساتھہ آپ بہی تناول فرماتے او ہر شخص کو نور سرور سے مسرور و معمور کرکے کہانا کہانے کے بعد اپنے اپنے مرکز و مقام پر جانے کی اجازت دیکر او رخصت کرکے تہوڑی دیر خود بہی استراحت فرماتے اور بحکم تنام عینی ولاینام قلبی [ف] ظاہر مین مصروف بخواب اور حقیقۃً بحر احدیت مین غرق آب رہتے۔ بارہ برس کی عمر سے تا دم واپسین تہجد فوت نہین ہوا آپ کے والد بزرگوار نے بتا دیا تہا کہ جب فلان ستارہ اُس جگہہ پہونچ جائے اوسوقت نماز تہجد پڑھا کرو حضرت حجرہ کے اندر لحاف مین مُنہ لپیٹے ہوئے اوس ستارہ کو دیکہکر ٹہیک وقت حجرے سے برآمد ہوکر تجدید وضو کرکے تہجد ادا فرماتے تھے۔

تصرفات۔خرق عادات وکشف وکرامات مولانا شیخ جمالی سیر العارفین مین لکھتے ہین جس زمانہ مین مخدوم صاحب قصبہ (بیانہ) مین جو (رنتہنبور) کے قریب ہے تشریف رکہتے تھے فقیر بعد شرف بعیت مبداء سلوک مین حاضر خدمت رہا کرتا تہا وضو کرانے اور شانہ و رومال رکہنے کی خدمت میرے سپرد تہی ایک روز نماز اشراق کے بعد ایک درویش حضرت کی مجلس مین آیا اور مکتوبات عین القضاۃ پیش کئے مخدوم صاحب نے بعد مطالعہ کتاب مُصنف کی تعریف شروع کی فرمایا ایکدن بیس جگہہ اون کی دعوت ہوئی عین القضاۃ قطعی اپنے حجرہ سے باہر نہین نکلے اور بیسون جگہہ ایکوقت مین موجود ہوگئے میرے دل مین خطرہ گذرا کہ شخص واحد ایک وقت مین اتنی جگہہ کیون کر حاضر ہوگا پہر مین سنبہلا اور اپنے جی مین کہا کہ اس مین شک کیا ہے حضرت مخدوم ہی فرماتے ہین بات آئی گئی ہوئی ظہر کے وقت حضرت نے حجرہ کے اندر سے دستک دی فقیر طشت و لوٹہ لیکر حجرہ کے اندر گیا دیکہتا کیا ہون کہ حجرہ کے چارون گوشون مین حضرت جد امجد الصورت خود تشریف رکہتے ہین تہوڑی دیر مین

[ف] سوتی ہین میری آنکہین اور نہین سوتا میرا دل ۱۲

دیکھا کہ آپ ایک ہی مین میں سمجھا کہ میرے دل مین جو خدشہ گذرا تھا اوسپر متنبہ و آگاہ کیا گیا ہے پہر مجھ سے فرمایا کہ بابا درویشون کو اس درجہ قوت تمثل حاصل ہے کہ اگر چاہین سو جگہہ ایک وقت مین حاضر ہوجائین الا تم اس کا ذکر کسی سے نکرنا مین نے آپ کی حیات مین کسی سے مذکور نہین کیا بعد آپ کی رحلت کے یہ حکایت قلمبند کی گئی۔

دیگر آپکا فیض و تصرف نزدیک و دور یکسان تھا جمالی لکھتے ہین کہ مین سالہائے دراز آپ کے دیدۂ ظاہر سے دور رہا لیکن لطف باطنی سے ہمیشہ ہمیشہ بحد و بے شمار مدد پایا کیا بحالت مسافرت چند مرتبہ جنگل اور نیز آبادیون مین ایسے مہلک خطرات پیش آئے کہ جان بر ہونے کی ذرا امید نہ ہی تہی ایسے خطرناک موقعون پر حضرت کو اچھی خاصی طرح بچشم سر دیکھا کہ بشاشت تمام مجکو برگ پان دیتے ہین اور اطمینان دلاتے ہین اور وہ زحمت فی الفور مُبدل براحت ہوگئی دیگر آپ کے صاحبزادۂ سلطان المحققین شیخ نصیر الدین سے روایت ہے کہ جب شیخ جمالی بیت المقدس سے واپس ہوئے مخدوم صاحب نے فرما دیا تہا کہ الحمد للہ جمالی نے مراجعت کی شاید اب گجرات تک آگئے ہونگے چنانچہ بعد چندے ایک صاحب مسافرانہ وارد ہوئے اور او نہون نے اُسی طرح خبر دی۔ دیگر مولانا عطاء اللہ سے جو عالم دانشمند اور شاگردان حضرت مین تھے روایت ہے کہ خطۂ (ناگور) مین ایک عورت صالحہ آپ کی مریدوارادتمند تھی اُس کے پاس ایک گائے تہی گاہ گاہ اُس کا دودہ دہی حضرت کو پہونچایا کرتی جب آپ (ناگور) سے (گجرات) تشریف لے گئے گائے چوری ہوگئی تجسس و تلاش سے پتہ نہ چلا عورت نے حضرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا حضرت شیخ سماء الدین جس گائے کے دودہ پر میری برات رزق تہی اور گاہ گاہ اُس کا دودہ خدمت مبارک مین پہونچاتی رہی ہون اُس کو چور لے گئے۔ اب مین حیران و پریشان ہون میری گائے میرے پاس پہونچا دیجئے یہ کہہ کر نماز پڑھنے لگے۔ عین حالت نماز خوانی مین حضرت کی آواز سُنی لو بی بی تمہاری گائے تمہارے پاس پہونچا دی گئی اب محافظت سے رکھو سلام پہیر کر دیکھا کہ گائے صحن خانہ مین کہڑی ہوئی ہے۔

دیگر ایک حکیم بنگالہ سے آیا جمالی اُن دِنون ضعیف و نحیف ہوگئے تھے اشتہا رہی نہی اوس نے دیکھتے ہی آدہی رتی کشتہ سیاب کہلایا اوس کے کہانے سے بہوک بڑھ گئی اور قوت پیدا ہونے لگی انہون نے کشتہ کرنے کی ترکیب پوچہی طبیب نے بتادینے کا وعدہ کیا۔ جمالی مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے فرمایا وہ شخص اچہا کشتہ نہین کرتا نعوذ باللہ خام رہگیا تو ضرر پہونچائیگا اُس کے نفع پر نجاؤ مولانا سمجہ گئے کہ واقعہ آپ پر منکشوف ہوگیا ہے عرض کیا مجکو حضور کی محبت کی حرارت کافی ہے ظاہر ہے کہ سیاب کی حرارت سے کیا نفع ہوگا آپ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو نور باطن سے قوت حاصل ہوگی جمالی لکھتے ہین یہ سُنتے ہی میرے جسم مین ذرا بہی ضعف و سستی کا اثر باقی نرہا دیگر ایک روز مخدوم صاحب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی زیارت مزار پر انوار سے مراجعت کرکے سلطان بہلول کے مقبرہ پر تشریف لاسے بعد فاتحہ مراقبہ فرمایا۔ ایک لمحہ گذرا تہا کہ خوش ہو کر سر اوٹھایا اور فرمایا الحمد للہ یہ نیک نہاد بادشاہ جس طرح دنیا مین کامگار رہا دوستان خدا کے ساتھ محبت و خلوص اعتقاد رکہنے کے سبب عقبیٰ مین بہی خوش حال ہے دیگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ لکھتے ہین کہ شیخ سماء الدین نے سن کبیر پایا تہا آخر عمر مین بصارت زائل ہوگئی گاہ گاہ اپنے مکان کے دروازہ پر کہڑے ہوکر فرمایا کرتے کہ الہی تیری مخلوق پر غلبۂ شفقت یہ شوق دلاتا ہے کہ تمام خلقت کو سماء الدین کی آنکھون مین جگہہ ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے بیواسطہ علاج بصارت زائلہ پہر عطا فرمائے

سلاطین وقت کا حضرت مخدوم صاحب کے ساتھ تعلق وعقیدت

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جس نے خدا و رسول کے احکام کو سچے دل سے مانا ساری دُنیا اوس کو ماننے لگی سعدی فرماتے ہین ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اسی حق شناسی و خدا ترسی نے مخدوم صاحب کے سامنے بڑے بڑے بادشاہون کی گردنین جہکادی تہین اور سلاطین روزگار اس دلق پوش حق کوش کے روبرو ویسے حقیقت

نقل ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ جب نظام خان سلطان سکندر اپنے باپ سلطان بہلول لودی کی انتقال کی خبر پاکر حصول سلطنت کے لئے دہلی سے لشکر کو چلنے لگا بتقریب تفاول حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا مین میزان الصرف حضرت سے پڑھنا چاہتا ہون اور سبق کے حیلہ سے اسعدك الله فی الدارین کے معنی دریافت کئے آپ نے فرمایا نیکبخت کیسے تجکو خدا تعالی دونون جہان مین شاہزادہ نے عرض کیا پھر فرمایئے اور تین مرتبہ تکرار کرایئے ایسا ہی حضرت کے ہاتھ چومے اور التماس کیا میری مراد حاصل ہوگئی مین یہی چاہتا تھا کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلین۔ شیخ کو حسن ادب اس کا پسند آیا از روے توجہ باطنی فرمایا نظام بیٹے خدا سے چاہا ہے کہ تو سکندر وقت ہوا ور بہت بندگان خدا تجہسے فائدہ اٹھائین۔ شاہزادہ اس کو فال نیک سمجہکر اور حضرت سے استمداد ہمت لیکر لشکر پدر کی جانب روانہ ہوا اور بمقام قصبہ جلالی لشکر سے آملا باپ کی نعش دہلی روانہ کی اور جمعہ کے دن سترہوین شعبان ۸۹۴ھ سلطان فیروز کی کوشک مین جو (کالی ندی) کے کنارے ہے سلطان سکندر اپنا لقب مقرر کرکے تخت نشین ہوا دعا حضرت اس کے حق مین جیسے اثر بخش ہوئے اہل روزگار واصحاب اخبار پر بخوبی ظاہر ہے

قطعہ

حدیث اہل صفا ترجمان تقدیر است	بود ضمیر وزبان شان شبیہ لوح وقلم
سعادت ازلی در وفاق شان مضمر	شقاوت ازلی در خلاف شان مدغم

نقل جب مخدوم صاحب دہلی مین متوطن ہوئے سلطان بہلول حضرت کی زیارت کو حاضر ہوا اطلاع کی گئی کہ بادشاہ قدمبوسی کا آرزومند ہے فرمایا آنے دو بادشاہ نے آکر قدم چومے اور سودب بیٹھ گیا تھوڑی دیر مین عرض کیا کہ اس بندہ کا دیدۂ باطن وظاہر حضور کے چہرہ کرم وشفقت کا ناظر ہے کیونکہ حقیقی بادشاہت درویشون کو ہے ہم ظاہری بادشاہ اُن کی صورت کے ریزہ چین ہین۔ آپ نے فرمایا صورت کے ریزہ چینی سے مراد یہ ہے کہ درویشون کے طریق حالی کے اختیار اور تتبع کی توفیق ہو تو اُن کے افعال اقوال اعمال ہی کی متابعت کیجائے تاکہ درویشون کی

ظاہری کا اثر کدورت باطنی کی زنگ کو دور کردے پھر ارشاد فرمایا تین شخص خداوند تعالیٰ کے انعام
مستدام سے محروم رہین گے **اوّل** وہ بوڑھے جو معصیت مین ڈوبے ہوے ہین **دوسرے** جوان
جو با امید توبہ گناہ نہین چھوڑتے **تیسرے** بادشاہ دروغگو۔ بوڑھے کو حکم ہوگا اے سفید مو
سیاہ دل بعد ظہور ضعف پیری جینے کی کیا امید باقی رہی تھی کہ توبہ نکی جوان پکارا جاے گا کہ ای
نادان بوڑھے اور جوان سب کی جان خدا کے ید قدرت مین ہے تو نے کس طرح جان لیا تھا کہ
بوڑھا ہے ہو کر مریگا توبہ کو پیری کے وقت پر کیون چھوڑ رکھا تھا آخر تو نے نہ دیکھا کہ حد پیری کو تیری
عمر نہ پہونچی اور تجکو توبہ نصیب نہوئی بادشاہ کو یہ خطاب پر عتاب ہوگا اے غافل دروغ عقبی کے
کام کی چیز نہین ہان دنیاے فانی کے لئے اختیار کرتے ہین۔ دنیا کا تجھے کیا تھوڑا حصہ ملا تھا کہ
دروغ سے اپنے نامہ اعمال کو خراب اور بیفروغ کیا **ای بادشاہ** تو نے بڑہاپے مین سلطنت پائی
ہے خدا سے ڈرنا اور کذب و معصیت سے بچنا رہ اُس کا شکر یعنی شکر نعمت کو بڑہاتا ہے [۱] لئن شکرتم لازیدنکم اور معصیت سے کنارہ کش ہو کہ [۲] لئن کفرتم ان عذابی لشدید کہ مین داخل نہو جاوے یہ پند دلپذیر بادشاہ کے دل مین گھر کر گئی زار زار روتا اور بار
بار نہایت عجز و انکسار سے کہتا تھا کہ باوجود تقصیرات درویشون کے ساتھ مجکو دل سے الفت
ہے امید ہے کہ ببرکت محبت اس قوم بزرگ کے حق تعالیٰ یوم العرصات مین میری نجات فرمائی
بادشاہ کے عجز و نیاز سے سب حاضرین مجلس پر گریہ طاری تھا آخر الامر حضرت نے مصلاے
خاص سلطان کو عطا فرمایا بادشاہ نے سر پر رکھا اور رخصت ہوا

نقل جب مخدوم صاحب خطۂ (بیانہ) مین تشریف فرما تھے احمد خان جلوانی حاضر خدمت
ہوا مرتضے خان وغیرہ امرا اُس کے ساتھ تھے احمد خان نے کھڑے ہو کر التماس کیا کہ سلطان حسین
جونپوری جو بادشاہ عظیم القدر ہے اُس کی فتح دہلی کیواسطے حضرت مخدوم فاتحہ پڑہین یہ سنتے
ہی آپکا چہرہ متغیر ہوگیا فرمایا اے احمد تیرے باپ دادا سلطان بہلول کی پرورش یافتہ تھے

---

[۱] ترجمہ اگر حق مانوگے تو اور دونگا ۱۲ [۲] ترجمہ اور اگر ناشکری کروگے تو میری سخت ہے ۱۲ سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ رکوع

تو بھی اُنہی کی نعمت کا پلا ہوا ہے تو نے اُس کا حق نمک ایکبارگی دل سے بھلا دیا ناسپاسی موجب ذلت ہے بین بمقابلہ ایسے شخص کے جس کی لو خدا سے لگی ہو ایک ظالم نا انصاف کے واسطے دعا کرون گا۔ احمد خان شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا اور سمجھ لیا کہ سلطان حسین کامیاب نہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا سلطان حسین کو ناکامی ہوئی تخت دہلی اُس کو نملا بالآخر سلطان بہلول فیروزمند رہا احمد خان نہایت تندخو اور تیز مزاج شخص تھا غصّہ کے وقت اُس کی زبان سے کفر کے کلمہ نکلنے لگتے تھے لیکن بخوف عظمت و ہیبت حضرت کے دم نہ مار سکا اور نہایت ہراسان و خوف زدہ ہو گیا سچ ہے

ہیبت حق است این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

وفات اور اوس کے متعلق کے حالات

مولانا شیخ جمالی نے سیر العارفین مین لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کے فرزند بزرگ پلنگ بیشہ ربانی حافظ کلام سبحانی حضرت شیخ عبد اللہ بیابانی کے ساتھ مجکو بہت محبت تھی بالآخر اونہون نے اقامت بیابان اختیار کی مینے بادیہ گردی و صحرا نوردی کر کے بیت اللہ کی راہ لی جب مین سفر دراز سے حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین واپس حاضر آیا حضرت عبد اللہ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا مینے مخدوم صاحب سے عرض کیا ارشاد ہو تو مین اُس ہمدم ملائک قدسی کی دست بوسی حاصل کر کے ہو سکے تو خدمت عالی مین لے آؤن یہ سُنکر بہت خوش ہوئے مجھے چھاتی سے لگا لیا اور بعطائے ملبوس خاص مشرف کیا اور نامہ اشتیاق مملو بدرد فراق لکھ کر سرنامہ پر یہ بیت تحریر فرمائی طاقت صبر جدا نیست درین بحر طویل ۔ قدمے زود بنہ بر سر این پیر علیل ۔ الغرض مین بیابان (مندو) کی جانب جہان آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے جانے کو طیار ہوا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت مجکو بلا کر فرمایا واللہ اعلم میرے فرزند شیخ عبد اللہ کا دیدار تمکو میسر ہو کہ نہو مین نہین چاہتا کہ تم میرے پاس سے جدا ہو جاؤ میرے جنازے کی نماز کیلئے حاضر ہو یہ سُنتے ہی مین بہت رویا اور قدمون پر گر پڑا اُس کے بعد ایک ہفتہ تک مستغرق مع اللہ رہے کسی سے کلام نہین کیا تلاوت قرآن زبان پر جاری تھی ہر نماز کے وقت تجدید وضو کرتے اور مشاہدہ حق مین مستغرق

ہوجاتے جمادی الاول کی سترہوین تاریخ بعد ادائے نماز عشا آنکھ کھولی تبسم کرکے رحلت فرمائی انّا للہ وانّا الیہ راجعون

نظم

خوبتر زین دگر نباشد کار	یار خندان رود بجانب یار	سر ببیند جمال جانان را
جان سپارد نگار خندان را	تنگ در بر نگار بر گیرد	تا قیامت بخواب در گیرد

غسل مین سیادت مآب حضرت حاجی عبد الوہاب[۱] بخاری اور مخدوم مولانا عبد اللہ عرف الہ داد[۲] و سلطان الشیخ نصیر الدین مخدوم صاحب کے فرزند و زبدۃ العارفین شیخ عبد الغفور نبیرہ مخدوم صاحب و عارف عالی مولانا شیخ جمالی شریک تھے جسوقت جسم اطہر پہ پانی ڈالا اور کلمہ شریف پڑھا گیا انگشت شہادت آپکی کھڑی ہوگئی اور لب حق گو چند بار بلفظ اللہ اللہ گویا ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ حاضرین پر اس کے سننے سے حالت عجیب و کیفیت غریب طاری ہوگئی ۸۰۰ ہجری صلعم کو آپ عالم ناسوت مین تشریف لائے یعنی دنیا مین پیدا ہوئے اور ۱۷ جمادی الاول ۹۰۱ ہجری مین عالم ملکوت کو سفر فرمایا اس حساب ترانوے برس کی عمر ہوئی۔

تاریخ وفات از مولانا جمالی دہلوی

مرشد انس و ملک شاہ سماء الدین چو رفت	اے جمالی بر سر عرشش آمد گام او

[۱] حاجی عبد الوہاب سید احمد بن سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین جامع علم و عمل و حال و سیادت و محبت و سید صدر الدین راجو قتال بخاری کے مرید تھے دو بار بہدایت پیر حرمین شریفین گئے اور جناب رسالت مآب سے بشارتہائے گوناگون پاکر مراجعت کی سلطان سکندر لودی انکا معتقد تھا ایک تفسیر بے نظیر علیہ جمال و استغراق مین لکھی ہے اکثر معانی قرآن کو رسول خدا کی نعت مین بیان کیا ہے اور دقائق عشق و اسرار محبت درج کئے ہین ۹۳۲ھ مین وفات پائی دہلی کہنہ مین شاہ عبد اللہ قریشی کے مقبرہ کے قریب انکا مزار ہے ۱۲

[۲] مولانا الہ داد حضرت سید حامد راجی شاہ مانکپوری کے مرید و خلیفہ اور قاضی شہاب الدین کے شاگرد عظیم ترین علمائے جونپور مین سے تھے اور ادائے ذوق باطنی علم ظاہر مین قدرت کامل حاصل تھی کافیہ۔ ہدایہ۔ بزدوی۔ مدارک پر انہون نے شرحین لکھی ہین شیخ معروف جونپوری جو صاحب ذوق و حالت و ریاضت تھی مولانا کے مرید ہین ۱۲ حامد راجی شاہ مخدوم حسام الدین مانکپوری کے مرید تھے پیر کیا عشق تھا جب پیر سے رخصت ہوکر سوار ہوئے وقت رخصت فرمایا ع می روی در رکابت می رود جان حسام قی اان اللہ یرد لنا الصحبۃ آمانقل ہے کہتے ہین کہ جو شخص سفر کا ارادہ کرے اور یہ بیت تین بار پڑھکر روانہ ہو چور سے محفوظ ... و منزل پہ پہنچے مشہور ہے بیت یہ ہے ع گر روی بسفر نام حسام گیر کوئین کا میاب بہر جا و ...

سال تاریخش بگو ہشت آمدہ با نام او	ہشت خلد آمد بنام او اگر پرسد کسے

لفظ ہشت کے عدد سماء الدین کے اعداد کے ساتھ جمع کرنے سے سنہ ۹۰۱ پیدا ہوتے ہین -

ایضاً تواریخ وفات از صاحب خزینۃ الاصفیا

کہ در ارض و سما حکمش روان شد	سماء الدین ولی سہروردی
قضا تاریخ ترحیلش بیان شد	چو از حکم قضا رخت سفر بست
ہم عارف متقی سالش عیان شد	دگر مہتاب جنت گشت روشن

مرقد مطہر آپکا دہلی مین بالائے حوض شمسی حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پر انوار کے جوار مین ہے وہین آپ کی اولاد اور بعضے خلفا مثل شیخ ادہن جد مادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی استراحت فرماتے ہین. مخدوم صاحب نے رحلت سے چند سال پہلے حضرت سلطان العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کو رویا مین دیکھا تھا کہ حوض مذکور کے کنارہ کھڑے ہوئے فرمارہے ہین تمہاری جگہہ یہ ہے چنانچہ بعد وفات وہین مدفون ہوئے. بندۂ اثم فیض احمد جامع اوراق ہذا روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا ہے مزار پرانوار پر چونہ و گچ سے عالیشان گنبد تعمیر ہے گنبد کے اندر چند قبرین ہین جنپر کوئی کتبہ نہین اور مرور دہور کے سبب بے مرمت و شکستہ ہوگئی ہین مقبرہ کے قریب اسی زمانہ کی کہنہ مسجد ہے اوس کے باہر آپ کے خاندان کا ایک بہت بڑا گورستان ہے ایک جانب کو وسیع دالان ہے شاید وہ آپ کی خانقاہ و فقرا، علما، طلباء کے فرودگاہ کے مکانات کا باقیماندہ جزو ہو خادم اب بھی آپ کے مزار پر رہتے اور زیارت کراتے ہین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ہزارون نامی گرامی اہل اللہ اس متبرک جنگل مین بخواب نوشین استراحت فرمارہے ہین اتہو دہلی قدیم انہین گورون اور کہنڈرون سے مراد ہے. مخدوم صاحب کی وفات کے بعد خلاصۃ الابرار فیض گنجور شیخ عبدالغفور حضرت مخدوم صاحب کے پوتے نے قطب شیخ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ خلفاء والا مقام حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز سے تھے عالم رویا مین دیکھا اور دریافت کیا کہ شیخ سماء الدین کا مقام کہان ہے قطب صاحب نے فرمایا تمہارے جد بزرگوار یعنی مخدوم صاحب ہمیشہ چار یار

کبار کے ساتھ حضرت نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر رہتے ہین چنانچہ مولانا جمالی نے آپ کے مرثیہ کے ترکیب بند مین یہ بیت لکھی ہے ؎

پنجم تراشمرد نبی با چہار یار	ازجان و دل قبول نمو دند ہر چہار

تالیف و تصنیف مخدوم صاحب نے لمعات شیخ فخرالدین عراقی پر حواشی لکھے ہین جو اُس کے حل معانی و مقاصد کے واسطے کافی و وافی ہین ایک رسالہ مسمے بہ **مفتاح الاسرار** حقایق مین آپکا یادگار ہے آسمین اہل شریعت وحکمت و وحدت کا ذکر کیا گیا ہے اولاد مخدوم صاحب نے دو فرزند گرامی ماہر اسرار شریعت واقف رموز حقیقت چھوڑے حضرت شیخ عبداللہ وحضرت شیخ نصیرالدین۔

پلنگ بیشۂ رحمانی نہنگ لجۂ عالم اسرار یزدانی حافظ کلام سبحانی حضرت شیخ عبداللہ بیابانی مخدوم شیخ سماءالدین کے فرزند اکبر صاحب جذبات قوی وحامل کیفیات عالی تھے کسب کمالات اپنے والد بزرگوار سے کیا تھا پھر جذبۂ عشق الہی غالب ہوا جنگل مین نکل گئے شہر چھوڑ دیا ساٹھ ستر برس کامل بپا توکل ریاضت صحرا و بیابان مین بسر کی ہرگز گھر مین آرام سے نہ بیٹھے اسیوجہ سے عبداللہ بیابانی آپکا لقب ہوگیا تھا صایم الدہر رہتے کوئی نماز بے غسل کئے اور بغیر کپڑا دہوئے نہ پڑھتے تمام عمر برگ درختان ومیوۂ بیابان کے سوا دوسری چیز سے روزہ افطار نکیا ہر روز بلا ناغہ ایک کلام اللہ کا ختم وظیفہ تھا اکثر شیر وپلنگ درندگان صحرائی اور ہرن وغیرہ وحشی جانور آپ کے گرد و پیش جمع ہو جاتے تھے اور ایک دوسرے کو ہرگز مضرت نہ پہونچاتا تھا غرض ریاضت توکل زہد تجرید وتفرید مین فرد لاثانی تھے نہ کبھی گرمی نے ستایا نہ سردی نے دکھایا نہ دہوپ کی پروا نہ جاڑے کا خیال ہمہ حال بیک منوال ؎

سرما بگذشت واین دل زارہمان	گرما بگذشت واین دل زارہمان
القصہ ہزار گرم وسرد عالم	بگذشت وبماند این دل زارہمان

خودی اور دوئی ایسی مٹ گئی تھی اور تجرید وتوحید اس درجہ بڑہی ہوئی تھی کہ سخن مین اپنے

ساتھ ترک اضافت کردیا تھا جو کہتے بصیغہ غائب کہتے یعنی آئیگا جائیگا یہ نہ کہتے کہ مین آؤن گا مین جاؤن گا کسی کلام مین اپنی ذات خاص کو دخل نہ دیتے۔ ابتدائً بمقام دہلی حریم خانقاہ روضہ پاک سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز مین مشغول عبادت ومعتکف رہتے تھے بادشاہ وقت نے ایک قوم کو مع جماعت سادات قید کیا شیخ گئے اور کہا اے بادشاہ سادات کو چھوڑ دے بادشاہ نے شفاعت شیخ پر التفات نکیا بس یہ کہکر چلدیئے کہ جس شہر کا تو بادشاہ ہو وہان رہنا حرام ہے (مندو) دار الخلافت مالوہ پہونچے اور صحرا نشینی اختیار کی وہان کے بادشاہ وفرمان روا نے استقبال کیا نذر ونیاز پیشکش لایا آپ نے کچھہ قبول نفرمایا جب اصرار کیا کہدیا مجکو اس کی ضرورت نہین فلان دیہہ کے حاکم کو حکم دیدے کہ فلان بیابان مین مجھے جگہہ دے رہبر وتعدی نکرے اوسی ویران بیابان مین قیام کیا اور وہین دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی سنہ ۹۳۶ھ مین رکھکر اے عالم قدسی ہوئے سو برس سے عمر متجاوز ہوگئی تھی۔

آغاز حال مین آپ نے شادی کرلی تھی جب اُس کو مانع حضور وقت اور مخل فراغ عبادت پایا باختیار مفارقت کرلے اُس سے ایک پسر بہنیادل ونابینا چشم وجود مین آیا شیخ گھورن نام تھا۔

سلطان المحققین برہان المدققین شیخ المشایخ نصیر الدین دہلوی مخدوم شیخ سماء الدین کے دوسرے بیٹے شریعت وطریقت کے پیشوا مرجع خلایق قایم مقام وجانشین پدر تھے سیرت رسول مقبول صلعم کی صورت بنگئے تھے ہرگز سنت نبوی صلعم کے خلاف کوئی کام نہین کیا اور کبھی حد شرع سے قدم باہر نہین رکھا جو حضرت رسالت آب کے ساتھ غایت عشق ومحبت کی دلیل ہے عشق الہی ومحبت رسالت پناہی مین دنیا سے بے مہری ہوگئی تھی لہذا اپنی حیات ہی مین اپنے فرزند اکبر و خلف ارشد شیخ عبد الغفور کو اپنا جانشین کرکے خلقت سے کنارہ کش ہوکر بقیہ عمر یاد خدا مین بسر کی صاحب کلمات الصادقین نے لکھا ہے کہ مولانا نصیر الدین عالم عامل صفات ملکیہ سے موصوف اور کدورت بشریہ سے دور عجب تکبر حسد حب جاہ جملہ رذایل سے مبرا تھے سکندر لودی وابراہیم بن سکندر وبابر بادشاہ کے زمانہ مین شیخ الاسلامی کے منصب پر جو ایک بڑا منصب ہے سرفراز رہے رحلت

کے وقت بیاد حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم آیۃ محمد الرسول اللہ والذین معہ پر ذوق وشوق و وجد کرکے اسی حالت ذوق مین راہی ملک بقا ہوئے۔ دو بیٹے چھوڑے شیخ عبد الغفور ومفتی جمال الدین المعروف مفتی جمال خان دونون وحید عصر تھے لیکن شیخ مین مشیخت کی گہری رنگت تہی لہذا انکا تذکرہ یہین لکھا جائیگا اور مفتی صاحب مین علوم ظاہری کا رنگ نکھرا ہوا تہا انکا ذکر علماء شریعت مین کیا جائیگا۔

نشۂ علوم ظاہر و باطن مین مخمور شیخ عبد الغفور شیخ لاڈن معروف و مشہور

شیخ نصیر الدین کے بڑے بیٹے اور مخدوم شیخ سماء الدین کے لاڈلے پوتے تھے مخدوم صاحب کے اپر خاص نظر تھی انکے والد ماجد کی حیات مین خرقۂ خلافت انکو عطا فرما دیا تہا مخدوم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ہمارے گھر کا چراغ ہوگا یہ عنایت شاہانہ عنایت کے ہے جو مخدوم بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کو شیخ رکن عالم رکن الدین قدس سرہ کے ساتھ تھے مخدوم صاحب کے لطف خاص کا انکی ذات قدسی صفات مین پورا پورا ظہور ہوا ماسوائے اسرار باطن علوم ظاہری مین بھی صاحب کمال وفاضل اجل و اشہر علماء زمانہ تھے بڑے بڑے اکابر انکی شاگردون مین گذرے ہین۔ شیخ عبد اللہ بداؤنی مرید شیخ عبد الباقی چشتی و مستفیض خدمت شیخ صفی خیرآبادی قدس سرہ جو حال وقال یعنی علوم صوری و معنوی مین وحید عصر تھے اُن کی نسبت صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہے کہ نعمت علم اکثر مقتدیان روزگار سے پائی تہی خصوصًا میان شیخ لاڈن دہلوی و میر سید جلال الدین بداؤنی سے۔

اپنے والد بزرگوار اور شیخ عبد اللہ طلبنی ملتانی دہلوی سے جو بہ عہد سلطان سکندر بن بہلول لودی علماء نامی مین تھا تحصیل علوم کی تہی حق تعالی نے قبولیت عام عطا فرمای تہی۔

شاہ شجاع مخدوم صاحب کی اولاد امجاد مین صاحب کشف و کرامات و مظہر فیض و برکات تھے جناب غوث پاک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح سے بطریق اویسیہ فیض حاصل تھا عمر گرامی یاد الٰہی وارشاد وہدایت خلق مین بسر کی۔

شاہ علام بھی انکا سلسلہ نسب بھی حضرت مخدوم قدس سرہ سے ملتا ہے شاہ شجاع کے عمدہ خلفا میں ہیں عاشق منش مبتلا سرشت ہمدرد جو مزاج مشرب بلند ہمت گوشہ نشین گرسنگی پرور قناعت دوست اپنے اکابر عصر میں فرد تھے مثنوی معنوی حضرت مولانا روم اوس وقت ان سے بہتر کوئی نہ پڑھ سکتا تھا۔ غایت ذوق و شوق مین ہر مصرعہ پر زار زار روتے اور سننے والون کو بیتاب کر دیتے تھے اسی طرح طاعت رب الارباب اور افادۂ طلاب مین عمر گذاری رحمۃ اللہ علیہ۔

قدوۂ اکابر آفاق ہادی عشاق حضرت مولانا مخدوم شیخ اسحاق ولد ابن سلطان العارفین شیخ فخر الدین ملتانی و برادر اکبر و اعیانی زبدۃ الواصلین مخدوم شیخ سماء الدین قدس اللہ اسرارہم

یگانۂ اولیاء عصر اور بزرگترین مشائخ وقت سے تھے سلسلہ نسب مصعب بن حضرت زبیر رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے جس کی شرح مخدوم شیخ سماء الدین کے حالات مین لکھے جا چکے یہان اعادہ کی ضرورت نہین ملتان مسکن آبائی سے ترک سکونت کر کے دہلی مین متوطن ہوئے تمام مخلوق آپسے گرویدہ اور عقیدتمند تھے اور سلطان عہد بہلول لودی نہایت معتقد و ارادتمند تھا بڑے عابد و زاہد پارسا و ملک العلماء تھے۔ باوصف رجوع سلاطین لذت فقر و فاقہ کے مقابل دولت دنیا کو ہیچ و پوچ و بے مزہ سمجھا اکابر سلف کا سا طریقہ تھا بزرگان پیشین کے یادگار تھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین شیخ اسحاق شیخ فانی تھے سیاحت اور ریاضت بہت کی تھی اور بہت سے اولیاء عصر سے ملے تھے اکثر خاموش اور استغراق مین رہتے ہر شخص سے باتین کم کرتے تھے مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا میرے حال پر کمال التفات فرمایا اور کلام فیض التیام سے بہت مستفیض کیا فرمایا کرتے تھے مجھے ایک لڑکے کا انتظار ہے وہ آلے تب دنیا سے رخصت ہون چنانچہ حق تعالیٰ نے بڑی عمر مین انکو لڑکا عطا فرمایا جس دن لڑکا پیدا ہوا خادم سے کہا گھر مین جو کچھ ہو لے آ تاکہ خدا کی راہ مین دیدون کیونکہ وعدہ یہی ٹھیر چکا تھا خادم نے عرض کیا گھر مین تہا کیا کہ حاضر کرون فرمایا تھوڑا بہت

جو ہوئے آخر عرض دو تین سیر غلہ اور ایک دو پرانا کپڑا برآمد ہوا وہ فقرا کو دیدیا اوس کے بعد ذوق سماع پیدا ہوا فرمایا مطرب کو لاؤ اور سرود سنواؤ عرض کیا گیا آپ کے پاس کیا ہے جو مطرب کو دینگے ارشاد کیا یہی دستار و چادر جو میرے جسم پر ہے دیدونگا اسی اثنا مین ایک دوست کے مکان پر تشریف لے گئے اُس کے ہمسایہ مین سرود ہو رہا تھا سینہ مین جو آگ دبی ہوئی تھی سماع کی آواز سُنتے ہی ایکبارگی بھڑک اوٹھی دل وجگر شمع کی طرح گھل کر روزن چشم سے بہنے لگے کسی نے کہا ہے ؎

ہے وہی ایک آتشِ عشق ستم نژاد	میرے جگر مین شمع کے سر پر لگی ہوئی

گریہ اور حال طاری ہو گیا جب بے اختیاری اور بیخودی غالب ہوئی مکان پر لائے تھوڑا قیلولہ کر کے اوٹھے فرمایا جمعہ کا دن ہے حجام کو بلایا غسل کیا کپڑے بدلے خوشبو ملی نماز جمعہ ادا کی قرآن مجید کا وظیفہ پڑھا اور یاروں سے وداع ہو کر داعی اجل کو لبیک اجابت کہتے ہوئے عالم قدس کو سدھارے سو گئے اور واصل بحق ہو گئے۔ سنہ ۹۰۹ ہجری مین آپ کی وفات ہوئی بظاہر مرنا تو سب کو ہے پر جس نے خالق برحق کے عشق مین مُوتوا قبل انتموتوا کا مزہ چکھ کر ہستی موہوم کو مثل حرف غلط صفحۂ خاطر سے مٹا دیا اُس کی موت فرضی موت ہے اور اُس کا مرگ حیات جاودانی ہے ؎

رفتن از دار الفنا باشد بہر کس ناگزیر	لیک مرد آن ست کو مقصود حاصل کرد و رفت

حضرت مخدوم بزرگان واکابر خاندان چشت واہل بہشت سے تھے یہی وجہ ہے کہ ذوق وشوق سماع آپ پر غالب تھا خداوند تعالیٰ نے مخدوم صاحب کی نسل مین برکت دی تھی قصبہ طیبہ بارشہر مین یہ جماعت ابتک پائی جاتی ہے۔

مین سمجھتا ہون کہ نسب پر فخر کرنا سراسر جہالت اور عین حماقت ہے ؎

امتیاز شرفِ آدمیان از حسب است	بہر تحقیق نسب آدم و حوا کافی است ؎
از نسب نیست نسبتِ مردم	ہر کسے را بذاتِ خود شرف است
شرفِ دُر بجوہرِ خویش است	نہ زیبائی گوہرِ صدف است

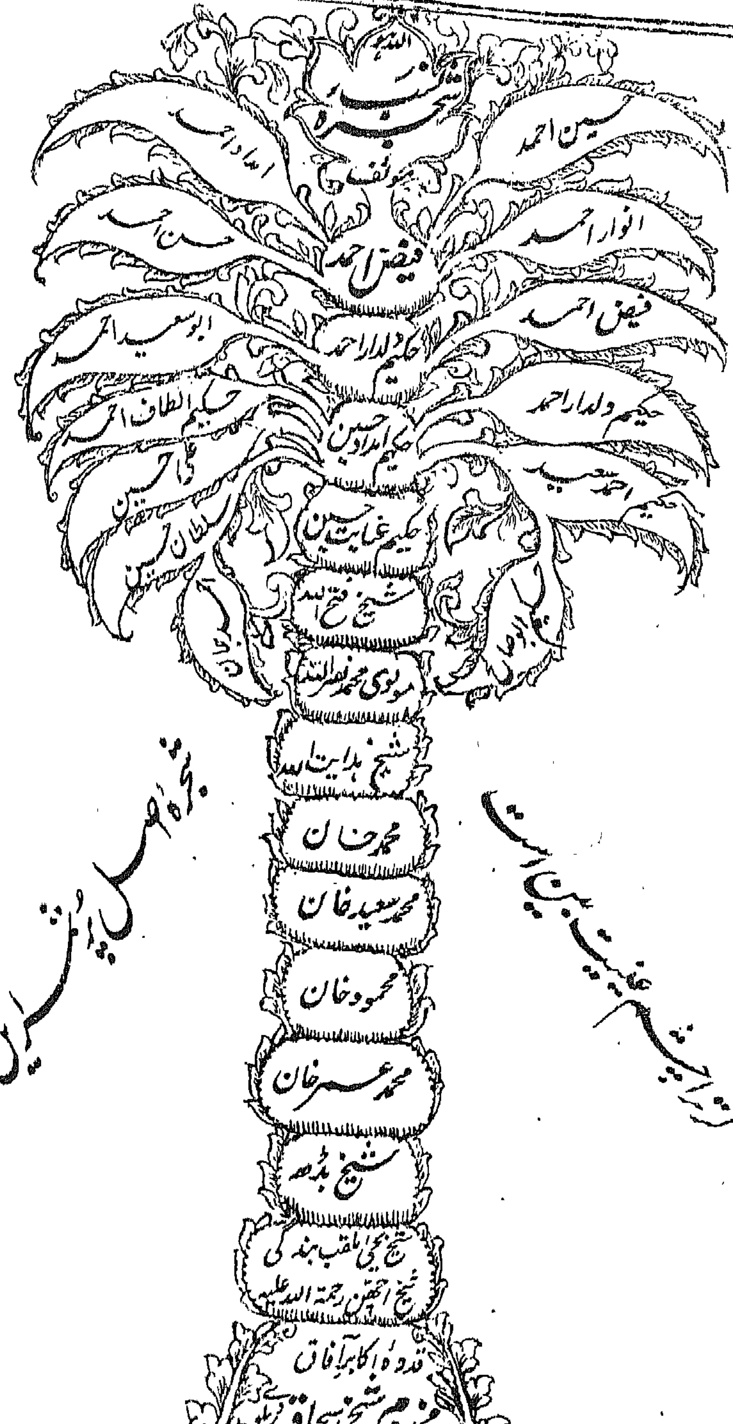
پر عجب و استکبار اور خود نمائی و پندار سے نہین بلکہ بفحوائے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ[۱] وبحسب فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[۲] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ[۳] اس گذارش کی جرات کرتا ہون کہ یہ بندہ ناچیز کمترین بارگاہ صمد فیض احمد مسودہ اوراق ہذا حضرت مخدوم صاحب کی اولاد مین شمار ہے اور بوجہ اپنے کمال ناقابلیت و بے ہنری کے اس اظہار سے نہایت شرمسار ہے ؎

نسبت خویش بوسے کردم و بس منفعلم	زانکہ او ز اہل صفا باشد و من بے کدرم

سلسلہ نسب اس عاجز کا تیرہ واسطون سے مخدوم صاحب کے ساتھ ملتا ہے جس کی تفصیل شجرہ ذیل (یعنی صفحہ ۵۲) مین درج ہے

---

[۱] ترجمہ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر ۱۲ پارہ ۳۰ سورہ ضحیٰ [۲] ترجمہ یاد کرو احسان اللہ کے شاید تمہارا بھلا ہو ۱۲ پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۹ [۳] ترجمہ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ۱۲ پارہ ۲۱ سورہ احزاب آغاز رکوع ۲ ـ



شجرہ
مؤلف
فیض احمد
حکیم دلدار احمد
حکیم امداد حسین
حکیم عنایت حسین
شیخ فتح اللہ
مولوی محمد نصر اللہ
شیخ ہدایت اللہ
محمد خان
محمد سعید خان
محمود خان
محمد عمر خان
شیخ بڈھ
شیخ یحیی ملقب بہ بندگی
شیخ اخص رحمۃ اللہ علیہ
قدوۂ اکابر آفاق
مخدوم شیخ اسحاق
حسین احمد
انوار احمد
فیض احمد
حکیم دلدار احمد
احمد سعید
امداد احمد
حسن احمد
ابو سعید احمد
حکیم الطاف احمد
سلطان حسین

شیخ یحیی الملقب بندگی شیخ اچھن دہلوی مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہٗ العزیز کے فرزند رشید ولی مادرزاد اور صاحب نعمت خداداد تھی فضائل و کمالات اُن کے مستغنی عن البیان ہین۔ تمام عمر دار الخلافت دہلی مین بیاد الٰہی زاویہ طاعت مین نہایت عظمت و برکت کے ساتھ بسر کی اور خلق اللہ کو ارشاد و ہدایت فرماتے رہے حضرت کے فرزند ارجمند شیخ بڈھ بھی اکابر روزگار سے تھے لیکن طریقہ سجادگی اختیار نہین کیا مسلک دل بیار و دست بکار پسند فرما کر مصاحبت سلطان عہد کو پردۂ روئے کار بنایا اور علم عظمت و اشتہار بڑھایا **ریاست کول** حاصل کی اور سند حکومت لیکر (دہلی) سے (کول) آئے وہین توطن کیا عمر گرامی بجمعیت ظاہر و تقدیس باطن اُسی جگہہ بسر کی۔ محمد عمر خان و جلال خان پسران شیخ بڈھ و محمود خان پسر محمد عمر خان و محمد سعید خان ابن محمود خان و محمد خان فرزند محمد سعید خان وغیر ذالک سب نامآور و معظم وقت تھے ایک مدت تک اِن کی اولاد (کول) مین بامارت و ریاست حاکمانہ طور پر جاگزین رہی۔ پھر بسبب اسباب جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی گئے اور ہمیشہ ہمیشہ انسان کو پیش آتے رہتے ہین کول سے ترک اقامت کرکے کچھہ دہلی وطن قدیم اور کچھہ (مارہرہ) وغیرہ جا بسے چنانچہ محمد خان بن محمد سعید خان نے (مارہرہ) مین سکونت اختیار کی اس مختصر مین اپنے اپنے موقع و محل پر اُن کی اولاد کا ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ محمد المعروف شیخ محمد عاشق سنبھلی سلسلۂ عالیہ قادریہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے آغاز حال مین ریاضت و مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اُن کی دلفریب تھی جب کیفیت حال کا غلبہ ہوتا کچھہ گایا کرتے اوس وقت کل حاضرین مجلس پر رقت و بیخودی طاری ہوجاتی تھی مولوی عبد القادر بداؤنی اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے ہین منتخب التواریخ مین اونھون نے لکھا ہے کہ ابتک اُن کے سماع کا اثر میرے دل پر باقی ہے ابتداءً کسب علوم ظاہری کرکے چندے افادہ طلباء مین مشغول رہے پھر حقیقت کی طرف مائل ہوگئے مظاہر صوری و عشق مجازی کے ساتھہ بھی اُنکو تعلق تھا بہت بیچین اور بیتاب طبیعت پائی تھی خلقت کی مرج

وذم اور رد و قبول کی پروا نکرتے تھے اسیوجہ سے شیخ محمد عاشق ان کا نام مشہور ہو گیا تھا جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ کے مشایخون مین تھے ۹۸۵ھ ہجری صلعم مین واصل بوصال حق ہوئے **شش شم از شوال** تاریخ وفات ہے۔

خواجہ مبارک ۹۰۰ھ دہلی کے مشایخون مین تھے سلطان عہد جلال الدین اکبر بادشاہ نے باستماع فضایل وجامعیت کمالات ملنے کی خواہش ظاہر کی آپ بحکم اطیعوا الله و اطیعوا الرسول واولوا الامر منکم[1] ملاقات کو تشریف لے گئے بادشاہ نے خیر مقدم کہا اور کمال شادابی کیساتھ ملا اُن کے سخنان دلنشین سے بہت محظوظ ہوا اُن کے بیٹے **حافظ شیخ بھکاری** مقتدائے وقت تھے دہلی سے ترک سکونت کرکے سنبھل جا رہے قرآن شریف ایسے دلکش لہجہ سے پڑھتے تھے کہ سننے والون پر بیخودی چھا جاتی تھی سید کمال واسطی سنبھلی نے کتاب (اسراریہ) مین نقل کیا ہے کہ اون کے وقت مین ایک بزرگ نے جو صاحب دعوت تھے جن کی تسخیر کے واسطے عزیمت پڑہی جن کی حاضری مین وقفہ ہوا جن جب حاضر آیا صاحب عزیمت نے دیر رسی کا سبب دریافت کیا جن نے کہا سنبھل مین حافظ بھکاری اپنے دروازہ پر قرآن شریف پڑھ رہے تھے مین اونکی صوت دلربا سنکر بیخودانہ وہین رہگیا اُن کی آواز مین کچھ ایسا دلکش افسون تھا کہ جنبش کی قدرت نرہی جب وہ خاموش ہوئے اور تلاوت ختم کر چکے تب مین چل سکا حسن صوت انکا مثل کرامات تھا ۱۰۰۰ھ مین رحلت فرمائی **یا حافظ** تاریخ وفات ہے اُن کے فرزند **خواجہ عماد الدین** حافظ قرآن وقاری خوش الحان تھے۔ عہدہ خطابت جامع مسجد سنبھل جو منجملہ خدمات بارگاہ سلطانی تھا باستحقاق فضایل انکو عطا فرمایا گیا منشور فیض نشور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدرہ ۹۶۶ھ جو سند دیا گیا ہے اوس مین حافظ صاحب موصوف کو بالقاب فضیلت مآب تقوی شعار صلاح آثار یاد کیا گیا ہے۔ بندۂ عاجز **فیض احمد** مسود اوراق ہذا عرض کرتا ہے کہ یہ خاندان گذشتہ زمانہ مین برابر روشناس بارگاہ سلاطین رہا ہے بہت سے فرمان عطائے سیورغال ومدد معاش

---

[1] ترجمہ اطاعت کرو اللہ و رسول کی اور جو تم مین صاحب حکومت ہون ۱۲

وسند خطابت وامامت عیدین ومسجد جامع واقعہ اندرون قلعہ سنبھل جو نسلاً بعد نسلاً اس خاندان
کے بزرگون کو سلاطین تیموریہ سے بالترتیب ملتے رہے ہین ۱۳۱۶ھ ہجری مین اس ہیچمدان نے سنبھل
جاکر خود معائنہ کئے ہین چنانچہ فرمان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدورہ ۹۶۶ھ مندرجہ بالا بنام
حافظ عماد الدین ولد حافظ بہکاری وفرمان نور الدین جہانگیر بادشاہ مجاریہ ۱۰۲۱ھ ہجری بنام عبد المومن
وعبد الواحد و ۱۰۲۶ھ بنام فتح اللہ وفرمان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران ۱۰۶۲ھ بنام
محمد شفیع وفرمان اورنگ زیب عالمگیر بنام قاضی عبد اللہ خان وشیخ جمال محمد خطیب وفرمان
محمد شاہ مورخۂ دہم رجب سنہ دوئم جلوس بنام محمد وزیر برادرزادۂ شیخ جمال محمد نبیرۂ حافظ
عماد الدین وفرمان شاہ عالم سنہ پنجم جلوس بنام محمد نفیس ورثہ حافظ عماد الدین وفرمان فرخ سیر
سنہ ہفتم جلوس بنام نذر محمد ورثہ شیخ رفیع الدین خطیب ہے۔ فرمانون کے مضمون اور کتبہ منظومہ
سے جو پتھر مین کہدا ہوا دیوار پیش طاق مسجد قلعہ سنبھل مین نصب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد عالیہ
خلد آرامگاہ بابر بادشاہ کی یادگار ہے مصرعہ یکم از شہر ربیع الاول۔ آخیر مصرع اس قطعہ
کا ہے جو مسجد مین نصب ہے اس سے ۹۳۳ھ نکلتے ہین ہرچند کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وقت
مین خطابت وامامت کا کوئی سرکاری عہدہ نہین رہا پر اب بھی خطابت عیدین اسی خاندان مین
چلی آتی ہے شیخ عبد الغفور شیخ جمال الدین کے بیٹے اور حافظ عماد الدین کے پوتے حضرت خواجہ
باقی باللہ ملقب بخواجہ بیرنگ قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے نسبت قوی واستغراق کلی
تھا طریقت ومعاملت کے ساتھ جذب کی کیفیت طاری تھی۔ خواجہ خسرو ابن حضرت خواجہ باقی باللہ
قدس اللہ اسرارہما جناب شیخ کی زبانی نقل فرماتے ہین کہ ایک روز مسجد فیروزی مین شیخ مراقب
تھے دیکھتے کیا ہین کہ اکابر سلسلہ نقشبندیہ وچشتیہ وغیرہ کا مجمع ہے بزرگان نقشبندیہ تو متوجہ
بذات بحت ہین اور اکابر چشتیہ متوجہ بذات باقی متوجہ بصفات ہین مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح
کے سامنے سے گذرا حضرت خواجہ نے فرمایا صاحب یہان آؤ تاکہ ہم تمکو کچھ عنایت کرین اتنے ہی
مین خواجہ بیرنگ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ ہمارا ہے اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی مجکو

اس کیفیت سے افاقہ ہوگیا پر استبا کا تردد رہا کہ وہ کیا چیز تھی جو خواجہ صاحب مجکو دینا چاہتے تھے چار روز بعد خواجہ قطب الدین صاحب رح کی رویت حاصل ہوئی مین نے دریافت کیا حضرت وہ کیا چیز تھی جو مجکو آپ عنایت فرماتے تھے فرمایا (وہ سوز جو تیرے سینہ مین ہے) فقط بالجملہ شیخ منزوی اور مستقیم الاحوال تھے اکثر سنبھل کے لوگ زیارت کو جاتے الا دیر تک بیٹھنے کی اجازت نتھی سنت وطریقت کی باتین برملا نہ کہتے جو کوئی پوچھتا تو تجاہل فرماتے اور کسی بزرگ کی طرف منسوب کرکے کچھہ کہدیتے سچ ہے مصرعہ دانائے راز ہا را زیبا بود تجاہل ۔

خلوۃ مین کنایۃً کچھہ کچھہ بیان فرمایا کرتے تھے اور خواجہ بیرنگ کی حکایتین بلطافت خاص ادا کرتے جمادی الاول سن ایکہزار اونسٹھہ ہجری مین عالم باقی کو رحلت فرمائی اور سنبھل مین اپنے دروازہ پر مدفون ہوئے سید کمال سنبھلی نے تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے **قطعہ تاریخ وفات**

چو از دار فنا عبد الغفور آنکہ	بزرگ کامل و شیخ زمان رفت
بجان اہل ذوق و شوق و عرفان	بسا افسوس و فریاد و فغان رفت
ہمین ہمت بہ بیرنگ خواجہ	ہمہ عمرش چو عمر عارفان رفت
چو پرسیدم ز دل تاریخ فوتش	بگفتا قطب سنبھل از جہان رفت

شیخ عبد الواسع بن شیخ عبد الغفور نہایت ذکی خوش طبع فاضل جیّد اور علم حذاقت مین بے نظیر وقت تھے ایام شباب مین سنبھل سے دہلی جاکر حضرت خواجہ خرد قدس سرہ کی خدمت مین اکتساب فضایل کیا ایک مدت وہین رہے بعد مین سنبھل کو مراجعت کی سالہا دراز مسند درس پر جلوہ افروز رہکر افادۂ خلق فرمایا کئے سنہ ۱۱۰۱ھ مین وفات پائی اپنے پدر بزرگوار کے مزار کی برابر مدفون ہوئے ۔

شیخ رفیع الدین برادر خرد شیخ عبد الغفور پیر روشن ضمیر روشن لقا صدر نشین عہدہ خطابت مسجد جامع سنبھل تھے آواز پر درد اور طبیعت ذوق وشوق معنوی سے بھرے ہوئے تھے خطبہ ایسے دردناک لہجہ سے پڑھتے کہ سننے والے کانپ اُٹھتے (اسراریہ) مین لکھا ہے کہ

شیخ محمد عاشق سنبھلی کے عرس مین قوالون نے ہندی غزل پڑہی شیخ نے تواجد کیا اور وہ حالت شیخ کی ساری مجلس پر چھاگئی سب بیقرار اور از خود رفتہ ہوگئے اکثر شیخ کی حالت ایسی ہی ہوا کرتی تھی

شاہ شہباز سنبھلی کاملان اکمل واکابر متاخرین سنبھل سے تھے آغاز شباب مین بوضع سپاہیانہ اپنے وطن سے (مارہرہ) آئے اور حضرت سید[1] شاہ آل محمد قدس سرہ کی خدمت سے مستفیض ارادت ہوئے ایک ہی نگاہ مین گرفتار معاملہ ہوگئے دنیا سے بالکل قطع علایق کر دیا خانقاہ معلی مین رہنے لگے مبادی سلوک مین بمصداق آیہ جاہدو[2] فی سبیل اللہ حق جہادہ بڑی مجاہدی اور شاقہ ریاضتین کین جب حال کا غلبہ ہوا مست وسرشار پہرنے لگے عید کے دن خرقہ حصیر کہنہ زیب تن اور منہہ کو سیاہی سے روشن کرکے نماز کو جاتے اور اکثر بحسب ؎

چاک دامن خاک برسر نے سواران پیش وپس	رخصت اے ناموس دیگر طمطراق آمد بیاد

گدہے پر سوار لڑکے خاک اوڑاتے پتہر برساتے ہوئے ساتھ ساتھ کوچہ وبازار مین گشت فرماتے بالآخر جب خوب خاک اوڑالی تو جہہ نظر کیمیا اثر پیر روشن ضمیر محویت سے حالت صحو مین آئے سلوک تمام کیا کاملین راہ سے ہوگئے ترک وتجرید مین فرد تھے پابند تاہل نہین ہوئے۔ سند خلافت حضرت سید[3] شاہ حمزہ خلف الصدق حضرت سید شاہ آل محمد قدس اللہ اسرارہما سے پائی جناب سید شاہ حمزہ صاحب نے کتاب کاشف الاستار مین تحریر فرمایا ہے کہ شاہ شہباز ولی مادر زاد تھے امرا کی ملاقات سے نفرت تھی اتفاقیہ ملجاتا تو بے رو رعایت پند ونصایح سے پیش آتے نذر و فتوح کسی سے نہ لیتے مرید کم کرتے لیکن مرید اور طالب اچہے بہم پہونچاتے تھے جس کو مرید کیا پہلے اوس کی جوہر قابلیت واستعداد کو جانچ لیا جس کو طالب صادق جان لیا اور ہونہار پایا اوسی کو

[1] سید شاہ برکت اللہ مارہروی کے فرزند ومرید وخلیفہ وجانشین وواصل بحق ہین ۱۰ رمضان ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوے لفظ ظہور تاریخ تولد اور مصرعہ ظہور آل محمد زبرکت اللہ صبح خاتم ہے ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ کو انتقال فرمایا۔

[2] ترجمہ کوشش کرو خدا کی راہ مین جیسا کہ حق ہے کوشش کرنے کا ۱۲

[3] جمال صوری وکمال معنوی آپکی ذات مین جمع تھا جناب رسالت مآب وارواح طیبات سے فیض کثیر حاصل کیا ۱۴ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ کو عالم ناسوت مین تشریف لائے لفظ ظہوری مین سال ولادت ہے ۱۴ محرم ۱۱۹۸ھ کو رحلت عالم قدس ہوا اکثر کتابین انکی تصنیفات سے یادگار ہین مثنوی اتفاقیہ مثل مثنوی معنوی مولانا روم جوش وغلبہ حال مین بے نظیر لکھی ہے ۱۲ ف

داخل سلسلہ کیا سکنا سنبھل مین اُن کے تصرفات مشہور ہین ربیع الاول ۱۲۱۱ھ ہجری مین رحلت کی سنبھل اپنے مکان کے احاطہ مین مدفون ہوئے مزار پر عمارت پختہ گنبد دار تعمیر ہے سید شاہ نذر علی سادات بارہہ مین سے ان کے خلیفہ و جانشین نہایت خوش اوقات و صاحبدل تھے اُن کے بعد شاہ علیم اللہ اُن کے برادرزادہ سجادہ نشین ہوئے اونپر سجادگی ختم ہوگئی شاہ علیم اللہ کی اولاد دختری سنبھل مین موجود ہے شیخ احمد علی جو سنبھل مین ایک متواضع و مہمان نواز مشہور شخص تھے وہ شاہ علیم اللہ کے نواسہ تھے۔

شاہ سلیم بن محمد جہانگیر بن دیوان عبد المومن سنبھلی شاہجہانی اہل اللہ مین سے تھے سلوک کے ساتھ جذب کی بھی کیفیت تھی اہل سنبھل مین اُن کے خوارق و کرامات مشہور تھے

شاہ نصیر الدین بن رفعت اللہ بن محمد جہانگیر سنبھلی نہایت خوش نہاد و پاک اعتقاد و صاحب وجد و حال تھے شوق طلب مین بعد گردش بسیار و خاک بیزی ہر در و دیار بہ وساطت حافظ برہان علی جو اُن کے اقربا مین سے تھے حضرت محبوب الاولیا سید شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہ کی خدمت مین حاضر آئے و داخل طریقت ہوکر مرتب بلباس صوفیہ ہوئے پہلے شیخ نہتن نام تھا اب شاہ نصیر الدین خطاب پایا علم جفر و تکسیر و دعوت اسما و اعمال حاضرات و تسخیر اجنہ مین یکتائے روزگار تھے آخر عمر تک خانقاہ معلی مین تعویذ نگاری و شجرہ نویسی ذاد ائے طاعات و عبادات مین مصروف رہے نوّے برس کی عمر پائی ۱۲۲۰ھ ہجری ضلع مین بمقام مارہرہ انتقال فرمایا۔

شیخ حبیب میرٹھی ابن شیخ صدر الدین عرف صدر جہان اکابر وقت یاران خاص حضرت شاہ[۱] العالمین شاہ عبد الرزاق جھجانوی قدس سرہ العزیز سے تھے مرشد کو ان کے ساتھ عنایت خاص تھی فرمایا کرتے تھے (حبیب حبیب ماست و حبیب خداست) انکا مزار شہر میرٹھ مین اندر احاطہ مقبرۂ شیخ عماد و نواب ابو محمد خان کے ایک مختصر گنبد مین جو سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے

---

[۱] شاہ عبد الرزاق رح شیخ محمد حسین کے مرید و خلیفہ اور مشائخ قادریہ مین تھے صاحب کمال اور بہ واسطہ حضرت غوث پاک رض سے ماذون و مشار تھے پہلے علم کا شوق تھا پھر عشق و محبت غالب ہوگیا ۱۱۷۹ھ مین انتقال فرمایا ۱۲۔

واقعہ ہوا ہے محراب بالین پر لفظ **روضۂ حبیب** جس مین تاریخ وفات نکلتی ہے اور لوح تربت پر کلمۂ طیبہ پتھر مین کندہ ہے شیخ عماد اُن کے حقیقی بھائی تھے اور ابو محمد خان شیخ عماد کے بیٹے امراء شاہی مین تھے اُنکا ذکر اپنی جگہہ کیا جائیگا۔ ان کی اولاد کا سلسلہ ہنوز میرٹھ مین موجود ہے ان سے ساتوین پُشت مین شیخ احمد حسین ایک معمر بزرگ عہدۂ تحصیلداری سے پنشن پاتے ہین طول عمر ثقل سماعت امراض جسمانی ضعف قویٰ نے مضمحل کر دیا ہے تاہم نہایت خندہ رو خوش صحبت اور از حد خلیق و با مہر شخص ہین۔

شاہ روح اللہ رئیس میرٹھ و اقربائے نواب خیر اندیش خان سے تھے محمد مسعود نام تھا اپنے بڑے بھائی محمد مودود کے ساتھ بغرض اصلاح اپنی جاگیر کے جو (مارہرہ) اور (ملیرام) مین حضور شاہی سے مقرر تھی آئے تھے حضرت سلطان العاشقین سید[۵۱] شاہ برکت اللہ الملقب صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوئے بمجرد معاینہ جمال باکمال جذبہ شوق الٰہی نے اپنا کام کیا ؎

	دل را بہ نگاہے بُرد جانانہ چنین باید		یک جرعہ خراہم کرد میخانہ چنین باید	

فوراً جاہ و مکنت و جاگیر و امارت سے دست کش و دل برداشتہ ہو کر ملازمت آستانۂ قدسی اختیار کی اور مثل ابراہیم ادہم رح فقر و فاقہ کے ساتھ مجاہدات نفس مین مشغول ہوئے ایک ہفتہ کے بعد حکم ملا کالپی جاؤ اور مرشدان طریقت کے عتبات عالیات کی جاروب کشی کرو اب سے پہلے پیادہ پا چلنے کا کبھی اتفاق نہوا تہا پانچ چھہ کوس چلکر پیرون مین چھالے پڑ گئے بہر حال اُفتان و خیزان جیسے بنا کالپی پہونچے ؎

	نخور عاشق اگر مست سودائے عشق است		نخستین مہیائی ہائے عشق است	

۵۱ میر عبد الواحد بلگرامی کی اولاد مین تیسری پشت سید بڑی و سید لطف اللہ عرف شاہ لدّہا بلگرامی کے مرید و مستفیض و جناب غوثیہ آسے و مبدم فیضیاب تھے اخیر مین سید شاہ فضل اللہ کالپوی سے تبرکاً مثال خلافت لی تہی عشق آپ پر غالب تہا سنہ ۱۱۵۳ مین پیدا ہوئے شایق خوبان تاریخ ولادت ہے ۱۰ محرم روز عاشور ۱۲۴۲ ہجری صلعم مین رحلت کی فارسی مین عشقی و ہندی مین پیمی تخلص فرماتے تھے کلام آپکا حقایق و معارف سے مملو ہے دیوان و مثنوی اکثر رسایل آپکی یادگار ہین ۱۲ ف

دو تین مہینہ وہان رہکر اور ارشاد مرشد بجا لاکر مراجعت کی شغل یادکرد ودید بتایا گیا
ایک ہفتہ مین اُس کے اثر سے عالم بیرنگی وبیخودی نمایان ہوا استغراق کلی ہوگیا انوار تجلیات
کیفیتی دل وجان پر غالب ہوگئے خودی جاتی رہی پہر تین اربعین تمام کرائی گئین بعد اتمام
مراتب سلوک کاملین وقت سے ہوئے ہدایت ورہنمائی خلق اللہ وطاعت وعبادت مین مشتغل رہے
اور بامتثال امر اقدس پیر روشن ضمیر وطن جاکر اپنے کنبہ قبیلہ مین سنت نکاح ادا کی اولاد نواب
خیر اندیش خان سے میراث موروثی کا حصہ چاہا چونکہ حق شرعی مسلم تہا وہ دینے کو راضی ہوئے تب
انہون نے کہا مین نے اپنے دست تمنا کو بوث میراث دنیوی سے باب فقر دفنا دہو ڈالا ہے مجکو
اُس کی عوض صرف موئے مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدیا جاوے گو سب کو وہ
عزیز تہا اور دینے مین تامل ہوا لیکن بہرحال انکو ملا اور حق بحقدار رسید کا مضمون ظاہر ہوا انہون
نے اپنے مرشد کے نذر کیا حضرت مرشد نے اس سے قبل واقعہ صادقہ مین دیکہا تھا کہ حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ہمنے اپنا موئے شریف تمکو عنایت کیا آپ آداب بجا لائے
اور بشارت جانفزا سے بشاش ہوکر اس عطیہ کبریٰ وموہبت عظمیٰ کے امیدوار ومنتظر تھے کہ یہ
سبیل اُس کے پہونچنے کی ہوئی چنانچہ اتبک وہ موئے مبارک معہ دیگر تبرکات کاشانہ فیض
نشانہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود ہے سال مین دوبار تمام خلقت زیارت سے مشرف ہوتی ہے
بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا کو بہی متعدد مرتبہ اُس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس موئے شریف
کی تصدیق وصحت کی بہی دو بڑی سندین ہین ایک تو یہ کہ حضرت سلطان العاشقین برہان الواصلین
سید شاہ برکت اللہ صاحب رح کو بشارت نبوی صلعم ہوئی دوسرے اس سے پہلے نواب خیر اندیش
خان کا حضور رسالت مآب صلعم سے مبشر ہونا جیسا کہ اونکی ذکر مین مذکور ہوا بالجملہ شاہ روح احمد
علوم صوری مین بہی صاحب استعداد تھے طبیعت موزون تھی فارسی وہندی مین صاحب تصنیف
وتالیف تھے فارسی مین دیوانہ اور ہندی بہاکھا مین آجان تخلص کرتے تھے سنہ ۱۲۳۰ ہجری صلعم
مین راہی جنان ہوئے انکا مزار (مارہرہ) مین پائین روضہ حضرت صاحب البرکات زیر دیوار

احاطۂ درگاہ شریف ہے انکے کلام سے ذوق وشوق وآزادی ومحویت ٹپکتی ہے تھوڑا سا کلام کتاب آثار احمدی مصنفہ حکیم عنایت حسین مارہروی سے وقف بیان کیا جاتا ہے

مثنوی در وصف پیر روشن ضمیر

ز برکات اله از من چه پرسی — کمینه لشته چاکر او عرش و کرسی — هم از مه تا بماهی هرچه بینی
کلند از خرمن او خوشه چینی — چه تاثیر است در جامش نگارا — مرا برد و بمن آورد مارا
هزاران همچو من نالان بکویش — بسا پروانها بر شمع رویش — من او را ذات با برکات دیدم
ندانم ذات با برکات دیدم — بود تا در جهان آیاتی از ذات — من و ورد زبانم نام برکات

غزل

به بزم بیخودی ما به بین خدائی ما — نهان به پردۂ عجز است کبریائی ما
نمی کنیم بآئینۂ سکندر رد — شد است جام جم این کاسۂ گدائی ما
ز آب آبله ام خار دشت تازه تر است — چه فیضها که ندارد برہنه پائی ما
غنی تر یم سر مفلسی سلامت باد — ز صرف کم نشود گنج بے نوائی ما
ز سنگ طفل بود دیوانه بارش رنگ است — همیشه تازه بود جامۂ حنائی ما

غزل

کے بود تکلیف کعبه ساکن بتخانه را — فرض و سنت نیست واجب این تخانه را
عاشقان را هیچ رنج از طعن بدگو نیست — خار نتواند که تنگ آرد دل دیوانه را
بجز خمار ز کوثر نصیب زاهد نیست — ص — ببین تو نقد فرح بخشی مدام مرا
نه خود بخود من دیوانه گشته ام رسوا — بتان بغمزه گرفتند ننگ و نام مرا
توبه را در عشرت آباد دل من بار نیست — ص — خانۂ عشق ست اینجا جاے استغفار نیست
سینه ریشم مرہم دیدار می خواهد دلم — ص — لاله داغم نرگس بیمار می خواهد دلم
دعوی میراث مجنون می سزد دیوانه را — ص — کز دل شوریده وارث نامه دارد در بغل

مولوی شاہ محمد حنیف میرٹھی اصلی نام مظفر حسین تھا سلسلۂ نسب یہ ہے مظفر حسین بن حافظ محمد جعفر بن محمد مقیم خان بن محمد کبیر خان عالم متبحر و فاضل ہمہ دان و صاحب تقویٰ و تشرع تھے ہمیشہ درس و تدریس وافادۂ خلق اللہ مین مصروف رہتے اور حجرۂ مسجد مین قیام رکھتے ناگاہ ایک درویش آیا اور کہا رسول[ا] شاہ بلاتے ہین اُس صوت ہادی کے سُنتے ہی طبیعت بے چین ہوگئی سب سے قطع تعلق کرکے جذب طلب مین چلدیئے ؎

بگیر رسم تعلق دلا زمرغابی		کہ چون ز آب بر خاست خشک پر برخاست

اور منزلین طے کرتے ہوئے اُس ہادیٔ گم شدگان کے نقش قدم پر جاگرے جمال فیض بار کو دیکھتے ہی محویت تامہ غالب ہوگئی علوم رسمی صفحۂ خاطر سے محو دھو کرکے سبق باطن مین مشغول ہوگئے تمام عمر عالم جذب مین گذاری ؎

ایک ہی کافر تھی چشم مست ساقی ای نثار		اک اشارے مین وہ سارا اتقا جاتا رہا

اُس بیخودی و شورہستی مین تصرفات قوی ظاہر ہوتے اور بیک نگاہ عقدہاے مالاینحل کھول دیتے سید عسکری جناب سید حسن رسول نما کے نواسہ شروع مین چاکری پیشہ سپاہی وضع تھے ایکبار مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا ؎

ستم چنان بکن کہ ندانم زبے خودی		در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

بس اُن کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا اپنے دادا کی قبر پر جا بیٹھو فوراً مست بادۂ الست ہوکر بحالت جذب دہلی آئے اور پابجولان ہوکر حضرت سید حسن رسول نما کے مزار منور پہ بیٹھے رہتے تھے جلال ایسا تھا کہ نگاہ بھر کر کوئی اُنکے چہرے کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔ ۱۰ شعبان سنہ ۱۲ ہجری صلعم بمقام الور انتقال کیا اور (فیروز پور جھرکہ) مین مدفون ہوئے ان کی نسل آگے

[ا] سید عبدالرسول عرف رسول شاہ شاہ نعمت اللہ کے مرید اور ترک و تجرید مین فرد کامل تھے رسول شاہیون کا سلسلہ انہین سے جاری ہے سلسلہ بیعت و طریقت خاندان سہروردیہ مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ کے ساتھ ملتا ہے ۱۲ آثار الصنادید باب ۴

نہین چلی گاہ گاہ بعالم جذب اشعار ابدار زبان پر جاری ہو جاتے تھے مثنوی گیان جو ہر طریق تصوف و شرح گلستان ان کی یادگار ہے اور یہ چند اشعار انہین کے ہین ؎

دل بے خطرہ مظہر ذات است		بحر بے موج عین صرات ہست
خدا اچہ جوئی تو خود را بجو	؎	چو خود را بیابی تو ئی جملہ او
تو ببین خود را سراسر یکنفس	ایضًا	تا بدانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی خود مقیم اندر بدن	״	کے شدی قایم ز خود دیوار تن
گر نبودی باغبان در باغ تن	״	کے شدی رونق بہار این چمن

مولانا کی وفات کے بعد **شاہ فدا حسین** اُن کے سجادہ نشین ہوئے شاہ فدا حسین کا نام خواجہ نجیب الدین ہے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی اولاد سے تھے علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل اپنے پیر روشن ضمیر سے کی تہی تصوف خوب جانتے تھے فصوص الحکم وغیرہ مشکل کتابین آسانی سے پڑہاتے تھے ۱۸ برس کی عمر مین فقر اختیار کیا الور مین بحضور مرشد ی بڑی بڑی محنتین مشقتین اُٹھائین بالین و بستر کی جگہہ سنگ و خشت کے سوا کچہہ نہتا ترک و تجرید و زاویہ گزینی مین فرد کامل تتے سلوک کے ساتھ کچہہ جذب بہی تہا بعض واقعات کے سبب الور سے دہلی چلے آئے تھے چالیس برس کامل ایک حجرہ مین بیٹھے رہنے راجہ بلینی سنگہ والی الور نے بالحاح و اصرار پہر بلا لیا۔ ۱۸ محرم ۱۲۵۹ھ ہجری بمقام الور انتقال کیا وہین دفن ہوے صاحب خرق عادات تتے تبت۔ سراندیپ مشہد مقدس وغیرہ دور و دراز ملکون مین آنکے خلفا پہلے ہوئے تھے گاہ گاہ مثل پیر عالم جذب مین اشعار موزون کیا کرتے تھے مثنوی (دین سرمو) ان کی طبعزاد ہے بعضے معتقدین نے اوسکو جمع کیا ہے اُن کے بعد اُن کے خلیفہ **شاہ توکل حسین** جو فنافی الشیخ کا مرتبہ رکھتے تتے زیب دہ سجادہ ہوئے ۱۲۶۲ھ ہجری مین رحلت کی الور مین دفن کئے گئے اون کے بعد **رنگ علیشاہ کنبو باشندہ میرٹھ** جانشین ہوئے انکا اصلی نام رکن الدین اور باپکا نام غلام زین العابدین تہا مولوی شاہ محمد حنیف کے حقیقی

بھتیجے تھے۔

شاہ غلام حسین مولوی شاہ محمد حنیف کے چھوٹے بھائی باشندہ میرٹھ تھے جب انہوں نے اپنے فاضل بھائی کے تغیر حال کا افسانہ سنا اس غم و غصہ مین خیال کیا کہ ایک رند شرابخور بے مقید نے میرے دانشمند بھائی کو بزور افسون گری دیوانہ بنا دیا ہے رسول شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہو کر الور کو چلے سواد الور مین پہنچتے ہے وہ سودا غیظ و شور و غضب سر سے نکل گیا نیاز و خاکساری خود بخود دل مین گھر کرنے لگے سوچے یہ کہ فقیر کے پاس جاتے ہین خالی ہاتھ جانا مناسب نہین شاہ صاحب کا میل خاطر دریافت کر کے کچھ ہدیہ ساتھ لیا اور نیازمندانہ سامنے جا کر کہا سارا طمطراق بھول گئے اور ایک ہی نگاہ گرم مین لباس ہستی و جامہ خودی جلا بیٹھے۔

کرنے گئے تھے اُن سے تغافل کا ہم گلا	کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

سب تعلقات چھوٹ گئے اور سارے منصوبے پلٹ گئے جذب و مستی و سکر و محویت مین صحرا نوردی و بیابان گردی کرنے لگے پھر کسیقدر صحو و سلوک مین آگئے تمام عمر الور مین گذاری قریب سو برس کے عمر پائی اُن کی نسل میرٹھ مین موجود ہے انکے پوتے **اشفاق حسین** خوش صحبت خلیق تھے انکی انشا پردازی و حسن اخلاق کی تعریف کی جاتی ہے ایکوقت مین سلطنت لکھنو کی طرف سے دربار گورنری مین اُنکو سفیرانہ تعلق ہو گیا تھا اب اُنکے بیٹے **حکیم مقرب حسین** ممبر میونسپل بورڈ میرٹھ با وجاہت شخص ہین بوستان خیال کی بعض جلدون کا انہون نے اُردو ترجمہ کیا ہے اخبار عالم اور پولیس نیوز کے مالک ہین شاہ غلام حسین کے تیسرے بھائی محمد صادق کے اولاد مین محمد صادق سے چوتھی پشت **حافظ حامد حسین خان** معززین میرٹھ مین ہین گورنمنٹ انگلشیہ کے طرف سے آنریری مجسٹریٹ و ممبری میونسپل بورڈ کا اعزاز حاصل ہے سادہ مزاج بے تکلف خوش اخلاق ہین انکے والد **منشی الطاف حسین** کمشنری قسمت میرٹھ کے سررشتہ دار اور صاحب عزو وقار تھے

شاہ مسیح اللہ باشندہ میرٹھ سپاہی پیشہ تھے بیعت ہدایت ازلی برہان الواصلین حضرت

سید شاہ آل محمد مارہروی سے مستفیض ببیعت ہو کر جو یائے حقیقت ہوئے اور قطب الکاملین سید شاہ حمزہ خلف الصدق سید شاہ آل محمد سے خلافت حاصل کی مرشد کامل کی توجہ سے واصل طریق خدا شناسی ہوئے شغل نصیرا جو اس طریق مین بہترین اشغال ہے خوب انجام دیا تھا بحالت مشغولی بیخودی چھا جاتی اور سیاہی چشم بالکل چھپ جاتی ایک ایک پہر تک کھولے چشم اوسی حالت پر رہجاتے اور دست و پا کو تشنج ہو جاتا تھا غرض خوب مالش کے بعد تلوین سے تمکین مین آئے کلام پر اثر تھا اور باتین ایسی بامزہ و شوق انگیز ہوتی تہین کہ ہر شخص منہ سے سخنان ڈالا دیکھے سننے کو ہمہ تن گوش ہو جاتا تھا اکثر غلبہ حال مین باتین کرتے کرتے آنسو بہ نکلتے گھڑی بندھ جاتی اور نعرہ ہائے دلگداز مارنے لگتے امراء وقت مثل نواب نجیب الدولہ و نواب غازی الدین خان وزیر و دیگر اعیان زمانہ معتقدانہ پیش آتے و حاضر خدمت ہوتے تھے حضور مرشدی سے شہر اٹاوہ مین رہنے کا حکم ملا تھا وہان استقامت کی حافظ رحمت خان افغان روہیلہ اوسوقت ناظم اٹاوہ تھے وہ نیازمندانہ پیش آئے اور دو روپیہ یومیہ مصارف ضروریہ کے واسطے نذر مقرر کیا شاہ متاہل تھے لہذا بقول لا رد ولا کد قبول فرمایا ناظم موصوف ہمیشہ اور بھی خدمات کیا کرتے تھے ایکمرتبہ حافظ رحمت خان حاضر خدمت ہوئے اور دوسری طرف سے بخشی پہنچے بخشی نے دریافت کیا اسم شریف کیا ہے فرمایا گمناموں سے اسم و رسم کیا پوچھتے ہو

ازبے خبران خبر چہ پرسی		وز گم شدگان اثر چہ پرسی	
لئے روزمرانہ روزگار سے		از ہیچ ہمی دگر چہ پرسی	

اوس نے مکرر خواہش کی فرمایا م س ی ح اللہ اور کچھ اس طرح کہا کہ حافظ و بخشی دونوں کے دل پر چوٹ لگ گئی دونوں بے اختیار قدموں پر گر پڑے اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوئے سن وفات معلوم نہین ہوا **نقل** ایک روز حضور مرشدی مین شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ دکن کے دربار مین ظہوری شاعر حاضر تھا سر پر شاہی پر دیوان جامی رکھا ہوا تھا ظہوری نے پوچھا کون کتاب ہے بادشاہ - دیوان جامی

قدس سرہ السامی ظہوری نے عرض کیا ہان جامی ایک ملان تھا باقی خیر صلاح بادشاہ نے فرمایا مولانا کے نسبت ایسا کہو بہلا ایک شعر اپنا پڑہو ہم اُس کا جواب مولانا کے دیوان سے لینگے ظہوری نے اپنا یہ شعر پڑہا

رنگ سرخ شفقے از مئے گلفام ہست   زند دُردے کشم وطاس فلک جام ہست

بادشاہ نے بطور فال دیوان جامی کہولا عنوان صفحہ پر یہ بیت نکلی

چرخ را جام نگون دان کز مئے عشرت تہی ست   بادہ از جام نگون جستن نشان ابلہی ست

جب بادشاہ کی نظر اس بیت پر پڑی ظہوری کی طرف سے مُنہ پہیر لیا اور اظہار ناخوشی کیا

شاہ عبد الہادی قصبہ مارہرہ کے رہنے والے ملتانی الاصل ہین عبد الصمد ملتانی کیساتھ چھ واسطون سے انکا سلسلۂ نسب ملتا ہے محمود خان انکے جد چہارم ہین جو صاحب ثروت واقتدار تھے مارہرہ آئے چنانچہ اونکا ذکر اپنے محل پر کیا جائے گا اصلی نام معظم خان اور شاہ عبد الہادی پیر کا دیا ہوا لقب تھا حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے اسبق الخلفاء مین سے ہین پہلے مثل اپنے بھائیون کے عظمت وشان سے بسر کرتے تھے جب درد طلب نے بیقرار کیا بزبان حال یہ کہتے ہوئے مصرعہ کو مسیحا نکند بیماری دل را علاج ٭ سلطان العاشقین کی خدمت مین حاضر ہوکر مرض دل کے علاج کے خواستگار ہوئے حضرت نے حالت صحیح پاکر شغل باطن مین لگا دیا تہوڑے ہی عرصہ مین **شغل محمود** اسے جو اس راہ مین طریق محمود ہے کشایش باطن ہوئی حجاب اوٹھ گئے انوار الٰہی چمکنے لگے بیخودی غالب ہوگئی نفس سے مجاہدہ کئے شیطان سے محاربہ کئے جنگل چھان ڈالا ہر خار بیابان سے یہ کہتے پہرے

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون   شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

ایک روز کہانے کیوقت درویشان خانقاہ اُن کی تلاش مین جنگل گئے دیکہتے کیا ہین کہ ایک درخت کے تلے مستغرق ومست پڑے ہوئے ہین آفتاب تیز اور چہرہ کے مقابل تہا مار سیاہ اپنے کفچہ سے دہوپ روکے ہوئے سایہ کئے کہڑا ہے فقیر سمجھے کہ آج ضرور سانپ نے ڈس لیا شاہ

نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سانپ چہرہ کے مقابل اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے فرمایا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامے پوش   کہ من آن جلوۂ قدمی شناسم

سانپ سرک گیا پھر ہے ؎

ایمن از گرمئ خورشید قیامت باشد   ہر کہ در سایۂ دیوار تو خوابش ببرد

اوسی عالم جذب و مستی مین دائر و سائر دکن پہونچے وہان ایک کشمیری بچہ کے ساتھ تعشق ہو گیا چونکہ جذب صادق تھا لڑکا اپنا گھر بار چھوڑ کر ساتھ ہو لیا دکن سے دہلی آئے اور شاہجہان آباد پہونچکر متصل قلعہ شاہی انگوری باغ مین ڈیرہ جمایا خواص وعوام کا اژدحام ہوا اُمراء وزراء سب آنے لگے ایک مرتبہ بماہ رجب ۱۱۳۵ھ ہجری خود سلطان عہد محمد شاہ بادشاہ بشوق دست بوس حاضر ہوا اور کلام معجز نظام سے حظ وافر حاصل کیا نصایح دلاویز وپند دلپسند سے بادشاہ کو مسرت ہوئی زر نقد مع کشتی پارچہا نفیس اور ایک دیہہ سیر حاصل موسوم بہ (داورنی) پرگنہ مارہرہ مین بطور آل تمغا و مدد معاش نذر کیا حضرت سلطان العاشقین صحبت امراو سلاطین سے نفور تھے اغنیا کو اول اپنے حضور مین بار نہ دیتے اور جو باریاب ہو جاتا اثر نظر وبرکت صحبت سے دُنیا کی ہستی اوس کی نگاہون مین نیست ونابود ہو جاتی اور طریقہ انیقہ فقر وفنا مین جس کو دائمی بقا کہا چاہیے شامل ہو جاتا شاہ عبد اللہ کے حالات سُنکر عتاب ہوا وہ اُفتان خیزان وسراسیمہ مارہرہ حضور مرشدی مین حاضر ہوئے خانقاہ مین آنے کی اجازت نہ ملی فرمایا طالب مولیٰ ہوکر بادشاہ دُنیا کی تجکو کیا حاجت باقی رہی تھی یہ تو الفقر فخری کا مزہ چکھ کر پہلے ہی دولت دُنیا کو اُس کے ساتھ موازنہ کرکے ناچیز سمجھ چکے تھے بادشاہ کے رجوع پر اس حقیقی سلطنت کے آستانہ کو چھوڑنا محال تھا عرض کیا مین بادشاہ پاس نہین گیا وہ خود آیا تھا میرا دل اُسی حالت پر قایم ہے جیسا کہ تھا چنانچہ حضرت سید شاہ آل محمد خلف الصدق سلطان العاشقین کی شفاعت اور توبہ وانابت کے بعد باریابی خدمت پیر روشن ضمیر سے فیضیاب ہوکر بعنایات خاص پھر دہلی واپس جانے کی اجازت پائی وہان جاکر ہنگامہ ارشاد جاری کیا شاہ کا طرز قلندرانہ

تہا فتوحات کبھی جمع نکرتے جو آتا سب خرچ کر دیتے تھے یہانتک کہ رات کو گہر کا پانی بہی پہینکدیا جاتا تھا فرمایا کرتے تھے یوم جدیدٌ ورزق جدیدٌ ہر نیا دن اپنا اپنا دانہ پانی لاتا ہے سلوک کے ساتھ اسیقدر جذب ومحویت کی کیفیت تہی صحبت تاثیر اور کاملین وقت سے تھے سنہ ۱۱۴۰ھ گیارہ سو چالیس ہجری صلعم مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی سلطان العاشقین نے خبر وفات مسنکر فرمایا دہلی کا بازار سرد ہوگیا اذہر بیاب خدائے شدہ تاریخ وفات کہی حسب وصیت نعش دہلی سے مارہرہ پہنچائی گئی خطیرہ قدیم آبا واجداد مین دفن کرنا چاہا ہرچند قبر کے لئے زمین کہودی پر کہد سکی جناب صاحب البرکات قدس سرہ نے فرمایا اوسکو اور دیدہ صوری سے علاقہ نہ تہا کوئی زمین اوس کی میراث نہین جسمین دفن ہو اوس کی میراث تو ہمارے پاس ہے یہان لاؤ اور دفن کرو چنانچہ تابوت لاکر صحن درگاہ شریف مین دفن کیا گیا اور قبر زمین کی ہموار کر دی گئی نشان قبر اونکا نہین بنایا گیا حضرت صاحب البرکات کا مزار فیض انوار اسی جگہہ زیارت گاہ خلایق ہے زایران درگاہ علی اوسی پر چلتے پہرتے ہین انکا اصلی مقصد یہی تہا کہ زیر قدم مرشد و پامال زایران درگاہ پڑے رہین گاہ گاہ حالت جذب مین ہندی اشعار نظم کیا کرتے تھے پنچھی تخلص تھا یہ کبت انکے کلام سے ہے کبت

جاؤن نیہ لگو ہر سون تا دن کا ہے نہین ہٹ کی
ابتو رس روم ہی روم بدھو سدھ بولگئی کہٹکی کہٹکی
باورے لوگ چوائی کرین نہین جانت پنچھی سبہا گہٹکی
من ہاتھ بکانو گوپال کے ایسہون توبھی چیری نٹ کی

ان کی رحلت کے بعد شاہ ہیم جانشین ہوئے یہ وہی کشمیری بچہ تھا جو دکن سے اُن کیساتھ آیا تھا بعد تربیت علوم ظاہری شاہ عبدالہادی سلطان العاشقین کی خدمت مین لائے آپ نے طریقۂ باطن کی تعلیم دی اور ادلم تک مراقبہ سے اُنکی کشایش ہوئی اسی وجہ سے شاہ ہیم خطاب پایا گیا یہ شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ سیرت عقل مجسم شاعر خوش محاورہ اور ناظم دقیقہ رس تھا

امراء زمانہ بہت تعظیم کرتے اور صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے نواب نظام الملک آصف جاہ خدیو دکن سرو قد تعظیم دیکر مسند چھوڑ دیتے تھے اور جب تک شاہ بیٹھے رہتے کسی سے بات نکرتے نواب فخر الدین خان شمس عہد بھی تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور مشائخ دہلی کو حساب دوستان دردل کا مضمون تھا سنہ ۱۱۵۵ھ ہجری میں رحلت کی انکا دیوان ضخیم اور مثنوی فارسی نہایت بامزہ تھی افسوس کہ انکے لڑکون نے کلیات تلف کر دیا حکیم عنایت حسین مارہروی مصنف آثار احمدی و کاشف الاخبار وغیرہ نے متفرق جگہہ سے کچھ نظم آبدار ان کا تلاش کرکے کتاب مذکور مین نقل فرمایا ہے ہم اُس سے اقتباس کرکے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین

غزل

چہ می پرسی زمن ای دانش آرا درچہ تدبیرم — جنون تازہ پیدا کردہ ام در فکر زنجیرم
مکش در دسرائے نقاش غافل بہر تحریرم — ز بیتابی ورقہا پارہ خواہد کرد تصویرم
چہ سان از حلقۂ بزم طرب بیرون کشم پارا — کہ از موج صدائے تار طنبور ہست زنجیرم
باغوش تو تا خود را رساندم دور تر گشتم — کمان داند بلے در عاشقی ہم طالع تیرم
نخواہم شد سیر وصلش از بیدار بخت ہا — ہنوز از ذوق ہم آغوشیش با خود بغلگیرم
مفصل مہیم از کثرت پئے اظہار خود آمد — کلام اللہ و حدت راشی وائی کہ تفسیرم

یہہ غزل شاہ عبد الہادی کے ماتم مین بطور مرثیہ لکھی ہے

غزل

بدہ ز دست چو پروانہ مطلب خود را — بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلب خود را
کجاست داغ جگر بے تو ہیچ می دانی — چو لالہ غرق بخون کردہ ام شب خود را
حلاوت دم تیغ تبسمش یاد است — ہنوز زخم دلم مے مکد لب خود را

بحرف لب مکشا مہیم در ادب گہ عشق
بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلب خود را

غزل

پُر بادہ شد ز مستی چشم تو جام ما — روشن چو صبح گشت ز روئے تو شام ما

مطرب بیاد تازہ غزل را بہ طرح ساز	سوزد مگر صدائے نئے این ننگ و نام ما
روزیکہ فال منصب دیوانگی زدند	افتاد قرعۂ غم عشقت بنام ما
در دام ہیچکس نشود صید لاغرم	صیاد گشتہ است ہمین صید دام ما

از جام صاحب البرکات است ہمیم مست
اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

سید غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرہ ید بیضا مین یہ ابیات ان کے درج کیے ہین ؎

چنان بگرفت تعلیم از نگاہ مست او تیرش ؎	کہ بوئے بادہ می آید ز خون زخم نخچیرش
آنکہ از دیوانگی مست دخرام کردہ است ؎	حلقۂ زنجیر از موج شرابم کردہ است
خواستم دست ز صحرائے جنون بردارم ؎	خار دامان بگرفت آبلہ در پا افتاد

شاہ عاجز مارہروی باپ کا نام محمد عاقل اور محمد معظم ان کا اصلی نام تھا محمد زین خان برادر خرد حافظ محمد نظام جیوری مارہروی کے پوتے تھے درویش باکمال و صاحب وجد و حال تھے آغاز شباب مین برہنمونی خضر طالع حلقہ ارادتمندان حضرت صاحب البرکات مارہروی قدس سرہٗ مین داخل ہوئے اور بہ سعی حضرت سید شاہ آل محمد طریقہ باطن کی تعلیم پائی بڑی استقامت کے ساتھ اس راہ دشوار گذار مین قدم رکھا ایک مدت حالت سکر و مدہوشی طاری رہی صحرا و بیابان اور کنج و ویرانہ مین زار و نزار برہنہ و سرشار پھرتے رہے اپنے حال تباہ پر شاد خویش و بیگانہ سے آزاد رہے ؎

تا غمت شد آشنا نا آشنا شد آشنا	آشنا نا آشنا نا آشنا شد آشنا

ایک روز غرقی لنگوٹہ باندھے ہوئے جنگل سے مستانہ وار آکر گوشۂ صحن مسجد خانقاہ مین بظاہر مست و لایعقل اور باطن مین ہوشمند و عاقل بیٹھ گئے حضرت صاحب البرکات نے قریب جاکر فرمایا یہ بھی کلانہ بدون ہیہ ایک مثل ہے جو نٹ بازنٹ بازی کے وقت آپس مین کہا کرتے ہین اس کے سنتے ہی شاہ عاجز مثل مرغ بسمل تڑپنے اور سر پتھر سے پھوڑنے لگے اور بے تاب

ہوگئے اللہ اللہ ۵

سرشوریدہ را آری سرکار اینچنین باید	کہے سنگے بسر گہہ سر بہ سنگے می زند عاشق

بالجملہ بعد ریاضات شاقہ مرشد کی عنایت سے اوس شور وشیون مین سکون ہوا رفتہ رفتہ سلوک مین آئے اور ممتاز بلباس صوفیہ ہوئے حضور مرشدی سے شاہ عاجز خطاب پایا جاروب کشی مزار فایض الانوار حضرت سید عبد الجلیل قدس سرہ جد بزرگوار حضرت صاحب البرکات مین عمر گذاری شجاعت خان افغان نواب محمد خان بنگش کیطرف سے عہدۂ نظامت محال مارہرہ وغیرہ پر ممتاز اور امیر مخیر و بافیض تہا اوس نے مصارف شاہ عاجز کے لئے زمین سیر حاصل اور کچھ نقد یومیہ نذر مقرر کردیا تہا انکو کچھ اسکی پرواہ نہ تہی جملہ تعلقات و تقیدات سے بری تھے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین وفات پائی۔

عظیم الدین بن محمد اعظم باشندہ مارہرہ عمر خان شہید خلف الصدق خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی نسل سے چھٹی پشت مین بزرگ کامل ذاکر و شاغل صاحب دل و اہل معرفت تھے نقل ہے کہ نظام الدین ان کے بیٹے بحیلۂ نوکری کلکتہ مین مقیم تھے کسی نے خباثت یا مضحکہ سے اُن کے مرجانے کی خبر لکھ بھیجی گہر مین ہنگامہ ماتم اور شور وشیون برپا ہوگیا جب رونے پیٹنے کی آواز ان کے کان تک پہونچی کہا خیر تو ہے روتے کیون ہو سبب بیان کیا گیا فرمایا اوس کی مدت عمر مین ابہی تیس برس باقی ہین ہنوز مرگ واویلا کیون کرتے ہو تہوڑے عرصہ مین معلوم ہوگیا خبر غلط تہی وہ بفضلہ تعالیٰ تندرست و زندہ ہین اور بعد اس واقعہ کے ٹہیک تیس برس اور جیئے ان حضرت نے اکیسو بیس برس کی عمر پائی دو فرزند چہوڑے رحیم الدین و نظام الدین یہ دونون مارہرہ سے بانس بریلی جا رہے رحیم الدین کے بیٹے نظام الدین کا ہم اغنیا کی فہرست مین ذکر کرینگے نظام الدین جنکی شادی نواب صواب اندیش خان سیرٹھی کی پرپوتی کے ساتھ ہوئی تہی اون کے فرزندون مین سے تاج الدین سکونت پذیر بریلی رہے اور بصلہ خیر خواہی ایام غدر ۱۸۵۷ء گورنمنٹ انگریزی سے خلعت و انعام پایا انکی وفاداری بہادری و خیرسگالی کے ثبوت مین حکام کے

انگریزی سارٹیفکٹون کا ترجمہ اردو درج ذیل کیا جاتا ہے تاج الدین مراد آباد گھاٹ تیبون کا داروغہ تھا ۲۱ مئی ۱۸۵۷ع کو دو ہزار غازی آئے جن کا سرگردہ بہادر خان رامپوری کوتوالی کا ایک برقنداز تہا میرے مارڈالنے کا ارادہ کرنے کے بعد کالکا سنگھ سپاہی اٹھتیوین رجمنٹ (ان آئی) نے اوس کو مار گرا لیا اور تاج الدین نے اپنی تلوار سے اُس کے گلے پر دو زخم پہونچائے بہادر خان ان زخمون سے بچ گیا اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتک رامپور مین ہے تاج الدین نے اس موقعہ پر بہت اچھی طرح کام کیا مین امید کرتا ہون کہ ہر ایک برٹش حاکم اوس کی قدر کریگا کیونکہ اگر غازیون نے دریا عبور کر لیا ہوتا تو مراد آباد کا شہر لُٹ جاتا اور اس مین شک نہین کہ تمام یوروپین عیسائی مارے جاتے۔ دستخط

جی سی۔ ولسن کمشنر بکار خاص کمپ مراد آباد

۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۸ عیسوی

دیگر سارٹیفکٹ تاج الدین دریائے رام گنگا کی کشتیون کے پل کا مراد آباد مین داروغہ ہے ۲۱ مئی ۱۸۵۷ع جبکہ دو ہزار غازی بہادر خان کے گروہ مین شامل ہو کر مراد آباد پہونچے اور مسٹر کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاج الدین نے سرگروہ کی گردن پر تلوار سے دو زخم پہونچائے جبکہ اٹھتیسوین رجمنٹ کے ایک سپاہی نے اوسکو گرا دیا تہا یہ کام وقت اور موقع کے لحاظ سے بہت تعریف کی لایق ہے اور مسٹر ولسن نے اس کا بہت کچھہ اثر سمجھا۔

دستخط سی۔ بی۔ سانڈرس قایمقام کمشنر

اور حافظ معزالدین و حاجی قمرالدین مقیم میرٹھ ہوئے۔ ضیاء الدین حافظ معزالدین کا پوتا اسوقت علم انگریزی مین قابل ایم۔ اے۔ پاس اور فن ریاضی مین مشاق ہے اور محمد بشیر الدین ابن حاجی قمرالدین بن نظام الدین جس کا سلسلہ نسب ننہیال کی طرف سے نواب خیر اندیش خان تک پہونچتا ہے نہایت ہونہار نیک خیال زمانہ شناس ملک و قوم کی خدمات مین انتہا درجہ کا پرجوش اسی دھن مین اپنی ہستی کو مٹائے عافیت کو برباد کئے ہوئے دیکھنے مین بہت ہی

بے تکلف پر لے درجہ کا سیدھا سادہ پر نہایت ہی آزادہ حُب قومی مین دلدادہ ہر دلعزیز سب کا
پیارا غرض عجیب وغریب شخص ہے نہ اپنے خاندان بلکہ تمام قوم مین اپنے اوصاف خاص
مین عزیز الوجود اور اپنا آپ ہی نظیر ہے باوصف نحافت وقصر قامت پر دماغ بلند خیال عالی
ہمت ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر اس فقرہ کا پورا مصداق گرہ مین کوڑی نہ پیسہ پر بہبود قومی کے
بڑے بڑے کامون کی انجام دہی اور بھاری سے بھاری بوجھ اوٹھا لینے مین نہایت دلیر
(اٹاوہ) مین مسلمان بچون کی تربیت وتعلیم کے لئے ایک مدرسہ تعلیم مذہبی اور انگریزی انٹرنس تک
قومی چندہ سے قایم کیا اُس کے واسطے ایک عالیشان عمارت کی نیو ڈالی جو اپنی
وضع ترکیب نقش ونگار مین عمارات قرطبہ واندلس کی یادگار ہے توکل پر کام چل رہا ہے اور
خوب چل رہا ہے مسلمانون کے افلاس اور مالی حالت کی خرابی جب دیکھتے دیکھتے نرہا گیا ایک
انجمن تجارت موسوم بہ (کمپنی افزایش نسل مویشیان) اٹاوہ کے ضلع مین متفقہ قوت سے قایم
کی پر اتفاقات وقت سے اسی سال قحط پڑ گیا وہی مثل صادق آئی کہ (سر منڈاتے ہی اولے پڑے)
دانہ چارہ میسر نہ آیا مویشی مر گئے کاروبار برہم اور لایا لگایا سب برباد ہو گیا ملک کے نفع کی غرض
سے اہل وطن کو دیسی کپڑے کے استعمال کی طرف توجہ دلائی وباغراض ترقی ساخت اشیاء ہندوستانی
خصوص پارچہ دیسی انجمن معین صنعت ہند کی بنیاد ڈالی اس سے نفع بھی معتد بہ حاصل ہوا اٹاوہ
کے جولاہے جو گزی گاڑھے کے سوا کچھ بننا نجانتے تھے عمدہ عمدہ پوشاکی کپڑے بننے لگے جس کو
شوق سے سب پہنتے اور خرید کرتے ہین دریان بھی اٹاوہ مین ایسی نفیس طیار ہونے لگین کہ نمایشگاہون
مین رکھی جاتی ہین اور انپر انعام ملتا ہے۔ خود ولایت کے دلپسند اور تن زیب کپڑون کا پہننا
قطعی چھوڑ دیا ایک مدت دراز (نجم الاخبار) کا ایڈیٹر رہکر نہایت راستی اور سچی آزادی سے اپنے
فرائض منصبی کو ادا کر کے شہرت عام پائی بعد بند ہو جانے نجم الاخبار کے اپنے ذاتی سرمایہ سے
اخبار البشیر جاری کیا جو نہایت تہذیب ومتانت واعلیٰ درجہ کی علمی واخلاقی وتعلیم قومی وغیرہ
کے عمدہ مضامین سے مملو ہوتا ہے اور اسلامی اخبارات مین نہایت مفخر وقیمتی ہے غرض

قوم کی ذہن مین اس چھوٹے اسکیل کے سید نے وہ کام کئے ہین جو بڑون سے نہین ہو سکتے ماورائے نظم ونثر فارسی اُردو انگریزی زباندانی مین لیاقت اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی رحمۃ اللہ سے شرف بیعت حاصل ہے فکر اچھی خیالات نیک زبان گویا دل قوی ہمت بلند خدا اس ہونہار نوجوان کو صحت وتندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور جمعیت صوری ومعنوی عطا کرے ۱۸۸۵ء عیسوی سال پیدایش ہے خدا کرے کہ کم سے کم ۱۹۵۵ء تک کامیابی کیساتھ اور جیئے۔

شاہ غلام غوث بن ملا محمد رضا ان کے اجداد باشندہ گوالیار تھے شیخ رزق اللہ ان کے پردادا نے بسبب اتحاد برادری مارہرہ مین سکونت اختیار کی شاہ صاحب درویش خوش اوقات تھے استاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین لباس درویشی سے ممتاز ہوئے ہمیشہ مرشد کے حضور مین رہے بڑے عابد زاہد مرتاض صاحب اوراد ووظائف تھے علم دعوت اسماء تکسیر وہندسہ مین کمال مہارت پائی تھی خانقاہ عالی مین جو وارد وصادر ہوتا اوس کی طعام رسانی کیخدمت انہین سے متعلق تھی۔

محمد بہلول خان شہباز خان بن مدا خان ملتانی مارہروی کے پوتے تھے حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے مرید ومستفید ہو کر کسب طریقہ باطن کیا اکابر وقت اور اہل اللہ سے تھے۔

ذکر علمائے شریعت

علامۂ زمان مفتی جمال الدین المخاطب بہ مفتی جمال خان دہلوی

سلطان المحققین شیخ نصیر الدین کے بیٹے اور امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین قدس سرہما کے پوتے تھے اپنے پدر بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی میان لاڈن کے شاگرد اور اپنے وقت کے علما مین سب سے بڑے اور مشہور عالم تھے صاحب منتخب نے علماء عہد اکبری مین ان کا مذکور کیا ہے علوم عقلی ونقلی خصوص فقہ کلام عربیت تفسیر مین کوئی انکا نظیر نہ تھا شرح تلخیص مفتاح

پڑھا کمہ کیا ہے اور (عضدی) کو جو ایک منتہی کتاب ہے چالیس بار اول سے آخر تک درس دیا ہے ہمیشہ افادۂ علوم فرماتے رہے کبھی امراء و سلاطین کے گھر نہیں گئے سب حکام عزت و احترام کرتے تھے اکثر شاگرد اون کے دانشمند و عالم متبحر گذرے ہین عمر ۹۰ برس سے تجاوز ہو گئی تھی ۹۸۴ھ مین رہگراے عالم بقا ہوئے جلال الدین اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کو اسوقت اکیس برس گذرے تھے ہمعنانی عمر طویل بہت سے بادشاہون کا زمانہ دیکھا سلطان سکندر لودی ۱۷ شعبان روز جمعہ ۸۹۴ھ اٹھارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اس ملکی صفات بادشاہ کی تخت نشینی اور اس فرخندہ فال فاضل کی پیدایش کا مبارک زمانہ قریب قریب تھا بادشاہ نے بروز یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۲۸ برس پانچ مہینہ حکمرانی کرکے عالم جاودانی کی سیر کی اسوقت اُن کی عمر کم و بیش تیس سال کی ہوگی جس سے ظاہر ہے کہ کمالات علمی سے بہرہ وافی و فراغ کلی حاصل کر چکے تھے بادشاہ موصوف و ابراہیم لودی و بابر و ہمایون و شیر شاہ و اکبر بادشاہ کیوقت مین دار الخلافت دہلی کے مفتی و محترم بارگاہ سلاطین رہے ۔

صاحب تحفۂ سلیم شاہ کے حالات مین بضمن واقعات شاہ محمد دہلوی لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے اس قضیہ کی تحقیقات کیواسطے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور تھے دہلی روانہ کیا اور فرمان بھیجکر اُسی زمانہ کے اکابر و مشاہیر علماء کو مثل میان حاتم سنبھلی اور میان جمال خان مفتی وغیرہم کے ہر طرف سے بلوایا ۹۵۶ھ کا یہ واقعہ ہے منتخب سے مستنبط ہے کہ شیخ عبد اللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین سکندر لودی کے وقت کے علماء مین بڑے عالم تھے جب ملتان تباہ ہو گیا یہ دونون ہندوستان آئے انہین دونون نے علم معقول کو اس ملک مین رواج دیا پہلے فقط شرح شمسیہ و شرح صحائف کا منطق و کلام مین یہان رواج تھا استادون سے سُنا ہے کہ شیخ عبد اللہ کے شاگردون مین چالیس سے زیادہ عالم متبحر ہو گئے تھے میان لاڈن و میان جمال خان دہلوی بھی اونہین مین سے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونون بھائیون نے منطق و کلام کی تکمیل اپنے کی ہوگی سکندر و شیخ عبد اللہ

کے درس مین اگرچہ کا گوشہ مین بیٹھ جاتا تاکہ طالب علمون کا ہرج نہو جب مولانا فارغ ہوتے سلام کرتا اور پہرون انکی خدمت مین بیٹھا رہتا صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ ملا جمال خان دہلی کے مفتی دانشمندان وقت سے تھے معقول مین تبحر تہا منقول بہی خوب جانتے تھے عمر دراز درس مین مشغول رہے بندۂ آثم **فیض احمد** جامع اوراق ہذا کہتا ہے جس طرح ان کے اسلاف کرام دانائے اسرار شریعت وطریقت تھے اون کے اخلاف متودہ اوصاف بہی ماہر علوم وفنون و معزز روزگار رہے اس انگریزی حکومت تک بہی انکی نسل مین نامی گرامی فاضل موجود تھے چنانچہ اسی سلسلہ مین انکا ذکر کیا جاتا ہے مفتی جمال خان کے بیٹے **مولانا رکن الدین** معقول ومنقول مین عالی پایہ وبلند منزلت تھے جملہ علوم اپنے پدر بزرگوار سے تحصیل کیے پہر قاضی نور اللہ[۵۱] شوستری سے تکمیل کی بعد انتقال پدر دہلی کے مفتی مقرر ہوئے اُن کے بیٹے **شیخ ہاشم المخاطب بہ ہاشم خان** عالم باعمل اور فن سپہگری مین کامل تھے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے وقت مین دو ہزار پانصد ذات و دو ہزار پانصد سوار انکا منصب تہا انکے بیٹے **شیخ سلطان** اون کے بیٹے عبد الغفور خان اونکے بیٹے عبد المجید خان ہوئے ان حضرات کا حال اس سے زیادہ نہین معلوم ہوسکا تینون صاحب عالم بزرگوار اور شاہی عہدہ دار تھے عبد المجید خان کے بیٹے **محمد اعظم الدین خان مخاطب بہ عماد الملک** عالم متبحر اور فقیہ معتبر تھے محی الدین عالمگیر بادشاہ کے اخیر زمانہ مین شاہزادۂ محمد معظم[۵۲] بادشاہ کے پاس لاہور کے قاضی (جج) مقرر ہوئے شاہزادۂ خود فاضل علم دوست وقدردان علما تھا خصوصیت پیدا ہوگئی اخیر مین محمد معظم کو مذہب اثنا عشریہ کی طرف میلان خاطر ہوگیا تہا اور دل سے چاہتا تھا کہ اس مذہب کا رواج ہوجائے اگرچہ زمانہ کی رفتار نے علانیہ برسر محراب ومنبر اوس کے مناسک ادا کرنے کی جرات نہین دلائی

---

۵۱ قاضی نور اللہ شوستر کے رہنے والے سید عالی نسب وعلمائے متکلمین شیعہ سے تھے ہمایون واکبر کے زمانہ مین ہندوستان آئے لاہور کے قاضی مقرر ہوئے عہد جہانگیر ۱۹ھ مین قضا کی ۱۲ ۵۲ محمد معظم ۱۰۵۳ھ مین پیدا ہوا لقب محمد معظم ۔۔ سال ولادت ہی ۱۱۱۸ھ مین تخت پر بیٹھا اور ۱۱۲۴ھ مین مرگیا قطعہ وفات کا یہ آخر شعر ہے شعر

در دو تاتش بے سر و بے پا شدہ	فیض وفضل ونعمت وعدل وکرم

اور نہ خود مختار بادشاہ ہونے کے بعد سلطنت کے جھگڑون اور مرگ کے قضیہ نے اتنی مہلت دی کہ اپنی اس ارادہ پر کامیاب ہو سکتا وہ اس کی چھیڑ چھاڑ اور مباحثہ کیا کرتا تھا اُسی زمانہ مین محمد اعظم الدین خان نے یہ مذہب اختیار کر لیا بادشاہ کے دل مین زیادہ جگہہ ہوئی اقتدار بڑھ گیا صوبہ ملتان اور بعد مین صوبہ لاہور اون کی جاگیر ہوئی پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا منصب پایا اور عماد الملک خطاب ملا اون کی اولاد ہنوز قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد مین بعزت و اعتبار آباد ہے اونمین کثیر ذیعلم و قابل طبیب گذرے ہین پابندی مذہب اثنا عشریہ اینتک اونمین باقی ہے شیخ سلطان بن شیخ ہاشم کے دوسرے بیٹے **شیخ حسام الدین** عالم باعمل مفتی و پرہیزگار عہد شاہجہان بادشاہ مین دہلی کے مفتی تھے اون کے بیٹے **مفتی ابوالبرکات** اولاً دہلی کے مفتی تھے پھر سن [۱] جلوس اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مین دارالخلافہ دہلی کے قاضی (جج) ہو گئے فتاوی عالمگیری کے جمع کرنے مین یہ بھی شریک تھے اور (فتاوی مجمع البرکات) خاص اون کی تصنیف سے قریب آٹھ سو ورق کے حجم کے ایک ضخیم کتاب ہے جو محی الدین عالمگیر کے عہد ہمایون مین تالیف اور نوین ذی الحجہ سنہ ۱۱۰۰ھ کو بمقام دارالخلافہ شاہجہان آباد ختم ہوئے ان کے تفقہ و تبحر علمی کے ثبوت کے لئے یہ فتاوی دلیل کافی و برہان وافی ہے اُن کے بیٹے **مفتی محمد دولت** محمد شاہ [۲] و احمد شاہ [۳] و عالمگیر ثانی [۴] کے عہد مین دہلی کے مفتی جامع فروع و اصول حاوی معقول و منقول و ماہر علم تصوف تھے (تذکرۂ آبحیات) مین میر محمد حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ (خواجہ میر درد) نے درس مثنوی معنوی مولانا روم کا کئی مہینہ انہین سے حاصل کیا تھا ان کے دو بیٹے تھے **مفتی فقیہ الدین** و **مفتی عزیز الدین** دونون عالم عامل و دانشمند کامل عزیز الدین اخیر عہد عالمگیر ثانی [۴] و شاہ عالم [۵] بادشاہ مین دہلی کے مفتی ہوئے ان کی جاگیر پرگنہ میرگنج و

[۱] غرہ محرم سنہ ۱۰۹۹ھ مین پیدا ہوا شعبان سنہ ۱۱۳۱ھ مین تخت پر بیٹھا ربیع الآخر روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۱ھ مین مرا [۲] ... سید روی سے قتل کیا گیا وقت قتل یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تھا [۳] ... [۵] مر انظلم بگشتی طریق وادین بود نہ زیاد شاہی حسن توام مر اداین بود ۱۲ [۴] ... جمادی الاول ... ہجری پیدا ہوا۔ [۵] جمادی الاول ... ہجری تخت نشین ہوا غلام قادر خان نجیب آبادی نے اسے اندھا کر دیا تھا ... مین انتقال کیا ۱۲ –

پرگنہ بھیڑی ضلع بانس بریلی کے سوسو گانون تھے حافظ رحمت خان کے دور حکومت مین سب ضبط ہوگئے بڑی دقّت وخرابی سے موضع (نگریا بھگت) پرگنہ میر گنج وموضع (عمر پور) پرگنہ بھیڑی واگذاشت کیا دہلی مین انتقال ہوا ور مقبرہ مخدوم شیخ سماء الدین جد اعلیٰ اپنے مین مدفون ہوئے

مولوی حاجی ابوالبرکات رکن الدین محمد المعروف بہ تراب علی لکھنوی

بن شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت عالم متبحر وفاضل متورع واقف دقایق علوم عقلی ونقلی کاشف اسرار خفی وجلی جامع برکات منبع حسنات زائر حرمین شریفین فاضل اجل و مشاہیر علمائے عصر سے تھے اُن کی تصنیفات عالیہ اور تالیفات کثیرہ جو یادگار زمانہ ہین اُن کے تبحر علمی اور ملکات فاضلہ کی پوری دلیل ہین (عجالۃ الدقیقہ فی المسائل العقیقہ) اور (قول الصواب فی المسائل الخضاب) دو مختصر وجامع رسالہ فارسی عبارت مین بندہ آثم جامع اوراق ہذا کے پاس موجود ہین اور چھپ کر شایع ہوگئے ہین۔ رسالہ عقیقہ ۱۲۵۶ہجری مین تصنیف ہوا ہے اور قول الصواب بروز دوشنبہ تیسری رجب ۱۲۶۰ھ جبکہ حضرت مصنف حرمین شریفین سے مراجعت فرماکر بندر بمبئی مین تشریف رکھتے تھے معرض تحریر مین آکر رونمائے عالم ہوا۔ مولانا صاحب کی سکونت لکھنو مین تھی جب نادر شاہی ہولئے اور سلطنت مین تباہی آئی علم وہنر کی قدر دانی نہ رہی اس خاندان ذیشان کے کُل اصحاب ونیز دیگر بزرگان قوم دہلی سے جو ایک باغ خزان رسیدہ تھا اُسکو مثل مُرغ گم کردہ آشیان متفرق ہوکر لکھنو۔ امروہہ وغیرہ جا بسے مولانا اباً عن جدٍ حنفی المذہب سُنت والجماعۃ تھے۔

مُلّا ہاشم صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ علوم عقلی ونقلی کے ماہر تھے لیکن افسوس ہے کہ مؤلف موصوف نے امراء علماء حکماء فقراء شعراء وغیرہ عہد شاہنشاہ اکبر کے تفصیلی حالات لکھنے مین کوتاہی کی ہے صرف نام بتادیئے ہین کسی کے نام کے ساتھ نہایت ایجاز واختصار سے چند الفاظ لکھدیئے ہین۔

شیخ نورالدین وشمس الدین خان باشندہ لاہور تھے صاحب طبقات اکبری نے

فہرست علماء عہد جلال الدین اکبر بادشاہ مین انکا شمار کیا ہے۔ **میان احمد خان دہلوی** بزرگان قدیم سے ہین صاحب صولت افغانی نے بضمن حالات نورالدین جہانگیر بادشاہ انکا ذکر کیا ہے اور بلقب فضیلت شعار سلالۃ الابرار یاد کیا ہے انہی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ فن تاریخ مین (اخبار احمدی) انکی یادگار کتاب ہے جسمین جہانگیر کے حالات قلمبند کئے گئے ہین۔

مفتی محمد اکرم خان دارالخلافۃ دہلی کے مفتی و قاضی و حافظ قرآن و نافذ فرمان لشکر حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی تھے فقہ و پابندی شریعت مین انکا جواب نتہا انتہا درجہ کے خوش اخلاق و شگفتہ خاطر تھے بادشاہ کو ان کے ساتھہ خاص عقیدت اور نظر لطف تھی امرار شاہی سب بہ نیاز پیش آتے تھے خصوصًا (خوجہ عنبر) کو جو نہایت منظور نظر شاہی تھا بسبب شاگردی مفتی صاحب کے ساتھہ بہت ہی دلبستگی تھی چنانچہ ایکمرتبہ بادشاہ نے براہ مزاح و لطیفہ فرمایا (مفتی محمد اکرم عنبر را اکبو کردہ) مدت العمر انہین عہدہاے جلیلہ پر ممتاز رہے لشکر شاہی کے ساتھہ اثناء سفر مین انتقال کیا چنانچہ مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری مشہور بہ عالمگیر نامہ مین بذیل واقعات سال ۴۹ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۶ ہجری لکھا ہے کہ شانزدہم رجب سنہ ۴۹ چہل و نہ بعزیمت طرف بہادر گڈھہ پاے اقبال بر تخت آسمان مثال گذاشتند بقیہ این ماہ شعبان در قطع مسافت بسر آمد در اثناء راہ قاضی اکرم خان راہ عدم بمحکمہ فنا کشید در فقاہت و دیانت نظیر نداشت باوجود کبر سن گل شگفتگی از دامان حالش مے ریخت بندگان حضرت از پایہ شناسی فقاہت و مرتبہ سنجی دیانت بعد فوتش بلفظ (اعلم مرحوم) یاد می کردند۔

قاضی محمد یسین اپنے زمانہ کے معظم مقتدا اور مقدس بزرگ (دہول پور) کے قاضی (جج) تھے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خود آن کے مکان پر جاکر انسے ملا اور دیر تک ہمکلام رہا اُن کے کمالات و تقدس سے محظوظ ہوکر شکر خداوندی بجالایا کہ میرے اس وقت مین بہی ایسے ستودہ خصال و پاکیزہ خیال لوگ موجود ہین ؎

آسمان سجدہ برد پیش زمینے کہ درو
یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

قاضی صاحب کے دو بیٹون مین محمد ادیس لاولد رہے محمد دلیر کے تین فرزند ہوئے محمد یسین پہلے بیٹے اُن کے نہایت خلیق و باعظمت وشان تھے نواب خیراندیش خان میرٹھی کی دختر بلند اختر سے اُنکی شادی ہوئی تھی محمد حفیظ اُن کے بیٹے صاحب دانش واقبال تھے مدت العمر (پورنیہ) وغیرہ اکثر محالات شرقی صوبہ بہار کی حکومت پر مامور رہے اور جمعیت واقتدار کے ساتھ بسر کی محمد فرید پسر دوم محمد دلیر نے نسل بسری نہین چھوڑی تیسری فرزند محمد دلیر کے عبد اللطیف تھے اُن کے بیٹے غلام معین الدین روہیلون کے عہد حکومت سے (قصبہ آنولہ) ضلع بدایون مین آرہے تھے اُنکی اولاد اب (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے۔

قاضی عبد الواحد نبیرۂ شیخ عجائب سنبھلی فاضل رئیس سنبھل تھے بعد کسب کمالات وحصول فضائل علمی بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر منصب قضا (قصبہ سورون[۱]) کی سند حاصل کی اور تا آخر عمر دہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن جن بزرگون کے یہ ہمعصر ثابت ہوئے ہین اُس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ مین تھے اونکے خلف ارشد **قاضی محمد امجد** نے استحقاقاً باپ کی جگہہ پائی اور منصب جلیلہ کے کام کو قابلیت وعمدگی سے انجام دیا بہت سی ریاست اور اقتدار پیدا کرلیا تھا اُنکی شادی عمر خان شہید کے قبیلہ مین بمقام مارہرہ ہوئی تھی۔

فضیلت دستگاہ حقایق آگاہ مولوی حافظ محمد نصر اللہ خلف الرشید شیخ ہدایت اللہ ابن محمد خان آٹھ واسطون سے حضرت مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ العزیز کے ساتھ اُنکا سلسلۂ نسب ملتا ہے (مارہرہ) اُنکا مسکن تھا اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی کے مرید اور سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ کی خدمت سے مستفید اور جناب ممدوح کے یاران خاص

---

[۱] سورون قصبہ مارہرہ سے نو کوس جانب شمال گنگا کے کنارہ پر ہنددون کا تیرتھ گاہ ہے بنگال دکن راجپتان کے دور و دراز ملکون سے ہندوستان کے واسطے آتے ہین بڑا میلہ لگتا ہے لاکھون آدمی جمع ہوتے ہین ایٹہ کا ضلع اور اکبرآباد کی کمشنری ہے ۱۲

واصحاب باختصاص سے تھے تزکیہ قلب وتصفیہ باطن وجامعیت علوم واہتمام شریعت و
حفظ اسرار طریقت مین عجیب وغریب شان پائی تہی ابتداے سے علوم کا شوق تہا صغرسنی
کے تعلیم وتربیت کے بعد مولوی محمد باقر و مولوی محمد نجات مشرقی سے علوم عقلی ونقلی کی
تحصیل وتکمیل کر کے تبحر حاصل کیا پھر بالتزام خدمت مرشد سبق باطن مین مشغول ہوئے اخیر
عمر مین کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شوق ہوا اور تہوڑے ہی دنون مین یاد کر لیا پچاس
برس کامل خانقاہ معلی مین درس دیا اور احیاء علوم کیا اکثر فضلاء عصر کو آپ سے تلمذ تھا
قدوۃ العارفین سید شاہ حقانی وزبدۃ الواصلین سید شاہ آل احمد عرف حضرت اچھے صاحب
و سید آل برکات ستہرے صاحب قدس اللہ اسرارہم علوم ظاہری مین آپ کے شاگرد ہین۔
عربی وفارسی مین شیرین رقم اور نہایت زود نگار تھے قریب تین سو جلد ہر علم مین اُن کے
دست وقلم کے لکھے ہوئی کتب خانہ (برکاتیہ) مین موجود تہین اور اس کا فیض اہل مطالعہ
پر جاری تہا اسی طرح تمام عمر درس علوم دینی وافادہ خلق ویاد الہی وطاعت وعبادت وحفظ
اوقات وفیض صحبت حضرت سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ مین جمعیت ظاہری وباطنی کے
ساتھ بسر کی اور عمر گرانمایہ سے خوب حظ اوٹھایا رعب ووقار آپکا غالب تہا امراء سروقد تعظیم دیتے
علماء ومشائخ سب واجب التعظیم سمجھتے اور خویش وبیگانہ بہ ادب پیش آتے تھے ربیع الاول
۱۱۹۵ ہجری بعد نماز عشاء مسجد خانقاہ معلی مین مرض فالج عارض ہوا اوسی مہینہ کی اونیس ۱۹ کو
رحلت فرمائے عالم قدس ہوئے سرسٹھ برس کی عمر پائی (مارہرہ) اپنے وطن اور اپنے اہلان
کے حظیرہ مین دفن کئے گئے جناب سلطان المحبوبین تا ایام حیات شریف ہر تقریب اور ہر موقع پر
مولانا کو بافسوس یاد فرماتے رہے اور چونکہ حضرت نماز پنجگانہ مولانا کے پیچھے پڑہا کرتے تھے اکثر
ارشاد کرتے کہ مولوی کے ساتھ لطف نماز ہے جاتا رہا اللہ اللہ اس مضمون کو جو جانے وہی جانے
حکیم عنایت حسین (مؤلف ریاض احمدی وآثار احمدی وغیرہ) نے جو مولانا کے پوتے تھے
تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے۔

آن مجمع فیض و فضل مولوی نصر اللہ — کو بود بعہد خود امام علما
ناگہ شب ہشتم جمادی الاول — فالج پیدا نمود بعد عشا
آخر ہمان ماہ شب نوزدہم — رحلت فرمود او ازین دار فنا
تاریخ وفات او خرد گفت ز درد — ایوائے ستون علم افتادہ زپائے

مصرعۂ اخیر سے بے کم و کاست سن رحلت نکلتے ہین۔ مولانا نے صرف ایک فرزند رشید چھوڑا۔ **شیخ فتح اللہ** انکا نام تہا نہایت ثقہ متقی پرہیزگار دانشور خوش تدبیر اخلاقمند معزز موقر ذاکر شاغل صاحب مراقبہ مرید حضرت سید شاہ حمزہ و مستفیض خدمت حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی کے تھے اونہون نے بہتر برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول نصف شب ۱۲۳۳ ہجری کو شل بدرعارضہ فالج مین مبتلا ہوکر ناگاہی دل شل صلحا اس جہان سے سفر کیا **تاریخ وفات یہ ہے**

محسن عصر شیخ فتح اللہ — بود کو مرد اہل صدق و یقین
سن ہزار و دو صد و سہ و سی سال — ہم بشہر وفات سرور دین
رفت ناگہ ز تنگنائے جہان — بریاض جنان شگفتہ جبین
دل برآورد نعرہ تاریخش — با صداہائے درد و صوت حزین
از سر گریہ و جزع گفتا — جائے وے باد در بہشت برین

انکے بہی ایک ہی قابل فرزند تھے (حکیم عنایت حسین) جنکا ذکر خیر اطباء کی جماعت مین کیا جائے گا جامع مختصر ہذا کا پانچوین پشت مین مولانا کے ساتھ سلسلہ ملتا ہے۔

ماہر علوم خفی و جلی **مولوی بزرگ علی** بن حسن علی ساکن مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے دسوین پشت مین فاضل اجل و عالم اکمل تھے ہر فن مین کمال حاصل تھا ریاضی اعلیٰ درجہ کے جانتے تھے تقریر موثر و دلپذیر تھی بیان ایسا دل نشین و خاطر نشان اور بات کہنے و وعظ و پند کا وہ دلفریب ڈہنگ تہا کہ سننے والون پر جادو کا اثر رکہتا تھا کوئی بات کیسی ہی

خلاف طبع کیون نہو ممکن نتہا کہ آپ فرمائین اور بانی نجائے ورع خلق تواضع وقار متانت تہذیب فکر تدبر دانش حکمت مآل اندیشی زمانہ شناسی ادا فہمی جو چاہو سب ذات مبارک مین جمع تھا ابتداءً وطن مین کچہہ پڑہا پہر بطور طلبہ شوق علم مین بحکم فانتشروا فی الارض سیر وسیاحت کی اور بڑے بڑے فاضل لکھنؤ وکلکتہ سے تحصیل وتکمیل جمیع فنون کر کے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رح کی خدمت بابرکت سے سند حدیث لیکر فاتحہ فراغ پڑہا اور ہندوستان کے نامور علماء مین ہوئے کچہہ دنون بلدۂ اکبرآباد مین رہکر درس فرمایا اُن کے شاگرد اکثر دانشمند گذرے ہین ایک عالم ان کے فیض علمی سے سیراب ہے مولوی عبد الجلیل کولوی اور مفتی عنایت احمد مشاہیر علمائے نے انہین کے سامنے زانوی سبق خوانی طے کیا تہا انگریزون کے طبقہ مین بہی ان کے شاگردون کی ایک جماعت کثیر تہی ہرچند کہ مولانا کے شاگردون مین سے اسوقت کوئی زندہ نہین رہا۔ الا شاگردون کے شاگرد اور اُن کے شاگرد صدہا علماء موجود ہین جناب مولوی لطف اللہ صاحب مفتی عدالت العالیہ نظام حیدرآباد دکن مفتی عنایت احمد کے ارشد تلامذہ مین سے ہین اُن کے شاگردون سے پنجاب بنگالہ وغیرہ تمام ہندوستان بہرا پڑا ہے اور اون سب کی نسبت مولانا مرحوم تک پہنچتی ہے۔ مولانا نے ملازمت کے سلسلہ مین اولاً باصرار حکام انگلشیہ جنکو آپ کے ساتہہ خصوصیت تھی عہدۂ جلیلہ منصفی کول علیگڈہ پر چندے قیام فرمایا اوسکو اپنی حالت کے مناسب نہ سمجہہ کر بخوشی خود چہوڑ دیا حکام نے نہایت افسوس کے ساتہہ استعفا لیا۔ نواب وزیر الدولہ والی ٹونک نے بہ تمنا تمام اپنی ریاست مین قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دی اور قاضی القضات مقرر کیا عمر گرانمایہ نہایت عظمت ووقعت وخیر وبرکت سے بسر کر کے گیارہوین شوال ۱۲۶۱ ہجری مین بمقام (ٹونک) انتقال کیا وہین مدفون ہوئے مصرعہ رحمت یزدان بروح وے شود۔ تاریخ وفات ہے کتاب عجالہ نافعہ واثبات الحق تردید ومباحث مذاہب نصاریٰ مین بلغت فارسی نہایت فصیح و بلیغ مولانا کی یادگار ہے شعر گوئی آپ کے اوصاف مین شمار کرنا گستاخی اور آپ کے مراتب اعلیٰ

کی تحقیر ہے الاعفوان شباب و آغازِ شعور مین کسب فضایل علمی سے پہلے بوجہ موزونی طبیعت جو کچھہ آپ نے فرمایا ہے ہم اُس مین سے چند اشعار تفریح خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کرتے ہین۔ وہو ہذا

بدل سوز و بلب آہ و بچشم زاری آیم — باین وارفتگی از کوچۂ دلداری آیم
مسیحے کز دمِ جان بخش او صد مردہ جان یابد — من خونین جگر از کوئے او بیماری آیم
بکف تیغ و بسر دستار گلگون بستہ می آید — پئے قتلِ گدایین عاشقِ دلخستہ مے آید
مرا آن جنتِ رخسار و آن چاہِ زنخدان بس — تو با خود دار اے رضوان بہشت و کوثرِ خود را
باہلِ مدرسہ از من سلام این و دستارکے — آب تاک خواہم پاک شستن دفترِ خود را
گر جلوۂ او عام کند پردہ دری را — در شیشہ چو مے جوش دہد عشوہ گری را
چون نور نظر جلوہ طراز است بچشمم — دلدارِ من آما چکنم بے بصری را
شوق یادِ غیرے در خاطرِ ما بگذرد — اینکہ در یادِ کسے از خود فراموشیم ما
تنے صبر ماند بر جا اکنون نہ تاب مارا — اے بیمروت آخر یکرہ بیاب مارا
از بس عزیز بودم در چشم مردم اے شوق — بخاک ریخت عزت چشم پُر آب مارا
در بیکسے کجا ز کسان چشم ہمدمے — کز ضعف نالہ نیز نشد ہمنفس مرا
تیسانِ شعلہ بگذر گرم از خاکِ مزارِ من — مدہ برباد ظالم مفت این مشتِ غبارِ من
یاران من غیر را پرسید و جان دادم ز رشک — زہرِ قاتل شد یکا ہم شہدِ گفتارِ کسے
باش خوش ایدل کہ روزی مہربان خواہند شد — از برائے امتحانم ہست آزارِ کسے

غزل

من دادہ دل در عشقِ تو تو دلستانِ کیستی — اے تو مرا آرامِ جان آرامِ جانِ کیستی
من ماندہ بے تاب و توان تو بیخبر غافل ازان — اے مایۂ تاب و توان تاب و توانِ کیستی
من جان بغم انداختہ در عشقِ تو دل باختہ — تو قدرِ من نشناختہ تا قدردانِ کیستی
از من ہمہ مہر و وفا از تو ہمہ جور و جفا — تا ان اے وفا دشمن بگو از دوستانِ کیستی

جا در دل اندوہگین کردی سہر جا یت ہمین
تا قد بناز فراختی خلقے ز پا انداختی

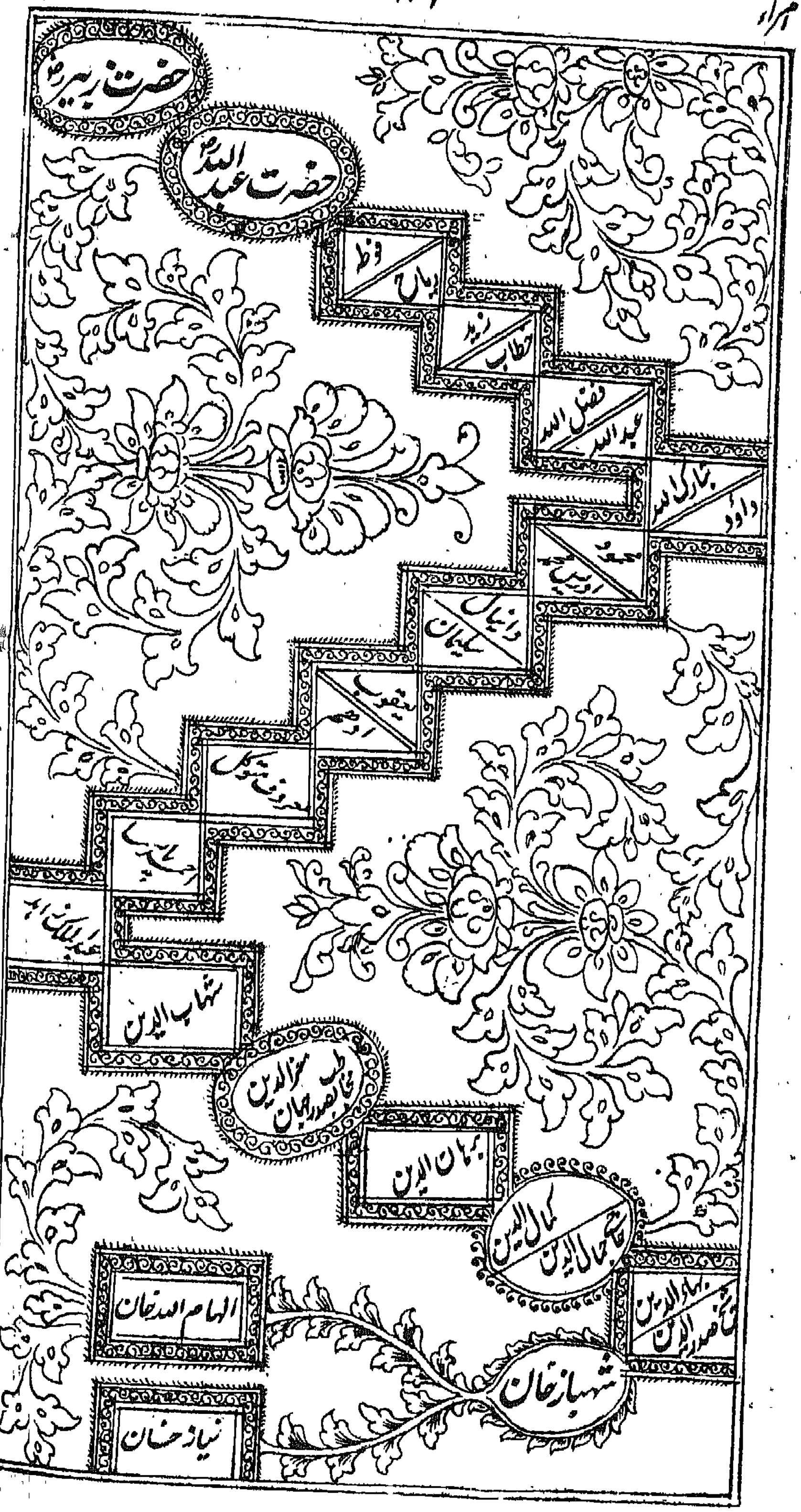
ہان اے خدنگ دلنشین گو از کمان کیستی
اے سرو بس خوش خاستی از بوستان کیستی

می خیزدت شوق از دہن از شہد شیرین تر سخن
اے طوطی شکر شکن شیرین بیان کیستی

مولانا صاحب کے ایک ہی فرزند رشید تھے **مولوی محمد صدیق** انکا نام تہا علوم عقلی ونقلی پر عبور کلی تہا ہندسہ ونجوم اچھا جانتے تھے تعبیر خواب مین بہی خوب ذہن لڑتا تھا وجیہہ وتین ومقدس شخص تھے کم سخنی داخل عادت تہی تاہم جو لفظ زبان سے نکلتا تھا فصاحت وبلاغت کے سانچہ مین ڈہلا ہوتا تہا دار الریاست (ٹونک) مین عہدۂ قضا وافتا پر ممتاز رہے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۲ ہجری بارہ سو بانوے کو مثل پدر بزرگوار اسی دیار مین رحلت کی انکی اولاد (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے محمد عمر فرزند اکبر انکی ریاست (بہرتپور) مین تیس برس سررشتہ نظامت رہے تدین انکا مشہور تہا راجہ بنظر عنایت دیکھتے اور حکام عزت کرتے تھے اب پنشن پاتے ہین حرمین الشریفین کی زیارت سے شرفیاب ہین۔

ذکر امراء واغنیاء

عمدة الملک نظام الدین شہباز خان اصلی نام شہر اللہ اور عمدة الملک نظام الدین شہباز خان خطاب تہا لاہور کے رہنے والے تھے سلسلۂ نسب چہبیس ۲۶ واسطون سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ (دیکھو صفحہ ۸۶ پر)


حضرت زبیرؓ
حضرت عبداللہؓ
ریاح
زید
خطاب
فضل اللہ
عبداللہ
مبارک اللہ
داؤد
دانیال
سلیمان
یعقوب
ابراہیم
شہاب الدین
معزالدین
قاضی صدر جہان
برہان الدین
کمال الدین
حاجی جمال الدین
بہاؤالدین
شیخ صدرالدین
الہام اللہ خان
شہباز خان
نیاز خان

آبا و اجداد ان کے اکابر وقت سے تھے حاجی جمال الدین جد اعلیٰ عرب سے وارد ہند ہوئے
بیت اللہ مین سند حدیث میر حسین محدث رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور میر علی[1] ہجویری کی
خدمت مین پہنچکر مستفید ہوے وہان سے قصبہ جال جو کوہ جودی کے نیچے واقع ہے پہونچے
پھر ہندوستان کے شوق مین چلدیے اور دار الامان ملتان مین آئے مخدوم العالمین
شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین[2] ذکریا قریشی سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کا ہنگامہ ارشاد
وہان گرم تھا شیخ کی صحبت مین رہے اور مرید و مستفیض ہوئے۔ حسب تجویز شیخ اپنی قوم
و قبیلۂ عرب مین جو پہلے سے وہان سکونت پذیر تھے تاہل و توطن کیا تمام عمر درس فقہ و حدیث
و طاعت و عبادت الٰہی و افادہ خلق مین بسر کی ایکسو اٹھارہ برس کی عمر کے بعد عالم ملکوت
کو رحلت فرمائی۔

---

[1] ہجویر بضم ہا و فتح جیم ایک موضع ہے نواح غزنین مین میر علی بن عثمان ہجویری کی کنیت ابو الحسن ہے بڑے
عالم عارف محقق مدقق صاحب تصانیف ہین کتاب کشف المحجوب انکی مشہور تصانیف مین تصوف کے دقائق و حقائق سے
مملو ہے ہجویری دار السلطنت لاہور مین آکر سکونت کی وہین مزار ہے شیخ ابو الفضل ختلی کے مرید تھے حنفی مذہب تھا فرماتے ہین
ایکرات رسول خدا کو مینے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کو بغل مین لئے ہوئے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے
فرمایا ابو حنیفہ تیرے دیار کا امام مین اسوقت سے سمجھتا ہون کہ مذہب حنفی اس دیار سے تا قیامت نجائیگا [2] مخدوم
بہاء الدین ذکریا بن وجیہ الدین محمد بن کمال الدین علیشاہ قریشی اسدی ۵۶۵ھ مین بمقام کوٹ کرور ملتان پیدا ہوئے
خردسالی مین سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا شروع سے دانش آموزی کیطرف متوجہ ہوئے بچپن مین ساتون قرأت کیساتھ
قرآن شریف یاد کیا تحصیل علوم کے واسطے ایران توران عرب عجم کی سیر کی چارسو چالیس استادان فن کیخدمت کی
اور بہت سے اکابر اولیا کی صحبت سے مستفیض ہوئے پایۂ اجتہاد پایا بعد فراغ علم پندرہ برس درس و افادہ خلق مین
مشغول رہے ہر روز ستر علما و فضلا آپسے استفادہ کرتے تھے پھر حج کو گئے پانچ سال حرمین مین رہے کمال الدین محمد یمنی سے
اجازت حدیث لی وہان سے زیارت انبیا کے لئے بیت المقدس جاکر بغداد پہونچے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر
سہروردی سے حسب ارشاد رسول مقبول خرقۂ خلافت پاکر سات روز کے صحبت کے بعد رخصت ہوکر ملتان آئے وہان کے
اکابر نے کاسۂ پر شیر بھیجا غرض یہ کہ شہر مشائخ سے بھرا ہے دوسرے کی گنجایش نہین آپنے اوسپر پھول رکھکر واپس کر دیا یعنے بمثل
اس پھول کے ہونگا آخر سبنے اطاعت کی ساتوین صفر روز پنجشنبہ بعد فراغ نماز ظہر ۶۶۶ھ آپ اپنے حجرہ مین تھے ایک پیر نورانی نامہ سربمہر
لایا اور شیخ صدر الدین عارف کے ہاتھ بھیجا آپنے پڑھا اور واصل بحق ہوگئے حجرہ کے چارون گوشون سے آواز آنے لگی (دوست بدوست پیوست)
[illegible]

صاحب مآثر الامرا لکھتے ہین کہ حاجی جمال شہباز خان کے جدِ ششم مخدوم بہاءالدین ذکریا کے مرید تھے ایک درویش نے مخدوم صاحب سے سوال کیا کہ برلے خدا ہر پیغمبر کے نام پر مجکو ایک اشرفی دیجیے مخدوم صاحب کو تامل و تفکر ہوا پیغمبرون کی شمار لاکھون تک ہے نہ اُس کا سوال پورا کر سکتے تھے نہ خدا کی دوستی کیواسطے ٹالنے سے ایسے شیخ وقت اور صوفی واصل بحق کو بیساختہ انکار کا محل تھا حاجی صاحب نے عرض کیا فقیر کو میرے ساتھ کیجئے مین اوس کی خواہش پوری کردونگا اور حسب اجازت پیر فقیر کو اپنے گہر لاکر کہا نام ایک ایک پیغمبر کا اپنی زبان سے کہتے جاؤ اور ہر اسم ایک اشرفی لیتے جاؤ درویش دس بیس پیغمبرون کے نام اور اشرفیان لیکر ساکت رہا اور معترف بعجز ہوکر بخوشی رخصت ہوا حضرت مخدوم اس عاقلانہ تدبیر کو سنکر اُن کی دانائی سے نہایت محظوظ ہوئے اور دعا دی کہ تم مین کوئی خفیف العقل نہو چنانچہ اکثر اس فرقہ کے آدمی ہندوستان مین حدت ذہن اور ہوشمندی کے ساتھ مشہور و معروف ہین **نقل** حاجی صاحب کے اخلاف سب اہل علم و فضل تھے بمرور زمانہ و اتفاقات اوقات ملتان سے اوٹھکر لاہور و دہلی مین متوطن ہوئے اور بزرگی کے ساتھ شہرت پائی تاآنکہ شہباز خان کا زمانہ آیا اور اُسے نعمت باطنی جو انکا موروثی حصہ تہا دولت و امارت ظاہری پر بھی انہون نے کامل عروج پایا اکبری دربار کے رکن اعظم اور بڑی بہادر فاتح و نامور سپہسالار تھے **سلسلہ ملازمت و امارت و اقتدار و اعتبار** مآثر الامرا مین ہے کہ ابتدا گو طریق اپنے آباء کرام کے زہد و طاعت مین بسر کرتے رہے پہر اکبر بادشاہ کی نوکری کرلی پہلے کوتوال آسے متعلق مقرر ہوئے مقدمات و معاملات ایسی احتیاط تدین ہوشیاری و شایستگی کے ساتھ طے کئے کہ منظور نظر حضرت عرش آشیان (جلال الدین اکبر) ہوگئے تہوڑی ہی مدت مین صدی منصب سے مرتبہ امارت پر پہونچگئے میر توزکی کیخدمت پائی سولہوین سال جلوس اکبر بادشاہ مین لشکر خان میر بخشی و میر عرضی وغیرہ اپنے منصب سے معزول ہوا اوس کے مناصب شہباز خان کو دئے گئے اور منتخب التواریخ مین ہے کہ سال ۹۸۱ھ مین شہر الله کنبوی لاہوری کو شہباز خانی کا خطاب عنایت کرکے میر بخشی کیا اور یہ سجع اُس کی مُہر کا مقرر ہوا سجع

بہ یمن عنایات صاحبقرانی	رسیدم ز خدمت بہ شہبازخانی

صاحب طبقات اکبری فہرست اسماء امراء کبار مین لکھتا ہے شہباز خان کنبو از امراء دوہزاریست و امروز حکومت بخشی گری مالوہ دارد۔ پہر رفتہ رفتہ چہار ہزاری و پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوئے اور اکثر مہمون مین سپہ سالار رہے۔

رسم داغ و تقرر کروریان امرا بسبب اسراف بیجا فوج بہرتی کرنے مین کوتاہی کرتے تھے وقت پر آزمودہ کار سپاہیون کا ملنا دشوار ہوتا تھا اور ملک امراء کی جاگیرون مین تقسیم تہا اسی سال ۱۸ الٰہی ۹۸۱ھ اکبر پٹنی کی مہم پر گیا امرا کی فوجین بدحال اور سپاہ بے سامان دیکھی جب وہان سے پہرا شہباز خان نے داغ کی تحریک کی اوس کی رائے کے موافق آئین داغ پر عملدرآمد شروع ہوا رسم داغ جاری ہوئی اور تمام ملک مین کروری مقرر ہوئے۔

۱۷ الٰہی ۲۰ صفر ۹۸۰ھ اکبر بعزم تسخیر گجرات روانہ ہوا امراء گجرات بوسیلۂ ارکان دولت بضرورت سرانجام کارہائے خود دو تین روز کی رخصت لیگئی اختیار الملک جو عمدہ امراء گجرات مین سے تھا چارشنبہ ۳ شعبان موقعہ پاکر احمدنگر (ایدر) کی طرف بہاگ گیا بادشاہ کو امراء گجرات پر اعتماد نہ رہا لہٰذا اعتماد خان کو شہباز خان کے حوالہ کیا جب اکبر نے براہ دریا دیار مشرقی کا سفر کیا ابو الفضل صفحہ ۴۳ جلد دویم اکبرنامہ مین لکھتا ہے کہ علاوہ شاہزادہائے والاگوہر و مخدرات کے مشاہیر مقربان بساط حضور مین جو سعادت ہمراہی کی خصوصیت رکھتے تھے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ شہباز خان کنبو۔ حکیم عین الملک صادق خان۔ راجہ مان سنگہ وغیرہ۔

دار الخلافت کی حفاظت واردوئے معلیٰ کی حکومت جب اکبر مرزا محمد حکیم اپنے چہوٹے بہائی کے فتنہ و آشوب دفع کرنے کے لئے کابل گیا شہباز خان بنگالہ و بہار مین معصوم خان کو شکست فاش دیکر اُس ملک کو باغیون سے صاف کرچکا تہا اور حسب الحکم شاہی آگرہ پہونچکر بادشاہ کی غیبت مین دار السلطنت کی حفاظت پر مامور و مصروف رہا چہبیسوین (۲۶) سال

سال جلوس مین بادشاہ نے مراجعت کی شہباز خان شرفیاب ملازمت ہوکر مورد مراحم خسروانہ ہوا سفر کشمیر مین شہباز خان بادشاہ کے ہمراہ تھا بادشاہ نے تمام فوج اور اُردوے معلی کو کشمیر کے باہر چھوڑا شہباز خان کو کل اُردوے معلی پر بہ نیابت خود حاکم کیا نواب نے دروازہ کشمیر پر قبضہ رکھا یہ امر کمال اعتماد پر مبنی تھا کشمیر سے مراجعت کیوقت (ملک سواد) کی فتح کے لئے شہباز خان کو روانہ کیا جس کو اُس نے جاتے جاتے مسخر و مفتوح کرلیا۔

اکبر نامہ مین ہے کہ سال ۲۷ جلوس روز یکشنبہ ۱۵ صفر سنہ ۹۹۰ ہجری بتقریب نوروز بڑا جشن ہوا بہت سی بردے آزاد کئے گئے اکبر نے حکم دیا کہ ہر ایک امیر درباری عمدہ عمدہ رفاہ خلائق کی تجویزین عرض کری چنانچہ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ نے عرض کیا حکام ملک کو حکم دیا جاوے کہ قتل ملزمان مین دلیری وجلدی نکیا کرین تا گاہے کہ حضور مین اطلاع نہو کیونکہ ہر شخص مین انجام بینی اور بے غرضی نہین ہوتی راجہ ٹودرمل نے التماس کیا کہ جسطرح ہر روز بارگاہ دولت مین طرح طرح کی خیرات ہوتی ہے امرا بھی ہفتہ یا مہینہ یا سال مین تہیدستون کے حال پر التفات کیا کرین مرزا یوسف خان نے شہر و قصبات سے روزنامچہ سوانحات کا آنا شہباز خان نے واسطے آسایش متردین و مسافرین کے تمام قلمرو کے گذرگاہون پر سراؤن کا آباد کرنا حکیم ابوالفتح نے دارالشفا کی بنیاد وعلیٰ ہذا القیاس راجہ بیربر و شیخ جمال و فیضی و ابوالفضل نے جاسوس اور نرخ اشیا وغیرہ مقرر کرنے کی تجویزین پیش کین۔

سال ۲۷ جلوس مین اکبر کو خبر لگی کہ خرید و فروخت اشیا مین حریص لوگ دست طمع دراز کر کے سوداگرون کو نقصان پہونچاتے ہین لہذا بحسب قابلیت و استعداد امرا معتمد کو جدا گانہ ہر جنس کی نگرانی کے واسطے نامزد و مقرر فرمایا۔ چنانچہ مرزا جان خانخانان کو دیدبانی اسپ راجہ ٹوڈرمل کو فیل زین خان کوکہ کو غلہ۔ صادق خان کو میوہ و شیرینی۔ اعتماد خان گجراتی کو زر و سیم مخصوص خان کو نمک حکیم ابوالفتح کو عقاقیر (ادویات ۱۲) راجہ بیربر کو آہک یعنی چونہ غازی خان بدخشی

کو ہٹیر بکری نقیب خان کو عطریات ابوالفضل کو پشمینہ اور شہباز خان کو جواہرات کی نگرانی سپرد کیگئی وقس علیٰ ہذا۔

سال ۲۸ جلوس مین ہر کام کا انصرام واہتمام امراء کبار و شاہزادگان والاتبار کو تفویض ہوا۔ انتظام بزم کتخدائی وولادت وغیرہ سلطان سلیم کے متعلق ہوا مرزا جان خانخانان و شیخ فیضی و فتح اللہ اُن کے مددگار ہوئے امور مذہبی وغیرہ کی خبرگیری سلطان دانیال کے سپرد ہوئی غازی خان بدخشی ورلے سرحبن وابوالفضل اون کے بیشیدرست کئے گئے۔ اسی قسم کے بعض کارخانو نکا شاہزادہ سلطان مراد سے تعلق ہوا اسے سال درباری وکرم اللہ خان کنبو برادر خرد شہباز خان وخواجہ عبداللہ شیرین رقم ومحمد علی اُن کے پیشکار کئے گئے وظائف وخیرات سلطان خواجہ و حکیم ابوالفتح ومیر ابوتراب کے سپرد ہوا آگہی سپاہ وقرار داد علوفہ شہباز خان وجعفر بیگ وعلی دوست خان کے اختیار مین دیا گیا وعلی ہذا القیاس دیگر انتظامات اور امرا کے تعلق کئے گئے۔

محرم سنہ ۹۸۹ھ مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم حسب طلب معصوم خان فرنخودی تسخیر ہندوستان کو آتا ہے اور شادمان نامی اُس کا ایک نوکر اٹک کو اتر آیا ہے اکبر فتحپور سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرآباد مین جو فتحپور سے پندرہ کوس ہی پہنچا شہباز خان کی فتح عظیم پانے اور معصوم خان فرنخودی کو آوارہ دشت ادبار کرنے ڈیڑھ سو ہاتھی اور بہت سامال واسباب ہاتھ آنے و معصوم خان کے اہل وعیال گرفتار ہو جانے کی خبر پہونچی اس فتح نمایان کی بڑی خوشی ہوئی اور فال نیک سمجھی گئی شہباز خان کے نام فرمان عنایت اقتران بھیجا گیا اور معصوم خان کے اہل وعیال کی حفاظت کی ہدایت کی گئی بادشاہ کے ایام غیبت مین دکرہی (نام مقام در گجرات ۱۲) سے (پنجاب) تک تمام ملک شہباز خان کے زیر حکومت تھا اُس کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جو منصب چاہتا دیتا تھا جب اکبر پایۂ تخت مین داخل ہوا شہباز خان نے بڑے کر و فر سے ملازمت حاصل کی اکبر نے اوس سے پوچھا کہ تمکو بید ریغ مناصب کے دینے مین کیون ایسی جرأت ہوئی اُس نے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح

دلاسا نگرتا تو سب بلکلیہم باغی ہو جاتے اب آپکا ملک ہے اور آپ کی فوج ہے جس کسی کو جو منصب چاہیئے دیجیئے اور جس سے چاہئے نکال لیجئے۔

سیر کشمیر سے فارغ ہو کر ستائیسوین رمضان ۹۹۷ھ ہجری کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر (دیکھگی) کے راستے قلعہ اٹک کی طرف روانہ ہوا جب اٹک پہنچا یوسف زیّون کا فتنہ باقی تہا شہباز خان اس سیر و سیاحت مین رفیق طریق تہا اسی منزل سے اس فتنہ و آشوب کے دفع کرنے کے لئے اُس کو نامزد فرمایا راجہ ٹوڈرمل و راجہ بھگوانداس امیرالامراء جو لاہور مین رہ گئے تھے ۹۹۸ھ مین اونہون نے انتقال کیا کسی نے یہ تاریخ وفات لکھی ہے ؎

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم
چون رفت سوئے دوزخ خلقے شدند خرّم
تاریخ رفتنش را از پیرِ عقل جُستم
خوش گفت پیر دانا وے رفت در جہنّم

۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری اڑتیسوین سال جلوس مین اکبر نے مرزا شاہرخ ابن مرزا ابراہیم کو جو اکبر کے چچا کا بیٹا تہا حکومت مالوہ عنایت کی بغرض انتظام شہباز خان کو اُس کا وکیل اور نایب مقرر کیا۔ ماورائے ان واقعات اور واردات کے کہ مختصراً بطور مشتے نمونہ از خروارے لکہے گئے مین شہنشاہ اکبر نے صوبہ داری مالوہ اوسکو تفویض کر کے جو فرمان اُس کے نام لکہا ہے اور رقعات دفتر اول ابوالفضل مطبوعہ مطبع حاجی محمد حسین واقعہ کانپور ۱۷ جمادی الاول سنہ ۱۲۶۹ ہجری کے صفحہ ۴۴ مین اس سرخی سے درج ہے (فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبو) شہباز خان کے رشد و اقبال رفعت قدر و قابلیت ملک داری اور اکبر جیسے شاہنشاہ دانشور کے دل مین اُس کی جس قدر جگہہ تہی اُس سے اُس کا اندازہ ہوسکتا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے ہم اوس کو اوسی کی عبارت مین یہان درج کرتے ہین۔

فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبوہ چون پیش نہاد ہمت اعتدال گزین و نیت معدلت آئین این نیاز مند درگاہ بے نیاز از ابتدائے جلوس بر اورنگ شاہنشاہی

واستظلال بجیر و الای ظل الهی آنست که جمیع سکنه رعایا و سایر خلائق برایا که بدایع ودایع ازلی و
شرائف امانت ایزدی اند جل جناب کبریائه در ظلال عدل و افضال آزاده خاطر و آسوده حال بوده
در وظایف شکر خدا که موجب ازدیاد نعمت و استدامت سعادت ست رطب اللسان و عذب البیان
باشند المنة لله که روز بروز صورت این معنی از مکامن قوة بمواطن فعل بر حسب دلخواه ظهور نموده و
همواره امرای اخلاص منش و حکام عدالت نژاد که نقد معاملات ایشان بر محک قبول اشرف رسیده
در جمیع اطراف و اقطار ممالک محروسه بر شاهراه اعتدال سلوک نموده داد دادگستری میدهند و بمیامن
خدمات پسندیده منظور نظرات تربیت و ترقی گشته بمدارج عالیه و مراتب سامیه ارتقا و اعتلا می نمایند
و چون سیفت عبودیت و خدمتگاری و نسبت دولت خواهی و جانسپاری عمدة الملک رکن السلطنة
العلیه موتمن الدولة البهیه مستشار المملکة الخاقانیه مقرب الحضرة السلطانیه وافر الاعتماد کامل الاعتقاد
مورد العنایة والاحسان **نظام الدین شهباز خان** که خانزادان بساط اقدس و پروردهٔ
نظرهای خاص الخاص ست و از مبادی ملازمت تا غایت هر خدمتی که بدو تفویض فرمودیم بنوعی
که مرضی خاطر ارفع اشرف بوده بتقدیم رسانیده از محض راستی و درستی بسعادتهای روزبروز متساعدا
درین ولا بموجب فرط عنایت و کمال التفات حکم فرمودیم که حکومت و حراست و انتظام رتق و فتق
و قبض و بسط و تمامی کاروبار ملکی و مالی صوبه مالوه که خلاصه ممالک دلکشاست از مهام معاملات
و مهمات جاگیرداران و زمینداران تمام و کمال بطریق استقلال بعمدة الملک مشار الیه مقرر و مفوض باشد
که در معموری آن بلاد و امصار و تکثیر زراعت و محصول و تعمیر مواضع و مزارع و محافظت سپاهیان
و مرمت شکسته و رعایت خواطر رعایا و قمع و قلع مفسدان و استیصال متمردان و تقویت ضعیفان
و تنبیه ظالمان و تائید مظلومان و جبر منکسران مساعی جمیله بروجه اکمل و اتم نماید و چنان کند که
علوفه سپاهیان و همراه و تابینان ارباب مناصب بنوعی که بنام بنام بدرگاه والا قرار یافته موافق
حال حاصل بلا قصور واصل شده باشد باید که امرای عظام و سایر جاگیرداران و کروریان و زمینداران

آن صوبہ عمدۃ الملک مشارالیہ را صاحب صوبہ بالاستقلال دانستہ از صلاح و صوابدید او کہ ہر آنچہ
موافق حساب و مطابق قانون ابد مقرون خواہد بود بیرون نرودندو ہرگاہ طلب نماید جاربلجا بے
شائبہ تاخیر و اہمال حاضر شوند و نیز حکم جہان مطاع شرف نفاذ یافت کہ ہر کس کہ بصلاح و استصواب (یعنی شتاب ۱۲)
آن عمدۃ الملک عمل نکند محال جاگیر او را تغیر دادہ بدرگاہ معلی عرضداشت نماید تا دیگرے از
مخلصان عقیدہ علیہ بجائے او نصب فرمائیم کہ انتظام سلسلۂ جہانبانی و استحکام رابطہ عالم آرائے (آستانہ ۱۲)
باین امور منسلک و منتظم ست و ہمچنین در جمیع ضوابط و قوانین بادشاہی و اوامر و احکام جہانداری
کہ ہر یکے اساس بنیان سلطنت و رکن قصر خلافت ست ثابت قدم بودہ در اشاعت و اعلائے (ستون ۱۲)
آن آداب الٰہی کمال اہتمام لازم داند و خاطر الہام مورد را متوجہ احوال سعادت قرین خود دانستہ
ہمیشہ امیدوار الطاف گوناگون و عنایات روز افزون باشد چون مراکب انجم ثواقب شاہنشاہی
درین نزدیکے بہ تسخیر دکن متوجہ است چہ والیان آنجا سالک مسالک غفلت بودہ دست تعدی ربا
ستم کشادہ اند و نیز قدر عنایت بادشاہی ندانستہ در لوازم اطاعت اہتمام ندارند باید کہ آن رکن السلطنت
بزودے بآن صوبہ رفتہ سرانجام آن لشکر بنوعے نماید کہ موجب تحسین و آفرین گردد چون رایات
اقبال بشکار گوالیار نہضت فرماید آن رکن السلطنت را با جمیع جاگیرداران صوبہ مالوہ حکم قضا امضا
خواہد شد کہ پیشتر در ملک دکن رفتہ غمخواری آن ملک نماید و در آسودگی و رفاہت جمہور سکنہ و یار
دکن از سپاہی و رعیت مساعی جمیلہ بظہور آرد و ہر کس از روے عقیدت پیش از اضطرار روے نیاز
بدرگاہ آوردہ او را بعواطف ظل الٰہی امیدوار سازد کہ ذات مقدس ما مظہر عفو و لطف ست انتہی۔

شہباز خان کے باغ مین بادشاہ کا سیر کو جانا بروز جشن سال ۲۰ جلوس شہر
یار آگاہ دل گل گشت کیواسطے شہباز خان کے باغ مین تشریف لیگئے چونکہ شہباز خان اس وقت
مین کارہائے عمدہ کر رہے تھے اس طرح اون کی عزت افزائی فرمائی گئی۔

فتوحات ملکی اور جنگی کارنامے اُن کے فتوحات اور جنگی کارروائیون کا سلسلہ الیا

وسیع ہے کہ اس مختصر مین تفصیلاً اُس کے لکھنے کی گنجایش نہین جو صاحب شایق ہون مطولات
مین مثل مآثرالامراء وغیرہ ملاحظہ فرمائین مجملاً یہ ہے کہ جونپور۔ بنگالہ۔ بہار۔ اودہ۔ اجمیر۔ اودیپور
جودہپور۔ دکن۔ ولایت۔ کوکرہ۔ پنجاب۔ ملک بہاتی۔ قلاع سوانہ۔ جگدیش پور۔ شیر گڈہ۔ رہتاس
کوتلمیر۔ حصار گولکنڈہ۔ وساحل دریاے برہمپتر جوایک دریاے عظیم ملک خطا سے آتا ہے وگہورہ گہاٹ
وسوناگانون وغیرہ تمام ہند انکی نبردآزمائی کشورکشائی۔ قلاع شکنی کے لئے ایک بازیگاہ
تہا دریا کہنگال ڈالے جنگل اور بن کاٹ کر چٹیل میدان کردیئے معصوم خان فرنخودی پنجہزاری
عرب بہادر رانا پرتاب راجہ چندرسین راجہ کنجو لی رانا کیکا۔ رانا کونبہل میر راجہ گجپتی بیری سال
سریرام۔ دودا۔ سنگرام۔ کنورسین افغانان سواد وکلہ نبیرہ راے مالدیو راٹہور وغیرہم بڑے بڑے
سرکش باغیون و والیان ملک کو آغشتہ خاک وخون کردیا جہان بڑے بہادرون کے زہرے
آب ہوتے یہ جاکر فوراً فتحیاب ہوتے جب امراء بہار وبنگالہ باغی ہوگئے۔ راجہ ٹوڈرمل وزیر وخان
اعظم کوکلتاس جو بعد قتل مظفر خان واسطے رفع شورش اُس ملک کے بہیجے گئے تھے اونہون نے
بحضور سلطانی عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ بغیر تشریف آوری حضور شاہی کے یہان
کا غبار شورش فرونہوگا شہباز خان اوسوقت اجمیر تھے اوس ملک کو حسب الحکم شاہی جاکر فتنہ وشورش
سے صاف کرچکے تہے رانا پرتاب آوارۂ دشت ادبار ہوگیا تہا بہت مخالف مارے گئے اور بے شمار
مال غنیمت ہاتہہ آیا تہا غرض بادشاہ نے شہباز خان کو اجمیر سے طلب فرمایا ساتوین تاریخ
وہ حاضر دربار ہوئے اور اانکو معہ لشکر جرار وخزانۂ بیشمار بنگالہ وبہار کی مہم پر رخصت پائی اور
خدمات شایستہ بجالائے جاتے ہی امراء کی مناصب مین ترقی دے اور سب مہم اپنے ہاتہہ مین لے
بعد جنگ ہاے عظیم باغیون کو شکست پر شکست دیکر از سر نو دونون صوبون پر قبضہ کرلیا۔ یہ انکی
کاردانی کا سبب تہا کہ اکثر بڑے معرکون مین جو عہدہ داران سے زیادہ مناصب بہی رکہتے تہے
وہ اُن کے ماتحت کام کرتے تہے چنانچہ اسی بنگالہ کی لڑائیون مین راجہ ٹوڈرمل وزیر مرزا عزیز اعظم خان

خان کوکہ میر فتح اللہ و شاہ قلیخان وزراء اور راآآ وغیرہ کی چند لڑائیون مین نواب خانخانان باوجود خطاب خانخانانی و سپہ سالاری اُن کے ماتحت وزیر کمان رہے غرض ضوابط ملک داری و قواعد صف آرائی و آراستگی و درستی سپاہ مین یگانۂ روزگار تھے نصرت و فیروزی خدا کی طرف سے دم قدم کے ساتھ تھے ہمیشہ فتحیاب رہے وقت مرگ عمر ستر برس سے تجاوز کر چکے تھے پر ان کی تیغ خاراشگاف غلاف نہوئی تھی۔

تموّل و دولتمندی سخاوت اور قومی ہمدردی جس طرح یہ شجاعت مین معروف تھی سخاوت بھی ان کی کچھ کم نہ تھی ان کے اخراجات کو دیکھکر لوگ محو تحیر ہوتے تھے۔ ماثرالامرا مین ہے کہ ان کی سرکار مین بیش قرار تنخواہون کے ملازم تھے چنانچہ منجملہ اون کے دس آدمی ایک ایک لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتے تھے اور نوہزار سوار آزمودہ کار اُن کے ذاتی ملازم تھے جس کی تنخواہ تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے ہر پنجشنبہ کو سوا اشرفی کی شیرینی نیاز حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے جس کا سالانہ خرچ قریب لاکھ روپیہ کے ہوتا ہے ہمدردی قومی اس درجہ تھی کہ اپنی قوم مین کسی کو مفلس و محتاج نچھوڑا تھا اسی پر ان کے دیگر مصارف کو قیاس کر لینا چاہیئے باانیہمہ اخراجات کثیر اُن کے انتقال کے بعد پچاس برس تک اُن کے خزانے اور دفینے برآمد ہوتے رہے لہذا شہرت ہوگئی تھی کہ پارس پتھر ان کے ہاتھ لگ گیا ہے یہ اخراجات اوسی کی وجہ سے ہین۔

حق پسندی انصاف و حق پژوہی و نیکی خواہی دولت ایسی تھی کہ مخالفین سے بھی اچھے کامون مین خوش ہوتے اور داد دیتے تھے۔

نقل چارچمن مین ہے کہ شہباز خان و راجہ تو ڈرمل وزیر کے باہم جھگڑا وان بن تھی پر باوصف وزارت یہ اوس کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے جب صوبہ داری مالوہ سے واپس آئے دربار مین راجہ تو ڈرمل سے بغلگیر ہو کر ملے اور بہت شفقت و مدارات سے پیش آئے بادشاہ نے

یہ امر خلاف عادت دیکھکر استعجاباً سبب پوچھا عرض کیا کہ مالوہ مین جس جگہہ مینے دفتر کا معائنہ کیا اس ہندو بچہ کی کاردانی سے مین بہت خوش ہوا لہذا پیار کرتا ہون اور دلی خوشنودی کا اظہار کرتا ہون۔

اتباع سنت اتقا پرہیزگاری بحسب صلاح و تقوی کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص کہلا ہوا دلی تہا۔ اکبری دربار مین نت نئے خانہ برانداز شریعت احکام جاری ہوئے امراء کو چار و ناچار پابندی کرنی پڑتی۔ ڈاڑہی منڈانا کان چہدانا۔ شراب پینا۔ مہر مین لفظ مرید کندہ کرانا۔ اور بہت سی مزخرفات گویا آئین دربار مین داخل ہو گئے تہے اس بہادر خدا پرست نے باایہمہ قربت شاہنشاہی ان مین سے ایک بات کا بہی اتباع نکیا اور مراسم نامشروعہ کے اجراء کی تعمیل مین کبہی بادشاہی احکام اور ناخوشی کی پروا نہین کی جسم و جوارح کو خدمات شاہی کے لئے وقف کر دیا تہا پر دل کی لو حاکم حقیقی کے ساتہہ لگی ہوئی تہی۔ تہجد و اشراق یہانتک کہ سنت عصر بہی کبہی قضا نہین کی۔ ہر وقت باوضو ہمیشہ تسبیح بدست ورد برزبان اور مابین عصر و مغرب حرف دنیوی سے ساکت رہتا۔

نقل ایک روز بادشاہ قریب عصر شہباز خان کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لئے ہوئے (فتحپور) کے تالاب پر چہل قدمی اور ہوا خوری کرتا ہوا باتون مین مصروف تہا شہباز خان بار بار جانب آفتاب نگاہ کر کے نماز کا وقت دیکہہ لیتا حکیم ابوالفتح و حکیم علی گیلانی وغیرہ چند امراء و ندمائے سلطانی کچہہ فاصلہ سے علیحدہ کہڑے ہوئے باہم کہہ رہے تہے اگر آج اس شخص کی نماز قضا نہوئی تو جانو کہ یکتا دین دار ہے ورنہ ریاکار ہے کیونکہ موقعہ ایسا ہی تہا ہرگز امید نہتی کہ بادشاہ نماز کی مہلت دیگا اور یہ خلاف مرضی اُس کے پنجے سے چہوٹنے کی جرات کر سکین گے۔ جب وقت نماز اخیر ہونے لگا بادشاہ سے اجازت چاہی فرمایا قضا پڑہ لینا وقت تنگ ہونے لگا اور شہباز خان نے جان لیا کہ اب یہ نچہوڑے گا تب یکایک اپنا ہاتہہ بادشاہ کے ہاتہہ مین سے کہینچ اور دوپٹہ بچہا کر جہٹ نیت باندہ لی ناچار بادشاہ خاموش ٹہلنے لگا بعد نماز نوابنے

وظیفہ معمولی شروع کردیا بادشاہ جب پاس آتا اٹھتا تا اور کہتا کہ وظیفہ پھر پڑھ لینا حکیم علی گیلانی
وغیرہ نے اِس کارِ خیر مین نواب کی یہ جرأت وجسارت دیکھکر آفرین کے اور باہم مشورہ کیا کہ اب
اِس عزیز کے کام مین خلل پڑنا اچھا نہین آگے بڑھے اور بادشاہ کو باین التماس اپنی طرف
متوجہ کیا کہ لطف خسروانی انہین کا حصہ نہین اور بھی خانہ زادو بندگان سلطانی عنایت ومراحم
شاہی کے امیدوار ہین چنانچہ بادشاہ ادن سے مشغول بہ سخن ہوگیا اور شہباز خان نے باطمینان
خاطر اپنا معمول پورا کیا صاحب منتخب نے ۹۸۷ھ کے واقعات مین لکھا ہے۔ اکبر نے قطب الدین محمد
اور شہباز خان سے تقلید چھوڑنے کی تاکید کی قطب الدین سیدھا سادہ سپاہی تھا اُس نے
دلسوزی سے کہا اَور ولایتون کے فرمانروا مثل سلطان روم وغیرہ ان باتون کو سُنکر کیا کہینگے
وہ سب دیندار ہین تقلید ہو یا تحقیق اکبر نے بگڑ کر کہا تو اپنا مُنہ کالا کر وہین چلا جا شہباز خان نے
بھی تیز وتند سوال وجواب کئے بیربر جو دین الٰہی اکبر شاہی مین داخل ومرید باخلاص تھے اسلام
واسلام والون کو جو چاہتے کہہ جاتے مسلمان امراء کو یہ بات ناگوار ہوتی ہوگی پر کوئی زبان نہ
کھول سکتا تھا بیربر اسوقت بھی موقع تاک کر کچھ بولے اور بار بار اسلام پر طعن کرنے لگے شہباز خان
بجوش حمیت اسلامی اِس گفتگو مین بہت گرم ہوگیا اور بیربر کو اُس نے اِس سختی سے ڈانٹا کہ
صحبت بدمزہ ہوگئی امراء آپس مین کھسر پھسر کرنے لگے اُس نے بیدھڑک سر دربار صاف صاف
کہدیا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرنے لگا ہم تیرا کام تمام کرسکتے ہین بادشاہ کی
طبیعت بگڑ گئی وہ بیربر کی طرف دار ہوگئے شہباز خان کو صاف صاف اَور ون کو مُبہم بہت
ہی سخت سُست بُرا بھلا کہا کیا بکتے ہو گوہری جُوتیان تمہارے مُنہ پر لگواؤنگا۔
یہ سب کچھ ہوا مگر شہباز خان اپنی اخلاقی دلیری وجوش مذہبی سے اُسی صراط مستقیم پر قایم رہا۔
لطیفہ سُننے مین آیا ہے کہ جب شہنشاہ جمجاہ نے کانون مین بالا پہنی کا حکم دیا امراء نے تسلیم
کیا سب کان چھدا چھدا گوشوارہ پہن دربار مین پہونچے شہباز خان نے سر قبضہ شمشیر پر صبح
حلقہ ڈلوا یا اور حاضر حضور ہوئے انہین دیکھکر چشمک زنی ہونے لگی اکبر کی نظر پڑی عدم تعمیل

حکم کا سبب پہونچا شہباز خان نے دست بقبضہ ہوکر تلوار پیش کی اور بادب تمام عرض کیا حضور مردون کے ناک کان بھی ہے جس کے ہاتھ مین تلوار نہیں وہ مرد نہین اور ہے ہی تو بے گوش و بینی ہے بادشاہ کو پسند آیا اور اُس سے درگذر فرمایا۔

اللہ اللہ یہ اسلاف محمود کیسے مقبول و مستقل تھے بادشاہ کا تقرب اُنکی و مالی خدمات کا تعلق دائمی سفر جنگ و جدل مُلک گیری رات دن کا مشغلہ صدہا نازک تعلقات ہزارون قسم کے معاملات صدہا تفکرات لگرآفرین صدآفرین پہر بھی پابندی وضع ضبط اوقات اتباع احکام شریعت مین اس درجہ تھی کہ فوت فرایض و واجبات کا تو ذکر کیا ترک استحباب بھی نہو۔

بعض اخلاف ناسعود جنکو جہل و نادانی و سستی کاہلی نے نکما کر دیا ہے جنہین نہ دین سے مس نہ دُنیا کی حس وہ دولت دُنیا کو منافی و متناقض سعادت اخروی سمجھتے ہین لیکن ان اسلاف کے سچے حالات اون کے خیالات کی تردید و تکذیب کرتے ہین اسقدر دنیوی عروج کے ہوتے ہوئے جیسے دلی خلوص سے یہ لوگ خدائے بے ہمتا کی بے لوث پرستش کرتے تھے ذرا انصاف سے دیکھا جاوے تو بلا تامل اقرار کرنا پڑے گا کہ باوصف اس کے کہ اُن کے مقابلہ مین دولت دُنیا کا کوئی عدد صحیح ہمارے حصہ مین نہین آسکتا دینے احکام کی بجا آوری مین بھی ہم اُن سے انتہی پیچھے ہٹے ہوئے ہین اس سے ظاہر ہے کہ نہ دولت نے ہمکو دین سے روکا نہ شریعت غرا نے دولت کمانے سے ہمین منع کیا ہان نتیجا ہوا اس جہل و غفلت کا جو خدا و رسول سے بے پروا کردیتی ہے مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

چیست دُنیا از خدا غافل بدن	نے قماش نقرہ و فرزند و زن

علامی فہامی شیخ ابو الفضل جیسا شخص باوجود اتنے مخالف طریقت کے شہباز خان کی نسبت سوائے اس کے کچھ نہ لکھ سکا "در ہر گونہ پرستاری خدمت و سربراہی سپاہ کم ہمتا بود اگر تقلید پرستی داشتی و زبان را نہجار گسنود سے طراز فروہندگی برگرفتی" قیدو رہائی دُنیا مین ہر شخص کو کچھ نشیب و فراز پیش آیا کرتے ہین ؎

ڈھنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے	کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے

خصوصًا بادشاہون کی نسبت توحکما کا قول ہے (گاہے بسلامی برنجند وگاہے بدشنامے خلعت دہند) اسی طرح اکبر نے کسیوجہ سے ناخوش ہوکر چند روز کے لئے شہباز خان کو نظر بند کر دیا تہا یہ قید شہباز خان کے ساتہ مخصوص نتہے اکثر امراء معتوب ہوکر بغرض ادب آموزی مقید و معطل کردئے جایا کرتے تہے مصرعہ نزدیکان رابیش بود حیرانی۔

چنانچہ واقعات ۹۸۷ھ سے ظاہر ہے کہ خان اعظم جو بہت دنون سے نظر بند تہا اگرہ سے بلا کر پانچہزار سوارون کے ساتہہ حکومت بنگالہ پر نامزد کیا گیا ماوراے اس کے اکبر ونیز دیگر سلاطین کی تاریخ مین ایسی بہت نظیرین ملین گی جسے بخوف طوالت وعدم ضرورت ہم قلم انداز کرتے ہین علیٰ ہذا القیاس چند روز کو شہباز خان بہی ادب آموزی کے لئے بٹہاے گئے جب ۹۹۱ ہجری و ۲۹ جلوس اکبری مین بنگالہ منبع شور و فساد تہا شاہی امراء مقابلہ معصوم خان کابلی سے عاجز آگئے تہے اکبر نے شہباز خان کو رہائی دیکر لشکر بنگالہ کی کمک کو روانہ کیا تاکہ معصوم خان کو صوبہ علیٰیٰ سے نکال کر اُس سرکار کو جاگیر دارون کے حوالہ کر دے۔ اس بہادر جرنل و نامور سپہ سالار نے وہان پہونچکر سخت لڑائیان کین اور غنیم کو شکست پر شکست دیکر فتح کامل پائی ابوالفضل نے لکہا ہے کہ قید سے رہائی پاکر شہباز خان نوازشہائے خسروانہ سے سرفراز کیا گیا اُس نے بہی اخلاص گزینی و خدمت پذیری بآئین گزیدہ کرکے نیک نامی حاصل کی یعنی خدمات شایستہ سے نعم البدل پایا جو باعث مکافات زمانہ گذشتہ ہوا۔

شہباز خان کی وفات ۴۳ھ جلوس مین اکبر نے شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر کو رانا اودیپور کی تسخیر کے لئے اجمیر شریف روانہ کیا۔ نواب شہباز خان پہلے رانا کو شکست دیکر پہاڑون مین بہگا کر آوارۂ دشت ادبار کر چکے تہے انکو شاہزادہ کا اتالیق مقرر کیا شہباز خان کو سیاب خوری کا شوق تہا پہلے اُس کے ضرر سے دست و کمر مین درد ہوکر اچہے ہوگئے تہے اب اجمیر مین دہی عارضہ لاحق ہوا ساتہہی تپ عارض ہوئی لیکن علاج سے تندرست ہوگئے

سن چوالیس جلوس اکبری مین مطابق ۱۰۱۸ ہجری دفعتہً انتقال ہوگیا عمر ستر برس سے
گذر گئی تھی دین و دنیا کے سب مزے چکھ چکے تھے مرنیکے سوا باقی کیا رہا تھا ؎

کہ می نہد قدم اندر سرائے کون و فساد		کہ باز روے براہ عدم نمے آرد

شاہزادہ اون کے مال و متاع پر متصرف ہوکر بلا انصرام مہم رانا الہ آباد چلا گیا مرتے وقت
روضۂ مقدس حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے اندر دفن کرنے
کی وصیت کی تھی خدام روضۂ معلّےٰ راضی نہوئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ
غریب نواز نے مجاوروں و منتظموں کو بعالم خواب تاکید و تہدید فرمائی کہ شہباز خان ہمارا
دوست ہے اُسکو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہہ دو۔ صبح اون کے مبالغہ و منت سماجت سے
نعش قبر سے نکالکر اُس جگہہ جہان خواجہ بزرگ رح نے ارشاد فرمایا تھا دفن کی گئی۔ اس سے
اُس کا پایۂ قبولیت اور اُس کی اخروی معاملات کی حالت بخوبی سمجھہ مین آسکتی ہے ؎

چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون		شربت دیدار پلا لیتے ہین یون

الحق یہ شخص نہایت سخی شجیع معرکہ آرا مدبر متقی اقبال مند و مقبول بارگاہ صمدیت تھا۔

نقل عجیب جب اپنے عہد سلطنت مین نورالدین جہانگیر بادشاہ دارالخیر اجمیر کو گیا مرزا
محمد علی بیگ نے حاضر ہوکر مزار پُر انوار خواجہ بزرگ کی زیارت کی نواب شہباز خان کے ساتھہ
مرزا کو ہمیشہ سے الفت تھی اُس کی قبر دیکھکر بکمال تپاک اُس سے لپٹ گیا اور کہا یہ ہمارا قدیمی
دوست تھا بس اوسی وقت جان نکل گئی وہین مرزا کو دفن کیا گیا اور مثل (دوست بدوست
پیوست) صادق آئی۔

یہ واقعہ ۱۱ سنہ جلوس جہانگیری و ۲۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ ہجری کا ہے مرزا کا مولد دھنتا ر
بدخشان تھا بعد ورود ہندوستان اکبر کی ملازمت مین داخل ہوا اکبر شاہی خطاب پایا عہد
جہانگیر مین منصب چار ہزاری و چار ہزار سوار و صوبہ داری کشمیر پر مامور رہا معرکۂ جنگ مین دلاور
اور فضلاء و صلحاء کا دوست تھا۔

شہباز خان کی اولاد اُن کی اولاد کی پوری تعداد اور تفصیلی حالات ہکو نہین ملے اتنا معلوم ہے کہ دو بیٹیان اور نیاز خان والہام اللہ خان دو بیٹے تھے ایک لڑکی کی شادی شیخ محمد مارہروی کے ساتھ ہوئی تھی۔ شیخ محمد کا حال اون کے اسلاف کے ساتھ اسی ضمن امرا مین ہم لکھین گے۔ دوسری بیٹی زین الدین کو بیاہی تھی۔ زین الدین شہباز خان کے داماد اکبری امرا مین تھے ہمیشہ ملکی مہمات مین شریک رہے ۹۸۰ھ مین جبکہ راجہ ٹوڈرمل محمد معصوم کابلی کے مقابلہ سے عاجز ہوکر (مونگیر) مین قلعہ بند اور پناہ گزین ہوگیا تہا اُس کے پاس خزانہ ہوچکا لشکر پر خرچ کی تکلیف گذرنے لگی تب زین الدین نے ایک لاکھ روپیہ ڈاک چوکی کے ذریعہ سے دریا کے راستہ راجہ پاس پہونچایا ۲۹ جلوس اکبری و ۹۹۱ھ مین امراء اکبری نے مظفر ابن سلطان محمود گجراتی والی احمد آباد سے ہزیمت پائی قطب الدین احمد قلعہ برودہ مین بند ہو گیا اُس کے سردار مظفر سے آملے زین الدین نے ساتھ نچھوڑا قطب الدین احمد نے بغرض صلح زین الدین کو جو قابل شخص تھے بطور سفارت مظفر پاس بہیجا اُس نے بکمال نخوت وخیرہ سری فی الفور زین الدین کو قتل کردیا اس طرح اُن کی جان عزیز اپنے خداوندنعمت کی خدمات مین نثار ہوگئے۔ بعد مین قطب الدین کو امن دیکر قلعہ سے نکالا وہ بڑی عاجزی سے اُس کی خدمت مین آیا چودہ لاکھ خزانہ کنہایت اور تمام خزانہ واسباب قطب الدین احمد جو زائد از دس کرور تہا مظفر کے ہاتہ لگا اکبر نے مرزاجان ولد بیرم خان خانخانان ودیگر امرا کو اس مہم پر مامور کیا اور بعد زدوبرد بسیار فتح پائی۔

نیاز خان پسر نواب شہباز خان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران کے امرا مین تہا ملا عبدالحمید نے (بادشاہ نامہ) مین ذکر کیا ہے کہ ہشت صدی ذات وچہارصد سوار انکا منصب تہا۔ (جس کی تنخواہ پانچہزار روپیہ ماہوار ہوتی ہے)۔

الہام اللہ خان فرزند شہباز خان صاحب نام ونمود تھے ہمیشہ روشناس بارگاہ سلاطین رہے عہد شاہجہان بادشاہ مین خدمت وقائع نگاری

(بکلانہ[1]) ان کے سپرد تھی عمر گرامی وہین بسر کی۔

مولوی محمد احسان علی خان بچند واسطہ شہباز خان کی نسل سے ذیعلم شخص تھے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین پانصدی ذات پانصد سوار انکا منصب تھا بربادی دہلی کے سبب امروہہ آکر سکونت کی ان کے بیٹے حافظ عبدالرحمن علم تجوید و حفظ قرآن و صلاح و تقوے مین بے عدیل اور اون کے سات بیٹے ساتون حافظ و قاری تھے اونکی اولاد کا سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہے۔

اکرام اللہ خان شہباز خان کا چھوٹا بھائی (جلال الدین اکبر بادشاہ) کے امرا مین دو ہزاری منصب تھا (جس کے بارہ ہزار ماہوار ہوتے ہین) لاہور مین اونھون نے نہایت نفیس مکان بنوائے تھے ۳۱ جلوس مین اکبر کی بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی بیش بہا تحفے پیشکش کئے بعض چیزین بادشاہ نے قبول فرمائین علاوہ اس کے اور بھی چند مرتبہ بادشاہ اون کے مکان پر گیا و مشمول عواطف خسروانی فرمایا اکثر سفر و حضر مین اکبر کے ساتھ اور لڑائیون مین شریک رہے ۳۱ جلوس و ۹۹۴ھ مین اکبر نے ہر صوبہ مین بخشیون کے پاس دو دو دیوان مقرر کئے شہباز خان اوسوقت ملتان کے بخشی تھے اور کرم اللہ خان اون کے دیوان ہوئے بیسوین تیرماہ سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار دو ہجری بمقام (سرونج) بیماری سے انتقال ہوگیا اکبر نے اون کے بیٹون کو مراحم خسروانی سے تسلی و تشفی دے کر

---

[1] بکلانہ دکن مین ایک ملک ہے اوس کے دو قلعہ (سالیر) (ملیر) سر بفلک کشیدہ ہین چودہ سو برس سے بہرجی حاکم اس ملک کے اباواجداد کے تصرف مین تھا پندرہ لاکھ سالانہ آمدنی تھی ۲۰ سنہ جلوس شاہجہانی مین مطابق ۱۰۸۶ھ شاہزادہ محمد اورنگ زیب نے فتح کیا اعتدال آب و ہوا و کثرت انہار و اشجار ثمردار و سبزہ و ریاحین مین نظیر کشمیر ہے خوشہ انگور فخری و ترنج آٹھ آٹھ اور ایک ایک آنبہ ڈیڑہ ڈیڑہ سیر وزن کا ہوتا ہے وہان کے آنبون کی کثرت و کلانی اور اوس کی فصل کی درازی مدت اور برنج کمود کی تحفگی اہل دکن مین مشہور ہے ۱۲ منتخب اللباب صفحہ ۵۶۱۔

شکیبا کیا بعض مورخ لکھتے ہین کہ خواجہ شاہ منصور کو جو مرزا حکیم سوتیلی بھائی اکبر کے ساتھ سازش رکھنے کی علت مین منزل (کچھہ کوٹ) نواح انبالہ مین سولی دئے گئے اون کے قتل کی سازش مین کرم اللہ بھی شریک تھے اور کچھہ خطوط پیش کئے جو جعلی تھے تعجب یہ ہے کہ راجہ مان سنگہ نے بھی تین خط اٹک سے گرفتار کرکے بھیجے اور لکھا کہ شادمان کے بستر مین سے نکلے ہین منصور کے مزاج مین دقت خرسی سخت گیری بشدت تھی امراء سے سپاہی تک سب اون سے تنگ تھے راجہ توڈرمل سے انکی چشمک اور نہایت ان بن تھی اونہین کی کارسازی تھی اوسوقت کوئی نہ سمجھا بعد ختم مرزا حکیم کے کابل ہونچکر اکبر نے تحقیقات کی اور راز کھلا راجہ اور خواجہ کی کاغذی بحثین تھین دونون منجھے ہوئے اہلکار اور سلجھے ہوئے پچیت تھے خدا جانے طرفین سے کیا کیا وار چلتے ہون گے اس وقت انکا چلگیا انکا نہ چلا۔

شیخ مجاہد خان ابن مصاحب خان ابن محب علی خان صاحب طبقات اکبری نے بضمن امراء کبار پایۂ تخت اکبری انکا ذکر کیا ہے نہایت شجیع و دلاور تھے منصب ہزاری پایا تھا بڑی بڑی لڑائیون مین شریک رہکر داد شجاعت دی جب اکبر ۹۸۴ھ و ۲۲ سنہ الہی اجمیر مین تھا بسر کردگی کنور مان سنگہ پانچہزار سوار جرار رانائے کیکا کی سرکوبی کو روانہ کئے شاہ غازیخان تبریزی و خواجہ محمد رفیع بدخشی و مجاہد خان سرداران کو اون کے ہمراہ کیا آصف خان کو منصب بخشی گری اور مان سنگہ و جمیع سرداران کو خلعت فاخرہ و اسپان عراقی و عربی عطا ہوئے ۲۰ محرم ۹۸۵ھ کو یہ لشکر فتح و فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔

جس زمانہ مین شہباز خان ملک بھاٹی مین جس کے شرق طرف دریائے شور و جانب مغرب کوہستان بنگالہ و جنوب ٹانڈہ و شمال دریائے شور و کوہستان تبت ہے عیسی والی بھاٹی سے معرکہ آرائی کر رہا تھا اور امراء تخت عیسی سے زر کثیر لیکر براہ کوتاہ بینی لشکر شاہی کی شکست چاہنے لگے شہباز خان کے اطلاع دینے پر اکبر نے اول سعید خان چغتا و پیشرو خان اور خواجہ فتح اللہ خان کو بہمراہ راجہ رامداس کچھواہہ و شیخ مجاہد کو جو سردار نامدار تھے روانہ کیا اور شہباز خان

کو لکھا کہ اور سپاہ درکار ہو تو راجہ تو ڈرمل و مطلب خان و شیخ جمال بختیار و دیگر بندگان کارگذار کو بھیجا جاوے - اوس نے جواب دیا کہ لشکر کافی ہے اور مکرر چڑھائی کرکے بعبور دریائے شور جنگ کی معصوم خان کو شکست فاش ہوئی بہت سے آدمی اوسکے گرفتار ہوئے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئے عیسیٰ خان نے اطاعت قبول کی - معصوم خان کو یقین تھا کہ لشکر اس دریار بزرگ سے عبور نکرسکے گا یہی باعث اوسکی نخوت و پندار کا تھا بالآخر (شیخ مُجاہد) نے ولایت (کوتلمیر) کے معرکہ جنگ مین مردانہ داد شجاعت دیکر درجہ شہادت حاصل کیا (محب علی خان) مجاہد خان کے دادا بھی امراء شاہی مین تھے اکثر مخالفان سلطنت سے نبرد آزما و گرم پیکار رہکر نام آوری حاصل کی -

شیخ گدائی اصلی نام عبدالصمد تھا - مولانا شیخ جمالی دہلوی جو مشہور شاعر و عالم عارف تھا اوسکے بڑے بیٹے ہین بزرگی و جاہ مین ہم پہلوئے پدر نامور تھے - آغاز شعور سے پایان عمر تک ہمت عالی اکتساب مفاخر و معالی پر مصروف رکھے ہمیشہ اطوار بزرگی اور اوضاع جاہ و دولت کا پاس ملحوظ رہا طبیعت لطیف پائی تھی کمالات صوری خوب حاصل کئے - بڑے بڑے فاضلون کی صحبت مین رہے اور اونکی برکتون سے متمتع ہوئے - ماورائے دیگر کمالات علمی شعر گوئی سے بھی انکو مناسبت تھی - ہندی زبان مین خوب لکھتے اور پڑھتے بھی اچھا تھے میر علاء الدولہ قزوینی متخلص (بہ کامی) نے اپنے تذکرۃ الشعرا موسوم بہ (نفایس المآثر) مین یہہ غزل انکی نقل کی ہے -

غزل

مرا جان منزلِ غم شد گھے دل	غمت رامے برم منزل بمنزل	مشو غافل ز حالِ دردمندے
کہ از حالِ تو یکدم نیست غافل	دلِ دیوانہ در زلفِ تو بستم	گرفتارم بآن مشکین سلاسل
بجان دادن اگر آسان شدی کار	نبودے عاشقانرا کار مشکل	گدائی جان بنا کامی برآمد
نشد کارم ز لعلِ یار حاصل		

شروع مین نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے مقربون مین تھے جب سلطنت شیر شاہ کے ہاتھ آئی بوجہ اون خصوصیتون کے جو ہمایون کے ساتھ تھین ہندمین

ٹھیرنا مناسب بجانا سیاحت کو اقامت پر ترجیح دیکر گجرات گئے وہان سے معہ اہل وعیال حرمین
شریفین کی راہ لی حج سے مشرف ہو کر جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد دولت مین وطن مالوفہ
کی طرف مراجعت کی - ہمایون کے شکست کہانے کے بعد جب نواب بیرم خان خانخانان
شیر شاہ کے پاس گرفتار ہو گیا اور بسفارش مسند علی وعیسی خان رہائی پاکر گجرات گیا شیخ
گدائی وہان موجود تھے - اوس حالت غربت وبیکسی مین خانخانان کے ساتھ اونھون نے بہت
لطف ومدارا کیا اور نہایت آدمیت وجوانمردی سے پیش آکر بکمال حسن سلوک عزت وحرمت
سے ہمایون پاس روانہ کر دیا تھا - سال اول جلوس اکبری مین مطابق سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری شیخ
نے گجرات سے دہلی پہونچکر ملازمت شاہی حاصل کی اوسوقت سلطنت کی باگ بیرم خان کے
ہاتھ مین تھی اوس نے بوجہ سابقہ حقوق صحبت وصداقت شیخ کا نہایت اعزاز واکرام کیا اور منصب
اعلی (صدارت کل) پر جو قریب منصب وزارت ہے شیخ کا تقرر ہوا - تمام ہندوستان - ماوراء النہر
خراسان - عراق کے علما ومشایخ کا شیخ سے رجوع وتعلق تھا - خانخانان کے ساتھ ایسی موافقت
آئی تھی کہ خان موصوف کوئی ملکی کام ہو یا مالی بلا مشورت وبغیر صلاح شیخ کے ہرگز نکرتا تھا -
فرمانون کے پشت پر شیخ کی مہر ہوتی تھی - اور تسلیم اونکو معاف ہو گئی تھی - شیخ کی عظمت شان
اس درجہ بڑہ گئی تھی کہ سواری مین عرش آشیان (اکبر) کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے مجلسون
اور محفلون مین جمیع اکابر وعلما اور کل سردارون پر شیخ کو ترجیح دیجاتی تھی - جبکہ اکبر حصار سرہند
مین تھا باہم ناصر الملک وشیخ کے ان بن ہو گئی بیرم خان کو شیخ کی رعایت ملحوظ تھی وہ اوس کا
جانبدار ہو گیا ناصر الملک چند روز دربار مین نہ آیا بارے چند مصلحون نے درمیان پڑکے صلح کرادی
جب بیرم خان ترک تعلقات کرکے عازم حرمین شریفین ہوا نواحی بیکانیر مین شیخ اوس سے رخصت ہوکر
بوجہ خصومت بعض حسد پیشہ اشخاص کے چندے کوہ (جاجلیر) پر قیام کیا - پہر دہلی آئے اور گوشہ
آسایش مین قیام فرمایا - مدد معاش معین پر قناعت کی - مشایخ دہلی کے مزارات پر عرس کی تقریبون
مین بڑی زیب وزینت وکرّ وفر سے مجلسین ترتیب دیتے - اور باوصف کبرسن نہایت عیش وتنعم

عظمت کے ساتھ بسلاطین بہشت آئین مین بسر کرتے تھے شیخ کی وضع صوفیانہ تھی اکثر خانخانان اور گاہ گاہ خود شہنشاہ جلال الدین اکبر اونکے مکان پر جاکر مجالس سماع مین شریک ہوتا تھا امرا کو اوس کے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہو گیا تھا کہ گویا گھر گھر ماتم تھا میر سید نعمت اللہ رسولی نے ایک قطعہ اوسکی ہجو مین لکھکر مشہور کر دیا تھا کسی شخص نے شیخ کی مسجد مین لکھ بھی دیا تھا ایک شعر اوسکا یہ ہے۔ **شعر**

نام گدائی میرزان گدائی مخمور	زانکہ گدائی بداست روئی گدائی سیاہ

سنہ ۹۷۶ھ نوسو چھہتر ہجری مین بمقام دہلی شیخ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اپنے باپ کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ ایک مسجد نہایت عالی شان اونکی بنائی ہوئی مزار پدر کے متصل موجود و یادگار زمانہ ہے شیخ جان محمد اونکے بیٹے اور جانشین تھے اکبر کو اونکے ساتھ لطف وحسن ظن تھا۔ شیخ پر حسد پیشہ و نفاق سرشت لوگون نے بعض الزام لگائے ہین مثلاً بیرم خان کا بادشاہ سے بگاڑ کرا دینا۔ اراضی مدد معاش کا ضبط کر لینا اپنے درباریوں کو جاگیرین عطا کرنا۔ ملائی بدایونی تو عیب چینی و بدگوئی کے بادشاہ ہین بقول آزاد دہلوی۔ (جو شخص ملا صاحب کی تاریخ پڑھے گا بلکہ دربار اکبری مین اونکی باتین سنیگا سمجھ جائیگا کہ انکی طبیعت کا حال کیا ہے کسیکو ترقی کرتے دیکھا نجاتا تھا جسے عزت کے کپڑے پہنے دیکھے ضرور نوچنی لی اہل علم کی زیادہ کہ ہم پیشہ تھے انہین اگر شیعہ ہے تو کیا کہنا شکار ہاتھ آیا بھلا تمام دنیا کے لوگ کیسے اہل معرفت و اہل اللہ نجا بین[1]) اونہون نے عادتاً بات بات پر چٹکیان لی ہین۔ دبی زبان سے شیخ کے نسب پر بھی حملہ کر گئے ہین لکھتے ہین کہ (شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب اکابر گھبرائے) واقعات سنہ ۹۷۶ھ مین شیخ کے مرگ کی تاریخ (مردہ خوک کلان) لکھکر اپنے جوہر فضیلت و شرافت نفس و پاک طینتی کا ثبوت دیا ہے۔ پھر لکھتے ہین کہ اوسکی اولاد کا گھر بھی اور گھرون کی طرح خراب ہے۔ لیکن اہل خرد جانتے ہین کہ یہ سب امور کچھ زیادہ وقیع اور قابل لحاظ نہین۔ بات صرف اتنی ہے کہ بیرم خان خانخانان سے انکی خصوصیت

[1] صفحہ ۶۲۳ دربار اکبری ۱۲

تھی - بیرم خان جو کہنے کو وزیر پر تدبیر کا بادشاہ تھا - جو سارے مصائب مین ہمایون کا ہمدم و ہمقدم اور اکبر کا حامی رہا - جو ہندوستان مین سلطنت تیموریہ کا بانی ہوا - جسے اکبر خان بابا کہتا تھا - جسکی خوبیان لکھنے مین اہل تاریخ کی زبانین خشک ہوی جاتی ہین بالاخر خود غرض لوگ اوسے نہ دیکھ سکے وہ وہ داؤن چلے کہ دربار اکبری سے ایسا دلسوز دانشور مدبر علیحدہ ہی کر دیا گیا اور جس طرح اوسکی جان گئی اس داستان طویل کے اس مختصر مین گنجایش نہین - جب بیرم خان نے تنگ آکر اپنے وفادار مصاحبون سے مشورہ کیا بعض کی راے تھی کہ بہادر خان کو فوج دیکر مالوہ بھیجا ہے وہان چلو ملک تسخیر کرو اور بیٹھ جاؤ - بعض کی صلاح تھی کہ خانزمان پاس چلو پورب کا علاقہ افغانون سے صاف کر کے وہان رہو شیخ گدائی و چند دیگر اشخاص کی راے ہوئی کہ جریدہ سوار ہو کر حضور شاہی مین حاضر ہو کر عرض و معروض کرو - اس واقعہ سے شیخ کے خیالات کی پاکیزگی صلاحیت و سنجیدگی راے ہوا خواہی سلطنت ظاہر ہوتی ہے اگر شیخ بد دماغ کوتاہ نظر بدخواہ سلطنت اور بدسگال سلطان ہوتا تو مثل دوسرے سردارون کے بغاوت کی راے دیتا - اوسوقت ذرا ذرا سی مخالفت پر حقوق نعمت دیرینہ نظر انداز کر کے امرا باغی ہو جایا کرتے تھے - بیرم خان ہر شخص اور زمانہ کا مزاجدان و دولت اکبری کا جان نثار اور خود اس چمن کا باغبان تہا اوس نے شیخ ہی کی نیک صلاح پر کاربند ہونا مناسب جانا - با اینہمہ خود غرض ستم پیشہ لوگون کے ہاتھون جو کچھ اوسپر گذرا تاریخ مین جلی حرفون سے لکھا ہوا ہے - یہانپر یہہ بات بہت آسانی سے سمجھہ مین آسکتی ہے کہ جب خانخانان جیسے شخص کے ساتھہ بدخواہون نے وہ سلوک کئے ہین اوسکی رفقا پر کیا کیا وار چلے ہونگے بیچارے شیخ گدائی جسکی خصوصیت اوسکے ساتھہ سب سے زیادہ تھی اونکے طعن و تشنیع سے کیونکر بچ رہتے اور جو کچھہ اونکی نسبت کہا اور کیا جاتا بہت تھوڑا تھا - پر ہم سے پوچھو تو شیخ تہا خوش قسمت جب بیرم خان سے جدا ہو کر حضور شاہی مین آیا بقول صاحب (مآثر الامرا) ارکان خلافت و امرا دربار نے اوسکی ایذا دہی کے واسطے ہر طرح بادشاہ کو بھڑکایا اور کوئی دقیقہ

سعایت گری کا اوٹھا نہ کہا لیکن دانشمند بادشاہ ذرا نہ بگڑا اور کمال عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بالآخر خردور بادشاہ نے بیرم خان اور اوسکی رفقا خصوص شیخ گدائی کی بیگناہی اور خودغرضون کی چالین تاڑلی ہونگی ورنہ لغزش وبدراہی کی حالت مین بڑے بڑون کا ایکدم مین قلع قمع ہوجاتا تھا۔ شیخ الاسلام مخدوم الملک ملان عبداللہ سلطانپوری اور شیخ عبدالنبی صدر وغیرہ کے حالات سے یہہ اسرار کہل سکتے ہین۔ صاحبو وقفی املاک داراضیات مدد معاش کی حالت اور متولیون کی دیانت تمہارے پیش نظر ہے شعر

چشمے داری و عالمے در نظر است	دیگر چہ معلم چہ کتابت باید

صدارت کا عہدہ کوئی ادنی عہدہ نہ تھا تمام قلمرو ہند کے اوقاف کا اوس سے تعلق اور کل علما ومشایخ ومتولیون کا اوس سے علاقہ تھا سب نوری نہ تھے اکبر کے وقت مین بھی یہی زمین وآسمان اور یہی حضرت انسان تھے ہر طرح کی بدمعاشیان اور بدعنوانیان ظہور مین آتی تہین ہر قسم کے مقدمات پیش ہوکر لوگ سزائین پاتے تھے قصورداروں جابرون ستمگرون غاصبون کی جاگیرین ضبط بھی ہوتی ہونگی خالق بیچون وچرا سے تو مخلوق راضی رہ نہین سکتی کسطرح ممکن ہے کہ تمام دنیا کی بے انتہا مخلوق کو اونچی مین کا کوئی شخص اپنے سے سبکو راضی رکھ سکے جب ہم دیکھتے ہین کہ اکبر ہی کے زمانہ مین بڑے بڑے مقدس شیوخ وصدور پر سخت بددیانتیون بدعنوانیون بداعمالیون کی پاداش مین مقدمات قایم ہوکر سنگین سزائین دی گئی ہین اور شیخ گدائی ان الزامون اور آفتون سے محفوظ رہے تو ضرور یقین ہوتا ہے کہ شیخ نے کس خوش اسلوبی سے اس کار عظیم کو انجام دیا ہوگا۔

آزاد دہلوی دربار اکبری کے صفحہ ۷۴ مین لکھتے ہین (خانخانان نے جو انہین صدارت کا منصب دیا تھا بادشاہی فرمان مین جہان اور اعتراض ہین ایک یہہ بھی اعتراض ہے) خانخانان نے ضرور کہا ہوگا کہ شیخ نے میرے ساتھ جو رفاقت کی ہے شاہ جنت مکان کا ملازم سمجھکر کی تھی اور بادشاہی امید پر کی تھی اب جو اوسکے ساتھ کیا گیا بادشاہی خدمت کا صلہ ہے

اپنا حق قرابت نہین جو لوگ باپ دادا کا نام لیکر آج حاضر ہین اوسوقت کہان گئے تھے حریفون کے ساتھ تھے یا جان بچا گئے تھے جنہون نے رفاقت کی بہرصورت اونکا حق مقدم ہے اور حضور حق شناسی سے قطع نظر کر کے دیکھین آئین مملکت کیا فتوی دیتا ہے جو لوگ بُرے وقت مین رفاقت کرتے ہین اگر پہلے وقت اون سے سلوک نکیا جائے تو آئندہ کسیکو کیا امید ہو گی مسجد نشین ملانے یا خود غرض لوگ جو چاہین کہین یہہ مسجد و مدرسہ کا وظیفہ نہین کہ حضرت پیر صاحب کی اولاد ہین یا مولوی صاحب کے بیٹے انہین کو دیدو یہہ مہمات سلطنت ہین ذراسی اونچ نیچ مین بات بگڑتی ہے اور اس سے ایسا طوفان اوٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ ملک و مملکت تہ و بالا ہو جاتی ہے اور ذرا ہی سی بات مین بنجاتی ہے پھر کسیکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کیا تھا **ازاد** جن مشائخ اور اماموں سے اونچا بٹھایا تھا غور تو کرو وہ کون تھے وہی بزرگوار جنکا حال چند سال بعد کھل گیا اگر ایسے لوگون سے اونچا بٹھایا تو کیا کفر ہو گیا)

باقی یہا نسب کا طعن وہ ایسا ہے جیسا کہ شیخ مبارک پدر ابوالفضل کو گندم نما جو فروش حاسدون نے بے اصل مطعون کر دیا تھا اگر کوئی واقعی کھوٹ ہوتی تو ملا صاحب اوسے خوب کھرا کر کے کہاتے اتنا ہی کہکر چپ نہو جاتے کہ شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب کا یرآئمہ گھیر کے **ازاد دہلوی** دربار اکبری صفحہ ۴۰ مین لکھتے ہین مجھے ابتک نہین کھلا کہ شیخ گدائی کی ذات یا صفات مین کیا داغ تھا ہر صاحب تاریخ انکے باب مین گول گول بات کہتا ہے مگر کھول کر نہین کہتا دوسری جگہ لکھتے ہین - ازاد حیران تھا کہ شیخ گدائی اور اونکے بزرگون کی ابتک کوئی برائی نظر نہین آتی کیا سبب ہے کہ اکثر اہل تاریخ اونہین سبک الفاظ سے یاد کرتے ہین - اور ملا صاحب کا تو کیا کہنا نظم نثر لطیفہ تاریخ کے تیرون سے خاک تودہ بنا دیا ہے ماثر سے یہہ عقدہ حل ہوا کہ انکے خاندان کا مذہب بھی شیعہ تھا - الٰہی تیری امان الٰہی تیری امان -

شعر

بدنہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سُنے
ہے یہہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

فصیح فارسی کیا خوب کہتا ہے -

درحقیقت نسب عاشق ومعشوق یکے است	بوالفضولان صنم وبرہمنے ساختہ اند
یک چراغ است درین خانہ کہ ازپرتو آن	ہر کجے مے نگرے انجمنے ساختہ اند

شیخ کی تاریخ وفات مین جو داد فضیلت وفضیحت دیگئی ہے اوسکی شکایت نہین ہوسکتی ملاصاحب کی عادت ہی یون ہے مثل مشہور ہے علت بدلے عادت نہین بدلتی اکبر کے درباریون اور امراءمین بہت سے شان وشوکت والون کی نسبت اونہین کے ہمعصر حاسد وہجو گویون نے بہت کچھ لکھا ہے۔ شیخ سلیم چشتی رح کے بڑے صاحبزادے شیخ ابراہیم نے ۹۹۹ھ مین انتقال کیا یہہ بڑے دولتمند تھے ملان صاحب نے لکھا ہے ۲۵ کروڑ نقد وعلی ہذا القیاس ہاتھی گھوڑا و اجناس چھوڑا (الشیخ لیئم) اور (ذمیم الاوصاف) تاریخ ہوئی۔ حکیم ابوالفتح گیلانی کی تاریخ وفات ملاصاحبنے یہہ لکھی ہے۔ (خدایش سزادہاد) ابوالفیض فیضی فیاضی نے ۱۰۰۴ہجری مین انتقال کیا ملاصاحب نے (قاعدہ الحاد شکست) تاریخ کہی۔ موتمن الدولہ عمدۃ الملک راجہ ٹودرمل وزیر جو وفادار سلطنت تہا اوسکی تاریخ ہے۔ **تاریخ**

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم	چون رفت سوئے دوزخ خلقی شدند خرم
تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم	خوشش گفت پیر دانا او رفت درجہنم

اورکسی نے اوس کا سجع یون لکھا ہے۔ ؎ آنکہ شد کار ہندازو مختل ٭ راجہ راجہاست ٹودرمل

ابوالفضل سا جان نثار سلطنت جسکے لاشہ بے سر کو اکبر دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتا اور یہہ شعر پڑہتا تھا۔ **شعر**۔ شیخ ما از شوق بے حد چون سوئے ما آمدہ ٭ ز اشتیاق پائے بوسی بے سر و پا آمدہ

آزاد لکھتے ہین امراء اکبری کے دلون کا حال اس نکتہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کوکلتاش خان نے تاریخ اوسکی لکھی ہے ؎ تیغ اعجاز نبی اللہ سر باغی برید ٭ مگر اوس نے خواب مین اوس سے کہا کہ میری تاریخ تو۔ بندہ ابوالفضل کے اعداد سے نکلتے ہی ۱۰۱۱ اسکی قبر بمقام (انتری) گوالیار سے پانچ چھہ کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اوس کے دل کی روشنی اور نیک نیتی کی برکت ہے کہ آجتک انتری کے لوگ ہر جمعرات کو وہان ہزارون چراغ جلاتے اور

چڑہا واچڑہاتے ہین[1]۔ قاضی علی بغدادی ملاحسین واعظ کے پوتے جو عہدہ صدر پر مقرر تھے ملان صاحب نے اونکی تاریخ وفات لکھی ہے ~

چونکہ قاضی علی بغدادی ۔۔۔ حسرتے یادگار با خود برد

۱۰۰۰

خامہ منشی قضا بنوشت ۔۔۔ سال تاریخ اوکہ موذی مرد

خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفرخان جب دیوان کل ہوئے۔ ظالم تاریخ کہی گئی۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان جو خوبیون اور محبوبیون مین اپنا آپ نظیر تھا جسکی بے انتہا خوبیون کے لکھنے مین مورخون کے قلم گہس گئے ہین پہر بھی کسی حریف یا حریفون کے خوشامدی نے اوسکی نسبت لکھا ہے۔ شعر۔ یک وجب قد و صد گرہ در دل * مشتکی استخوان و صد مشکل *

شاہجہان اور جہانگیر کی بدمزگیون مین دراب اسکے بیٹے کا سر کاٹ کر خوان مین کہانے کی طرح کسوا کر بدنصیب باپ کے پاس بہیجدیا تھا مہابت خان کے ملازمون نے بموجب اوسکی حکم کے کہا حضور نے تربوز بہیجا ہے دل فگار باپ نے آبدیدہ ہوکر کہا درست (شہیدی) ہے۔ خواجہ امین الدین تربتی خراسانی مخاطب بخان جہان سفر ایران مین ہمایون کے ساتھ رہا ایام شہزادگی مین اکبر کا بخشی بیرم خان کا معتمد تھا ابوالفضل اوسکی حساب دانی خوش خطی مہمات سلطنت و بندوبست مال کی قابلیت بیان کرکے لکھتا ہے کہ غرضمندون کی کارسازی مین بے نظیر تھا اپنے بیگانے کی قید نہ تھی درباریون مین جسکا کام آن پڑتا فوراً کوشش کرکے طوغ علم نقارہ سب کچھ دلوا دیتا لیکن حق سعی لے لیتا اہل علم و فضل کو ہزارون ہی دلوائے خود ملا صاحب کو اقرار ہے کہ اونکی سعی سے بادشاہ مجھے بہت کچھ روپیہ دیتا تھا اور جسطرح اور امیر دیتے تھے وہ خود بھی دیتا تھا اور ہر شخص سے سلوک کرتا تھا ملا عصام تاشکندی مصنف تفسیر سورہ محمد کو بادشاہ و امرا سے چالیس ہزار دلوائے پھر ملا صاحب لکھتے ہین کہ رشوت خواری کا شیر تھا

[1] ابھی حال مین ایک یورپین سیاح کا ابوالفضل کی قبر پر گذر ہوا اوس نے قبر کو نہایت شکستہ حالت مین پایا ایک بوڑہے شخص نے بیان کیا کہ قبر پر بخط عربی ایک کتبہ تھا ۲۰ برس کے قریب ہوئی کہ ایک شخص اوسے بہی اوکہاڑ کر لیگیا برت عبرت عبرت[2]

اوسکے اختیار سے لوگ اکبر سے بھی ناراض ہوگئے تھے صوفی شاعر نے لکھا ہے ؎

براہل بہر سد سکندر در نست | یاجوج کہ گو بند صفت لشکر نست
در دور تو اثار قیامست پیدا است | دجّال توئی خواجہ ابیناخر نست

خواجہ شاہ منصور دیوان کل تھے۔ دفتر حساب کو خوب درست کیا پراُنکے معاملات سلجھائی
مزاج مین تیزرہی تھی کسی کا شعر ہے۔ ؎

ناقابل است انکہ بدولت نمی رسد | ورنہ زمانہ درطلب مرد کامل است

ملا صاحب اصلاح دیکر خواجہ پر یون چوٹ کرتے ہین۔ ؎

ناقابلانِ دہر بدولت رسیدہ اند | پس چون زمانہ درطلب مرد قابل است

مظفر خان وکیل مطلق تو ڈرمل کے شریک کام کرتے تھے ۹۸۶ھ مین بنگالہ کا انتظام
انکی سپرد ہوا اہل ظرافت مین ایک شعر مشہور تھا۔ شعر

سگ کاشے بہ از خراسانی | گرچہ صد بار سگ ز کاشے بہ

یارون نے جلکر یہ اصلاح دی۔ شعر

سگ راجہ بہ از مظفر خان | گرچہ صد بار سگ ز راجہ بہ

اکبر نے جب مالگذاری کا بندوبست کیا چپہ چپہ بھر زمین کی پیمایش کرائی چوریان خرابیان
دور کین آئین مقرر کئے لیکن انسان قدرتاً کسی پابندی کو پسند نہین کرتا اسپر ناخوشیان
ہوئین عاملون کی ہجوین کی قواعد آئین کے مضحکہ اوڑائے انہین مین سے جریب کے
حق مین کسی مثنوی کا شعر ہے شعر

درنظر عبرت مرد لبیب | مار دو سر یہ کہ طناب جریب

ناظرین یہ سب رقابت خود غرضی وخود مطلبی کی بہار ہے جو مشتی نمونہ از خروار ہے
لیکن کسی زمانہ پر اس کا انحصار نہین آج ایسے تہذیب زمانہ مین بھی کوئی دربار باہمی رقابت
سے خالی نہین اور بیسیون نظرین ہماری پیش نگاہ ہین عوام کا الانعام کا کہا ہی کیا

کسی موقع پر جایز ہو علما کو دیکھیئے کہ اپنی ہی جماعت کے مقدس لوگون کی نسبت ذرا سی مخالفت اور خود غرضی پر کیا کچھ کہہ جاتے ہین مسلم کو کافر و ملحد بنا دینا اونکے نزدیک ایک ادنےٰ بات ہے اکبر کے زمانہ مین کسی نے یہہ طریقہ اختیار کیا تو کیا تعجب ہے۔

ملا صاحب نے شیخ گدائی کی اولاد کو بھی نظر شفقت سے دیکھا ہے ہمین تسلیم ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ملا صاحب فرماتے ہین بخت و مقدر میراث نہین نوشتہ تقدیر موروثی پٹہ نہین کہ باپ سے بیٹے کو منتقل ہوے

بخت و دولت بکار دانی نیست		جز بتائید آسمانی نیست	

شیخ کی اولاد مین بیشک او نکے باپ دادا کی سی قابلیت نہو گی لیکن زمانہ کی اکثر یہی حالت ہے اسواسطے بطور خُردہ گیری اس کا مذکور کرنا صرف اظہار لطافت طبع ہے ہان بطور تاسف کہا جاتا تو نیک خیالی تھی بات بات ہی مین تو فرق ہو جاتا ہے اور کلام سے ہی آدمی کی ولی کیفیت سمجھی جاتی ہے۔ ہم اوسی زمانہ کی چند نظیرین اس باب مین بھی دکھاتے ہین شیخ ابو الفضل جو آسمان فضل و کمال کا آفتاب تھا اوسکے بعد اوسکے خاندان مین پہر کوئی اوس جیسا باقی نرہا۔

ازاد دہلوی کا یہہ فقرہ جو اوس نے نہ چشمک سے نہ چوٹ چٹکی بلکہ دلسوزی سے لکھا ہے کسقدر موثر ہے۔

(افسوس کے قلم اور سینہ بختی کی سیاہی سے لکھنے کے قابل یہہ بات ہے کہ جو فضل و کمال تھا فضل اور فیضی کے ساتھ گیا اتنے بہائی اور عبد الرحمن اکلوتا بیٹا تھا سب خالی رہ گئے)

حکیم ہمام برادر حکیم علی گیلانی کے دو بیٹے تھے حکیم حاذق و حکیم خوشحال منصب ملا مگر کمال مین باپ کا سا رتبہ نپایا۔ حکیم ابو الفتح کے بیٹے کو بھی وہ فضل و کمال نصیب نہوا بلکہ جہانگیر کے عہد مین بمقام کابل خسرو کی سازش کے الزام مین یہہ سزا ملی کہ گدہے پر اولٹا سوار کرکے منزل بمنزل تشہیر کرنے کے بعد آخر اندہا کر دیا گیا۔

خود ملا عبد القادر بدایونی کی اولاد مین کوئی مثل ملان کے ذیعلم و با نام و نمود نہین ہوا
بہائیو ابتدائے آفرینش سے دنیا کی یہی چال ڈہال ہے کیسکی بد اقبالی یا اولاد کی ناہنجاری
باعث تاسف ہونا چاہیئے نہ موجب مسرت و مضحکہ سلطنت کی انحطاط اور زوال کے ساتھ
بڑے بڑے خانوادون کا تنزل ہوتا گیا لیکن شیخ کی اولاد کا ہر وقت مین پتہ ملتا رہا ہے
اب بھی میرٹھ و امروہہ مین اونکی نسل موجود ہے۔ محمد محتشم خان دہلوی امروہوی
بن محمد اشرف خان بن دانشمند خان بن بہلول خان شیخ گدائی کی اولاد مین سے تھے
صاحب نخبتہ التواریخ نے لکھا ہے کہ نظر برابطہ موروثی دربار محمد شاہی مین معزز منصبدار تھے
ایام غدر نادر شاہی مین (دہلی) سے نقل کر کے (امروہہ) آرہے اونکی اولاد مین
اکثر لایق لایق اور مقدس بزرگ گذرے ہین - انکے پرپوتے حاجی امیر علی حضرت
مولانا عبد الحی قدس سرہ کے مرید نہایت خاکسار بردبار جامع صلاح و تقوی تھے پیر کے
ساتھ انکو عشق تھا بعد وفات پیر حرمین شریفین کو گئے مدینہ طیبہ مین نکاح کر لیا وہین
وفات پائی اونکے بہائی حاجی قایم علی بھی صالح تھے حج سے لوٹتے ہوئے بمقام بمبئی
جوار بمبئی مین انتقال کیا اونکے بیٹے شیخ اشرف علی شاہ احمد سعید دہلوی کے مرید اور
ہر دلعزیز شخص تھے طبیعت پُر مذاق پائی تھی اب اونکی اولاد کچھ میرٹھ کچھ امروہہ مین رہتی ہے

خانجہان عماد الملک - ملک تاج الدین میان چمن حجاب خاص

یہ تینون حضرات ارکین سلطنت اور امرائے کبار مین شمار تھے منجملہ چونتیس ۳۴ کس امرائے نامی کے
جو سلطان بہلول لودی کے تخت نشینی کے وقت رونق افروز دربار تھے ملک چمن عنبہ
خانجہان عماد الملک کا نام لیا گیا ہے اور جبکہ سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودی
کے جشن تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی ترپّن ۵۳ امرائے عالی منزلت و اعیان والا پایہ شریک
دربار تھے صاحب تاریخ فرشتہ نے اون سبکی اسمواز فہرست دی ہے اور
ان حضرات گرامی کا نام نامی بھی اون مین شمار کیا ہے و صاحب طبقات اکبری نے

بالتصریح بتایا ہے کہ سکندر لودی کے امرا مین مولانا چمن (حجابت[1] خاص) و عماد الملک (میر عدل[2]) تھے۔

شیخ عبد العزیز سلطان ابراہیم لودی کے مدار المہام سلطنت تھے بادشاہ کے باغی بھائی کو انکے بہادر فرزند نے گرفتار کیا تھا سلطان سکندر نے اتوار کے دن ۱۷۔ ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ مین سلطنت دنیا سے کنارہ کیا تہا اوسی دن ابراہیم اوس کا چھوٹا بیٹا اگرہ مین تخت نشین ہوا۔

ساقیا نند درین بزم بدان بیرحمی	کہ چو ہنگام طرب جام مدور گیرند
کاس عشرت ز گل خاک سکندر سازند	بادۂ عیش ز خون دل سنجر گیرند

سکندر و ابراہیم کے وقت سے شیخ عبد العزیز کے زمانہ کا پتہ ملتا ہے۔

نواب اعتماد الملک سنبہلی امیر کبیر وزیر خوش تدبیر و صاحب خیر و صلاح تھے جس زمانہ مین شیر شاہ ہمایون کے ساتھ گرم پیکار تھا انھون نے شیر شاہ کی سرکار مین نوکری کی اور اپنی ذاتی قابلیت و جوہر دانش و بلاغت سے تہوڑی مدت مین داخل مقربان بارگاہ ہوگئے۔ جدال و قتال کے معرکون مین دل کہول کر داد شجاعت دی اور ناخن تدبیر سے کارہاے لشتہ کی عقدہ کشائی کی اوسی جنگ مین انکا پیارا بیٹا مبارز خان مارا گیا جب سنہ ۹۴۶ھ نو سو چھیالیس مین شاہ فتحیاب ہوکر تخت دہلی کا مالک ہوا نواب کو

[1] ابتداء سلطنت اسلام مین حاجب نہایت جلیل القدر منصب تہا خلفا کے روبرو وہی سب کام پیش کرتا اور کل احکام وہی جاری کرتا تہا وزیر اعظم تک اوسکے دست نگر رہتے تہے اوسکے ذریعہ سے خلیفہ کی ملاقات ہوتی تھی جب وزرا کے اختیارات کا انتظام ہوا دیوان اور اہل دفاتر مقرر ہوئے تدریجاً حاجب کے رتبہ مین کمی ہوگئی بالاخر اوس کا لقب عرض بیگی و داروغہ دیوانخانہ قرار پایا سلاطین تیموریہ کے عہد دولت مین جو شخص سلطنت قاہرہ کی طرف سے شاہان مطیع و راجگان باجگذار کی اصلاح نیک و بد خبرداری کے واسطے اون کی ریاستون مین رہتا تہا اوسکو حاجب کہتے تھے اب انگریزی سلطنت مین اوسکو رزیڈنٹ و ایجنٹ کہتے ہین ۱۲ تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰۔

[2] میر عدل حاکم عدالت کو کہتے تھے ۱۲

بحسب استحقاق منصب وزارت اعلیٰ پر سرفراز کیا اور اعتماد الملک خطاب دیا سنبھل ان کا مسکن اور وہی مدفن ہے مقبرہ پر گنبد دار عمارت بنی ہوئی ہے سال رحلت دریافت نہین ہوے سنبھل مین انکی نسل کا پتہ پایا جاتا ہے۔

شریعت خان صدر اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین منصب جلیلہ صدارت پر ممتاز تھے مآثر عالمگیری مین بضمن واقعات سال چہتن جلوس عالمگیری وسنہ ۱۰۹۲ ایکہزار بانوے ہجری مذکور ہے کہ شریف خان صدر نے ۱۲ رجب کو رخت ہستی چھوڑا (محمد عادل) و (محمد صالح کنبو) فرزندان مرحوم نے خلعت تعزیت پایا۔ شیخ مخدوم منشی کو خدمت صدارت کل کا اعزازی خلعت ملا۔ اور محمد صالح کنبو بتغیر میرک حسین پیشدستی صدارت پر مقرر ہوا

شیخ عبد المومن سنبھلی قدیم سے عالی خاندان امیر با نام و رؤسا عظام سنبھل سے تھے دربار حضور بادشاہ شاہجہان بادشاہ مین مقرب و منصب دیوان تن حاصل تھا بڑے فیاض و سیر چشم تھے انکے دست کرم نے سنبھل کے محتاجونکو غنی بنادیا تھا نواب سعد اللہ خان وزیر شاہجہان صاحبقران آغاز حال مین انکے اطفال کی تعلیم کیواسطے مقرر ہوکر آپکی رفاقت مین رہا کرتے تھے۔ صاحب ملاحت مقال نے نقل کیا ہے کہ والئے ایران نے شاہجہان کو لکھا جہان مین بہت سے ملک اور کثیر التعداد سلاطین ہین تم جمیع اقالیم کے فرمان روا کب ہو کہ شاہجہان اپنا لقب کیا ہے مصرع عکس ہند نام زنگی کافور بادشاہ کو جواب مین تردد ہوا امرا کو حکم دیا کہ سوچکر جواب معقول عرض کرین سب متفکر تھے۔ سعد اللہ خان معلم اطفال دیوان عبد المومن تھے اونہون نے اپنے آقا سے وجہ تشویش دریافت کر کے کہا حضور شاہ تک میری رسائی ہو تو اسکی عقدہ کشائی ہو چنانچہ حضور مین پہونچائے گئے اور عرض کیا کہ لفظ (جہان) (و ہند کے) اعداد مساوی ہین حقیقةً شاہجہان سے شاہ ہند مراد ہے نہ تمام دنیا کی بادشاہت بادشاہ کو جواب پسند آیا اور یہی نکتہ انکی قرب و منزلت کا باعث ہوا خلعت و اسپ خاصہ عنایت کیا گیا پھر اسی سال سنہ ۱۴ جلوس وسنہ ۱۰۵۱ منصب ہزاری و دو صد سوار و خطاب خانی و داروغگی دولتخانہ

خاص مرحمت ہوا رفتہ رفتہ وزارت کل و منصب ہفت ہزاری پر عروج کیا - ایام وزارت مین بوجہ حقوق پیشین سعد اللہ خان شیخ کے ساتھ مسلوک رہا اونکے لڑکون کو جو اوسکے شاگرد تھے اپنی نیابت مین مناصب دیوانی تن و دیوانی خالصہ پر مقرر کیا اوسوقت انتظام سلطنت چار ارکان پر منحصر تھا - وکیل مطلق اس کا رتبہ سب سے اعلیٰ تھا وزیر بھی اوسکے روبرو کھڑا ہوکر دستخط کراتا تھا بادشاہ کو کسی جگہ مثل دار القضا حاضری دینا ہوتا تو بجائے شاہ وکیل مطلق جاتا - وزیر بند و بست تمامی مداخل و مخارج اوس سے متعلق تھا اوسکے دو نائب ہوتے تھے - ایک دیوان خالصہ درآمد برآمد اہتمام خزانہ اسکے ہاتھ مین تھا - دوسرا دیوان تن جمع خرچ سالانہ و ماہانہ و عطائے جاگیرات و ترقیات مناصب اس سے متعلق تھے ہر نائب کے چار چار پیشکار ہوتے تھے - امیر الامرا جسے وزیر جنگ کہیے بحالی و برطرفی فوج کا اوسکو اختیار تھا - صدر الصدور امور قضا و افتا و احتساب و قواعد معافی و مدد معاش اوسکے اہتمام مین تھے بالجملہ عبد المومن شاہ عبد الرحمن سنبھلی کے مریدان خاص و یاران با اختصاص مین تھے عنایات مرشدی سے اونکو بہرہ وافی ملا تھا بظاہر سلطان مجازی کی خدمت مین کمر بستہ و بحسب تعلقات باطن شاہنشاہ حقیقی کی یاد مین دل خستہ تھے انکے اخلاف مین (محمد جہانگیر) و (محمد انوار) شاہی منصبدار تھے - انکی نسل ابتک سنبھل و مارہرہ مین موجود ہے - از انجملہ نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ نہایت معروف و مشہور شخص مین جدی سلسلہ دیوان عبد المومن خان سے اور مادری حکیم محمد منیر سے ملتا ہی شیخ فضل حسین انکا اور شیخ نجیب علی دادا کا نام تھا دختر نیک اختر انور علی پسر حکیم محمد منیر کے ساتھ انکے باپ کی شادی ہوئی اور یہی توطن امروہہ کا سبب ہوا - نواب صاحب امروہہ مین نشو و نما پایا وہی مسکن ہے - مکارم اخلاق و محاسن اوصاف مین شہرہ آفاق ہین - سادگی بے تکلفی تہذیب انکی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے - تدین - تدبر - نیک اندیشی حق پژوہی - راستبازی - ہمدردی - دستگیری ضعفا - کنبہ پروری - مہمان نوازی - انکا حصہ ہے - بروے علم فارسی عربی مین کامل الاستعداد اور خط نستعلیق کے اوستاد

ہین - طاعات وعبادات مین علاوہ معمولی - فرایض و سُنن کے تہجد اشراق چاشت تک کبھی قضا نہین کیا - انتہائی پابندی صلوٰۃ یہہ ہے کہ جس زمانہ مین سررشتہ دار کلکٹری ضلع علیگڈہ تھے جب نماز کا وقت آتا فوراً کام چھوڑکر حکام مجازی کے اجلاس سے حاکم حقیقی کے حضور مین نہایت خشوع وخضوع سے حاضر ہوجاتے - اور جمعہ کے دن جامع مسجد مین شریک جماعت ہوتے - چونکہ یہہ امور انکی کمال تدین وصلاحیت کی دلیل تھی حکام وقت نے کبھی اسبات کی روک ٹوک نہین کی - جب بجٹ کالون صاحب نے کلکٹری ومجسٹریٹی کی کرسی پر اجلاس فرمایا انکو یہہ امر پسند نہ آیا فرمایا تمہارے چلے جانے سے کام کا ہرج ہوتا ہے عرض کیا نماز مین دیر نہین لگتی چند منٹ مین فارغ ہوکر آجاتا ہون - صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا ضرور ہرج ہے دو کام ایکوقت مین نہین ہوسکتے جواب (مین نماز نہین چھوڑ سکتا) استعفا حاضر ہے - چنانچہ استعفا لکھکر پیش کردیا انکی ایمانداری اور کام مین اعلی درجہ کی قابلیت مسلم تھی صاحب بہادر نے اولاً فہمایش کی اور بالاخر چھ مہینہ کی رخصت دی -

ناظرین مقام غور ہے - اول تو نماز کی مواظبت اور پابندی کرنے والے تھوڑے ہین اور جو ہون بھی تو اتنے مزاحمت پر ایسی جراءت کرنا ہر کسی کا کام نہین - لیکن جس شخص کے پاک دلمین مضمون - [۱] اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ٥ گہرے لفظون مین لکھا گیا ہو اور جس نے - [۲] اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ پر پورا بھروسا کرلیا ہو اوس کا روکنا اور باز رکھنا آسان نہ تھا - سچ ہے مسلمان اور مسلمانی مین بہت فرق ہے گنتی گنانے کو دنیا مین مسلمانون کی کمی نہین لیکن اسلام کے خط مستقیم پر چلنے والے تھوڑے ہین - نظم

۱ ترجمہ کہڑی رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بری بات سے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہو - ۱۲ - آغاز پارہ ۲۱ ۲ ترجمہ البتہ اللہ ساتھ ہے ڈرنے والون کے ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ

سال کا اسلام اگر آسان بدی	ہر کسے چون شبلئے داد ہم بدی
تا نگردی تو مسلمان از درون	کے توانی شد مسلمان از برون

عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنی چھپی ہوئی باتون کا جاننا اور عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ [1] وَهُوَ الْحَکِیمُ الْخَبِیرُ خدا کی صفت ہے - انکی قلبی صداقت اور ارادی استقامت اوسکی جناب مین منظور و مقبول ہوگئی - یہہ علیحدگی جو ظاہر بین آنکھون مین ذرا کھٹکتی ہوگی حقیقتاً ایک بڑی ترقی کا سامان تھا - ایام رخصت ابھی ختم ہونے پائے تھے کہ بحسب اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِینَ [2] لطیفہ غیبی ظہور مین آیا - اور نیز وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا یَعْمَلُونَ [3] - کا وعدہ پورا ہوا - یعنی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام حیدر آباد دکن نے بتعین تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار بولالیا اور جاتے ہی معتمدی دیوانی کے عہدہ پر مقرر کردیا - وہان انکو اپنے جوہر قابلیت دکہانے کا بہت زیادہ موقع ملا محنت دیانت معاملہ شناسی خوش فہمی سے وہ رنگ جمایا کہ تہوڑے ہی عرصہ مین بمشاہرہ بارہ سو روپیہ صوبہ دار سمت شمالی مقرر ہوئے - پہر بیافت اٹھارہ سو روپیہ ماہانہ ہوم سکریٹری گورنمنٹ نظام ہوگئے - اوسکے بعد دو ہزار تین سو روپیہ ماہوار پر ترقی پائی نائب وزیر پیشدست مدار المہام و مشیر سلطنت ہوگئے - پہلے نواب انتصار جنگ خان بہادر - اور پہر دسمبر ۱۸۹۰ء مین نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ کا معزز خطاب ملا - انصرام امور سلطنت و انجام خدمات مین ہر پہلو دولت آصفیہ کی بہبود اور گورنمنٹ نظام کی بہی خواہی ملحوظ رہے - بیریائی اور دیانت داری مین وہ ناموری پائی جسکی نظیر نہین - باوجود ایسے عروج اور اتنے وسیع اختیارات کے اپنی سادگی و وضع انکسار طبع اور تدین و راستبازی کو ہاتھ سے ندینا اسی بہادر نیکدل پاک نہاد مقدس شخص کا

[1] ترجمہ چھپا اور کہلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار ۱۲ پارہ ۷ قریب ثلث [2] ترجمہ تحقیق اللہ نہین کہوتا ہے حق نیکی والون کا ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ [3] اور بدلے مین دین گے ہم اون کو بہتر اونکی نیک کامون کا جو کرتے تہے پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳ -

کام تھا۔ اب آٹھ سو روپیہ ماہوار کی پنشن پاکر خانہ نشین اور امور خیر مین شاغل و مصروف و بہمہ اوصاف موصوف ہین۔

سر سید احمد خان کے ساتھ انکو ابتدا سے تعلق و ارتباط پیدا ہوا لیاقت نے سر سید کے دلمین جگہ کرلی پھر گو یکجائی کا زمانہ ختم ہوگیا لیکن یکجہتی مین روز افزون ترقی رہی اور رہے لیکن جب مسودہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم مسلمانان واقعہ علیگڈہ کا معاملہ پیش ہوا نواب صاحب نے اوسکی نسبت جو رائے تحریر فرمائی ہے اوسکی کمال آزادی سچائی بے ریائی ایمانداری ہمدردی اسلامی و پابندی اسلام کی دلیل کافی و برہان شافی ہے جسکی چند دفعات نظیراً ہم نظر ناظرین کرتے ہین۔

دفعہ ۲۴ سید صاحب یہ تو قبول کرین گے کہ جو محبت اور فکر اونکو اپنی قوم کی نسبت ہے اوس سے بہت زیادہ محبت اور فکر پیغمبر صاحب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی اُمّت سے تھی سید صاحب کے سامنے صرف ایک کالج کا انتظام ہے اور آنحضرت ؐ کے سامنے اس قدر بڑے مذہب کا انتظام تھا لیکن مین اوسی عقیدہ اہل سنت و جماعت کے ساتھ جو میرا اور سید صاحب کا یکسان ہے انکی توجیہ اسبات مین چاہتا ہون کہ آخر نبی ؐ نے کیا کیا یہی کیا کہ خلافت کا مسئلہ امت ہی پر چھوڑا اور خدا جو ایک ایسی جمہوری کام مین ایسے بیہودہ کے نتیجہ سے بخوبی واقف تھا اوس نے بھی کوئی وحی نبی ؐ کو اسباب مین نہین بھیجی کہ اپنے جانشین کا معاملہ نبی ؐ کو اپنے سامنے طے کرنا چاہیئے۔

دفعہ ۲۵ یہ فقرہ جواب مین لکھتا ہون کبھی بھی نہ لکھتا اگر مجکو خوف ہوتا کہ میرے دلایل جو مین اوپر بیان کرتا ہون صرف اسیقدر رکھنے سے غلط ثابت ہوجائین کہ سید صاحب نے بھی خلافت کے اس مسئلہ کو امت ہی پر چھوڑا ہے جسکو اونہون نے اوسکے تصفیہ کے لئے کالج کمیٹی کے ممبرون کے سامنے رکھدیا اور یہ کہدیا کہ اخیر تصفیہ ممبرون کی کثرت رائے پر منحصر ہے مگر یہ عذر صحیح ہوگا سید صاحب نے کم از کم اسقدر کوشش تو ضرور

کی ہے کہ یہہ مسئلہ اونکے سامنے ہی طے ہوجائے حالانکہ اسقدر بھی اونکو اوس اعلی درجہ کے مناسب نہ تھا جسکی ہم سب لوگ ابتدا سے قدر کرتے چلے آتے ہین کیونکہ آنکھون کی مروت اور پیٹھ پیچھے کی بات مین بہت فرق ہوتا ہے اسوقت یہ بات ممکن ہے کہ جو لوگ سید محمود صاحب کو سکرٹری کے عہدہ کے قابل نہ بھی سمجھتے ہون وہ سید صاحب کی مروت سے اقبال کرلین سید صاحب کے بعد یہہ احتمال جاتا رہیگا اوسوقت جو مفید ہوگا وہ بالکل آزادی کا فیصلہ ہوگا جو اوس شخص کے لئے بھی کہ جسکے حق مین فیصلہ ہو البتہ ایک عزت کی بات ہوگی۔

دفعہ ۲۶ پہر واقعات یہہ ہین کہ صرف اسی پر قناعت نہین کیگئی کہ مروت ہی سے کام نکل سکے بلکہ اوس سے زیادہ کارروائی ہوئی ہے مینے بچشم خود سید صاحب کی وہ تحریر بھی دیکھی ہے اور سید صاحب نے اوسکو مخفی بھی نہین رکھا ہے کوئی دقیقہ اس بات کے لئے اوٹھا نہین رکھا گیا کہ رائے دینے والے سید محمود کے حق مین رائے دین۔ رائے دینے والون کو یہانتک خوف دلایا گیا ہے کہ اگر وہ سید صاحب کی اس تجویز سے اتفاق نکرینگے تو سید صاحب صرف سکرٹری عہدے ہی سے استعفا دینگے بلکہ جو مدرسے کے تعلق اسوقت تک ہوا ہے اوس سبکو ملیا میٹ کرکے رکھدینگے ان تحریرون کا اثر رائے دینے والون پر یہہ تھا کہ وہ سمجھے کہ اگر سید صاحب کے خلاف مزاج ہم کوئی رائے دیتے ہین وہ سید صاحب کی بے انتہا ناراضی برداشت کئے بغیر ناممکن ہے پھر اون مین کوئی تھا کہ سید صاحب کی مروت اوسپر غالب تھی اور اسبات سے تو شاید کوئی بھی خالی نہو گا کہ جس کے دلمین سید صاحب کی عظمت کا ادب ملحوظ نہو اور اس قسم کا دباؤ ڈالا گیا ہو تو نتیجہ جو ہوسکتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے مجکو اپنے ایسے دوست معلوم ہین کہ جنہون نے مسودہ کے پڑہنے کی تکلیف نہین اوٹہائی اور یہہ کہکر کہ سید صاحب قوم کے بہت بڑے خیر خواہ ہین اور بہت بڑے دانشمند ہین اونھون نے جو کیا ہوگا اوسمین کچھ مصلحت ہوگی

تمام مسودہ کی نسبت آنکھ بند کرکے ووٹ دیدیا خیر یہانتک بھی پردہ ڈہکا ہوا تھا مگر مین اون صاحبون سے بھی واقف ہون کہ جنھون نے سید صاحب سے کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہین اور اوسکا جواب اونکو ایسے لفظون مین ملا کہ وہ ڈر گئے اور سمجھے کہ اگر اقرار نہین کرتے تو سید صاحب کے ساتھ اپنی قدیمی دوستی اور وضعداری کو قایم نہین رکھ سکتے اور اسبات کو اچھی طرح سمجھکر کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین ناانصافی ہے اونھون نے سید صاحب کی ہان مین ہان ملادی اور ووٹ دیدیا کہ سید صاحب کے بعد سید محمود سکرٹری مقرر کردئے جائین یہ مین کسی چھوٹے آدمی کی طرف اشارہ نہین کر رہا ہون بلکہ ایسے بڑے درجہ والون اور مشہور قابلیت والون اور لیاقتون کے لوگون کی داستان بیان کر رہا ہون کہ اگر اونکا نام لون تو فارسی مین ایک اور انگریزی مین تین سطرین اونکا نام اور خطاب لکھنے کے لئے درکار ہون اس سے زیادہ کونسا نامناسب طریقہ انتخاب کا کام مین لایا جاسکتا ہے اور کیونکر ایسے ووٹون کی بنیاد پر ایسے بڑے مسایل کا تصفیہ ہوسکتا ہے۔

دفعہ ۲۷ میری خود کبھی ہمت نہ پڑتی کہ مین اس ازادی سے اپنی رائے لکھتا اگر مجکو یہ خوف نہوتا کہ ایکدن مرنا ہے اور خدا کے سامنے اپنے اعمال کا جواب بھی دینا ہے اگر ایک خدا کا گناہ ہوجائے تو ممکن ہے کہ اوس سے توبہ کرین اور وہ اپنی رحیمی سے بخشدے انسانون کی متعلق اگر ایک دو کی نسبت کچھ خطا ہوجائے تو اون سے معذرت کرکے صفائی حاصل کرسکتے ہین لیکن قوم اور ملک کا گنہگار کس کس سے اور کہان کہان تک اپنا گناہ بخشواتا پھرے گا تمام عمر بھی اگر صرف ہوجائے تو عہدہ برا نہین ہوسکتا سید صاحب نے بیشک اس ذریعہ کے کالج کے لئے سید محمود صاحب کے انتخاب کو مفید خیال کیا کہ اوسکے حاصل کرنے مین اونھون نے جایز وناجایز دونون ذریعون سے کام لینے کو مباح کردیا ہے مگر مجکو امید ہے کہ اگر سید محمود صاحب اس تفصیل کے ساتھ ان واقعات پر مطلع ہونگے تو وہ خود خیال کرینگے کہ جو انتخاب ایسے ذریعون سے ہوا ہو وہ کوئی عزت کا انتخاب نہین ہے۔

دفعہ ۲۸ مضمون اس حصہ کے متعلق میری بہت کچھ خواہش تھی کہ صرف مسودہ قانون کی نسبت اپنی رائے دیدون اور سید محمود صاحب اور مولوی سمیع اللہ خان کی ذات سے کچھ بحث نکرون اور ہر چند مینے اوسکو سوچا لیکن چونکہ مسودہ قانون مین خود ذاتیات سے بحث تھی لہذا مجکو کوئی راستہ نہین ملا جسمین اپنے مدعا کو اور اپنے دلایل کو بغیر ذاتیات کی بحث مین پڑے ہوئے کافی طور پر بیان کرسکتا باایہمہ اگر مجہسے اونمین سے کسیکی نسبت کوئی ایسی بات لکھی گئی ہو کہ جسکو ناپسند کرتے ہون گو مینے حتی الامکان اوسکے ہر ایک موقع پر ممکن احتیاط کو ملحوظ رکہا ہے تو مین اونکی معافی چاہتا ہون ۱۲-

بالآخر جسوقت قانون ٹرسٹیان پاس ہوگیا اور سرسید کے بعد سید محمود ہی کا سکرٹری ہونا قرار پایا تو جن لوگون نے اس تجویز سے اختلاف کیا تھا سینے کالج کی ممبری اور ٹرسٹی ہونے سے استعفا دیدیا اکثر کالج کے مخالف ہوگئے مگر اس مہذب تال اندیش کو مخلصانہ اختلاف تھا نہ مخاصمانہ اس رائے پر عمل نہونے سے اونھون نے سرسید کے ساتھ بدمزگی اور کالج کے ساتھ بے اعتنائی پیدا نہین کی اپنی اوسی استقامت وضع پر قایم رہے اور کالج جو مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا مرکز و ترقی و بہبود کا آلہ ہے اوسکی امداد و ہمدردی مین ذرا کوتاہی نکی - اوسکے بعد ریاست نظام سے کالج کیواسطے ایک ہزار روپیہ جاگیر مین اضافہ کرایا - دکن سے کالج کے چندہ کی کوشش کی - اور ہمیشہ اپنی ذات خاص سے مدد کرتے رہے - جب سرسید نے ابتداً علیگڈہ مین انسٹیٹیوٹ سوسیٹی قایم کی تھی اوسکے سرگرم ممبر اور اخبار انسٹیٹیوٹ سوسیٹی کے عرصہ تک مہتمم رہے اور اوسمین عمدہ مضامین نگاری کی - جب سرسید نے تہذیب اخلاق مسلمانون کی اصلاح و ترقی کیواسطے جاری کیا اوسمین انکے مضامین نہایت زور و شور سے نکلے - ایک دفعہ جب کسی پولیٹکل وجہ سے تعلق ریاست چہوڑ کر چلے آئے تھے علی گڈہ مین مقیم رہکر نہایت محنت کے ساتھ بورڈنگ ہوس کا کام انجام دیا - اوسکے بعد پہر حیدرآباد بلالئے گئے انکے علمی مذاق کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے وطن امروہہ مین اپنے ذاتی صرف سے ایک مدرسہ

موسوم بہ (تاج المدارس) جاری کیا۔ سرکاری مدرسہ موجودہ مرد ہیہ مین انتفاع عوام کی غرض سے بجائے مڈل کے انگریزی انٹرینس تک کی تعلیم کا بندوبست کرادیا۔ سب سے بڑھ کر یہ ہمدردی اسلامی قابل شکر گذاری ہے کہ انگریزی تعلیم کی وجہ سے جو بدنتائج کا ظہور ہونے لگا اور آزادی پسند نوجوانون کی طبیعتون مین بسبب ناواقفیت اصول مذہبی جدید فلسفہ نے نئے نئے خیال پیدا کر دیے نواب صاحب نے ان خانہ برانداز مشکلات کے رفع کرنیکو اسباب کی کوشش کی کہ انگریزی مدارس مین مذہبی تعلیم کی اجازت دیجائے اور محض تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانون کی اصلاح کی غرض سے اپنا وقت عزیز صرف کر کے دو مہینہ نینی تال پر قیام کیا اور بفضلہ تعالی ایک حد تک اوسمین کامیابی حاصل کی گورنمنٹ نے ہفتے مین دو بار آدہ آدہ گھنٹہ کا وقت مذہبی تعلیم کیواسطے منظور کر لیا اور اوسکا انتظام و نصاب درس کی درستی و خواندگی مین تغیر و تبدل کا اہتمام مسلمانون کی تجویز پر چھوڑ دیا نواب صاحب نے اوسکی قواعد چھپوا دی اور (ندوۃ العلما) سے درخواست کی کہ اسکا انتظام اپنے ہاتھ مین لے و نصاب درس مرتب کرے چنانچہ اجلاس چہارم ۱۷۔ شوال ۱۳۱۳ھ و ۲۱۔ مارچ ۱۸۹۶ء منعقدہ شہر میرٹھ مین جمع علما و حاضرین جلسہ نے گورنمنٹ کی اس عنایت اور نواب صاحب کی سعی کا نہایت مسرت سے شکریہ ادا کیا۔

نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس جس نے ایک سپاہی کے درجہ سے شہنشاہی پر عروج کیا اوسکی سوانح عمری کا انگریزی دان کی امداد سے اپنی زبان مین ترجمہ کیا۔

حضرت رسول مقبول صلعم نے جو نامہ جات شاہان وقت کے نام جاری فرمائے ہین اونکو یکجا فراہم کر کے اور اپنے ذاتی سرمایہ سے چھپوا کر کل جلدین اوسکی مدرستہ العلوم مسلمانان کو وقف کر دین۔

غریب طلبا کو وظیفہ دیتے اور اکثر ایک ایک طالبعلم کو اپنے ذاتی صرف سے تعلیم دلاتے ہین۔ امروہہ و سنبھل اپنے اور اپنے اجداد کے وطن مین کثیر التعداد بیمایہ و معذور مرد عورتون

کی ماہوار تنخواہین مقرر کردی ہین ایک طبیب صرف اسلیئے ملازم ہے کہ اوسکی خدمات بلا اجرت غربا کے لیئے وقف ہون سنا ہے کہ اکثر ادویات بھی غربا کو بلا قیمت دیجاتی ہین۔

کسی بیکس غریب و مفلس کے مکان پر جانے اور اوسیطرح سادگی کے ساتھ اوس سے ملنے جلنے مین انکو ذرا بھی تکلف نہین۔

سب سمجھتے ہین کہ قومی افلاس کس درجہ بڑھ گیا ہے صدہا ناجایز و نامشروع و غیر ضروری رسمین جو شادی غمی کے موقعون پر ہمسایہ قومون کے اتصال یا دولتمندی کے سبب رایج ہوگئی تھین مقتضاء وقت یہ تھا کہ اب اون سے احتراز کیا جاتا پر نہین ساری قوتین سلب ہوگیئن اسمین ابھی مادہ ایجاد موجود ہے تباہ کن اصراف کی وجہ سے اِنَّ المسرفین کا مصداق بننا اور لاتسرفوا ط اِنَّہٗ لایحبُّ المسرفین ہ پر عمل نکرنا فخر منداۂ اولوالعزمی اور مردانہ ہمت جانتے ہین مولوی صاحب نے ڈوبتی ہوئی قوم کو اس دلدل سے نکالنے مین بھی دلچسپی لی ہے چاہتے ہین کہ قوم فضول خرچیون سے محترز ہوکر معتدل حالت پیدا کرے سنہ ۱۳۲۱ ہجری مین ایک رسالہ مصارف شادی کی تخفیف اور اوس سے معذورین و مستحقین قوم کی امداد و پرداخت کئے جانے کے باب مین لکھا عملاً خود اوسکی نظیر اپنے ہان قایم کی۔ بالجملہ اس نکبت قومی کے وقت مین من کل الوجوہ جو اوصاف گزیدہ انکی ذات باصفات مین مجموعاً پاسے جاتے ہین جہانتک میرا خیال ہے نہ صرف اپنی قوم و قبیلہ خاص بلکہ اسلامی دنیا مین آج اونکا نظیر کم ملے گا اونکی ذات ستودہ صفات اکابر سلف کی عمدہ و قابل تقلید نمونہ ہے۔

مینے چاہا تھا کہ اس فخر قوم بزرگ کے حالات ذرا اور تفصیل سے لکھے جایین اور اوسکے معلوم کرنے مین کوشش بھی کی خود حضرت معزی الیہ سے مستدعی ہوا اونھون نے اس امر خاص کی نسبت جو جواب دیا ہے وہ فقرات بجنسہ یہان درج کئے جاتے ہین۔ وہو ہذا جو کچھ مہربانی سے میرے نامۂ اعمال کی نسبت ارشاد ہوا ہے اوسکی شرح میرے قلم سے مشکل ہے اسلیئے کہ اپنے

معائب سے جس قدر مجکو وسیع اطلاع ہے ایسی کسی دوسرے کو نہین ہے اور وہ اسقدر زیادہ ہین کہ محاسن کو بالکل اپنے مین ڈہکے ہوئے ہین یہ نہ میرے لئے انصاف کی بات ہوگی اور نہ ایک مورخ کے لئے کہ وہ حسنات کو تو بتلا دے اور سیئات سے درگذر کرے پس اگر شرح احوال پُر اختلال میرے ذمہ ہو تو وہ سرتاسر ایک خرابائی دفتر ہوگا +

اسکے بعد ایک اور عنایت فرمائے جو اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزون و مناسب تھی خط کتابت کی گئی بعد چندین تحریرات اونھون نے مفصل واقعات کی اطلاع دہی کا اطمینان دلایا لیکن بالآخر وہ اپنے وعدہ کو پورا نکر سکے اور نتیجہ مین ناکامیابی کا افسوس رہا۔

دبیر بے نظیر والا پایہ گاہ امارت دستگاہ شیخ عنایت اللہ باشندہ لاہور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین خدمات دیوانی و میر منشی گری پر مامور تھے انشا پردازی مین جو سحرکاری اونکو حاصل تھی وہی باعث عروج ہوئی ابتدا ئً عدالت شاہی مین عرائض نویسی کیا کرتے تھے نقل ہے۔ کہ ایک روز کسی مفلس برہمن نے درخواست کی۔ میرے دو لڑکیان ناکتخدا ہین تہیدستی اونکی ازدواج کی مانع ہے آپ عرضی لکہدین تو حضور شاہی مین پیش کرکے بخت آزمائی کرون اونھون نے قلم اوٹھا کر دو حرفی عرضداشت ان الفاظ مین لکہدی (این عاجز بیارہ و عاجزہ عاجز ہے چو عاجز رہانندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا) برہمن نے عرضی اعلی حضرت شاہجہان بادشاہ کے حضور مین پہونچادی بادشاہ نے بملاحظہ عرضداشت حسن خط ادائے مضمون طرز تحریر پسند کرکے برہمن کو بلایا اوس نے نویسندہ کا نام و نشان بتایا چوبدار کو کاتب عرضداشت کے پیش کرنے کا حکم ملا عنایت اللہ حاضر دربار ہوئے آداب شاہی بجالائے بات چیت طور و قیافہ سے قابلیت کا اندازہ کرکے بسبب کمال جوہر شناسی جو اعلی حضرت کی ذات مین ودیعت تہا اپنی میر منشی گری پر مقرر فرمایا۔ نقل ایک مرتبہ بادشاہ نے کسی امیر کے نام فرمان لکھنے کا حکم دیا تھا عنایت اللہ بہول گئے دوسرے دن

جب حاضر حضور ہوئے بادشاہ نے فرمایا فرمان لکھدیا عرض کیا طیار ہے اور سادہ کاغذ
ہاتھ مین لیکر فرفر پڑھ سنایا بادشاہ نے مضمون و مطالب کو پسند فرمایا پھر وقت مین آکر قلمبند
کیا جب بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی بہت خوش ہوا اور بعطاے خلعت و انعام
و اضافہ منصب سرفراز کیا **بہار دانش** انکی تصنیف سے مشہور کتاب ہے جو آغاز سال
سنہ ۱۰۶۱ ایکہزار اکسٹھ ہجری مین بعہد شاہجہان بادشاہ مرتب ہوئی محمد صالح کنبو نے
جسکو انکے ساتھ نسبت ہم گوہری و شاگردی حاصل تھی ایک دیباچہ اس کتاب کا لکھا
ہے عنایت اللہ کی فکر سخن مین سحر کاری اور اوسکی رشحات قلم کی معجز نگاری محتاج دلیل
و برہان و حاجتمند تفسیر و بیان نہین۔ بہار دانش باعتبار فصاحت و بلاغت و متانت
عبارت جس خوبی کی کتاب ہے ماہران زبان واقف ہین اوسکی نسبت زیادہ بحث
کرنے کی ضرورت نہین اڑہائی سو برس تک یہہ کتاب داخل درس   ہر بیتدی
و منتہی رہی ہے۔ مصنف کی قابلیت اور اوسکے زور قلم کا ہر شخص کو اعتراف رہا ہے۔
الا اوسکے مضامین جو مکار عورتون کی مکایدہ کے ظاہر کرنے مین ایک صاف و شفاف
شیشہ کا کام دے رہے ہین بعضی طبیعتین پسند نہین کرتین ذرا غور کیا جاوے تو اعتراض
زیادہ باوقعت نہین ہے دانشمندون نے پند و نصایح کرنے اور حسن و قبایح بتانے کا
ایک انداز اور کوئی طرز خاص اختیار نہین کیا کبھی صریح گاہی کنایہ استعارہ مین بیان کرتے
ہین کبھی اصلی واقعات اور گاہ فرضی قصص و حکایات لطافت و ظرافت کے پیرایہ مین اور
بعض اوقات جانورون کی زبان مین لکھتے ہین غرض مختلف اقسام کی اخلاقی امور
کثرت کے ساتھ موجود ہین عورتون کے مکاید کسی بسوط اور مستقل کتاب مین منضبط نہین تھے
حالانکہ عورتون کی نسبت دنیا کے تمام مذاہب و اقوام نے بے اعتباری ظاہر کی ہے۔
زمانہ قدیم کے کل مقنن قریب قریب عورتون کے باب مین ہمرای و ہمزبان ہین۔ ہندؤنکا
قانون کہتا ہے تقدیر۔ طوفان۔ موت۔ جہنم۔ زہر۔ زہریلے سانپ انمین سے کوئی اسقدر

خراب نہین جتنی عورت - آنحضرت[ص] سے دو ہزار سال پہلے (منو) ہندوستان نے [illegible]
نے اس بے اعتباری کو صاف الفاظ مین ظاہر کیا ہے "کسی عورت کو [illegible]
اسقدر کافی ہے کہ وہ کسی مرد کے ساتھ اتنی دیر علیحدہ رہی ہو جتنی دیر [illegible]
جاسکتا ہے" (منو) کا قانون کہتا ہے کہ عورت صغیر سنی مین ماں باپ کی [illegible]
مین شوہر کے بعد بیٹون کی بیٹے نہون تو اقربا کی کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس [illegible]
مختاری سے زندگی بسر کرسکے - کتاب[۲] مقدس مین لکھا ہے عورت موت سے [illegible]
عہد قدیم کے باب وعظ مین ہے جو خدا کا پیارا ہے اپنے کو عورت سے بچا سکتا [illegible]
آدمیون مین ایک خدا کا پیارا پایا لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک بھی ایسی [illegible]
کی پیاری ہو - چینیون[۳] مین مثل ہے اپنی بی بی کی بات سُننی چاہیے لیکن اوس [illegible]
جاوے - روسی[۴] مثل ہے دس عورتون مین ایک روح ہوتی ہے - اٹالیون[۵] کا قول [illegible]
اچھا ہو یا بُرا اوسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی یا بُری ہو اوسے مار کی ضرورت [illegible]
کی زبان مین مثل ہے بُری عورت سے بچنا چاہیے - مگر اچھی صورت پر بھی بھروسا [illegible]
خود کلام پاک مین فرمایا گیا ہے - اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ[۶]
(البتہ تمہارا فریب بڑا ہے ۱۲)
جامی سعدی وغیرہ مصنفین نے بھی بعض حکایتین مختصر و متفرق طور پر اس مضمون [illegible]
ہین - ایک شاعر کا کلام ہے **قطعہ**
(غالب دہلوی ۱۲)

به آدم زن بشیطان طوق لعنت	سپردند از ره تکریم و تذلیل
ولیکن در اسیری طوق آدم	گرانتر آمد از طوق عزازیل

مصنف بہار دانش نے وہ تمام امور شرح و بسط سے ایک علیحدہ کتاب مین [illegible]
تاکہ دور اندیش آدمی چالاک عورتون کے فریب سے بچا رہے اور اونکے دام تزویر مین [illegible]
نہو سکے عبارت کی عمدگی نے کتاب کو قبولیت کا درجہ دیا دلچسپ قصص نے [illegible]
کو ربط عبارت بندش الفاظ حسن انشا کا شیفتہ کیا بلکہ جیسا اعلیٰ مقتضیٰ [illegible]

لکھی گئی تھی اوس کا اچھا نتیجہ پیدا ہوا **میسرے دوستو** بدکردار عورتوں کی نسبت بوجہ اونکی ناقص العقل ہونیکے جو کچھ لکھا پڑھا گیا اور کہا سنا جائے تھوڑا ہے پھر بھی عورتوں کی طرف سے بالکل بے اعتنائی و بالعموم بدخیالی و بے اعتباری مناسب نہین وہ خداوند تعالی کی عمدہ ودیعت ہین اونمین بہت سی خوبیان و محبوبیان پائی جاتی ہین قدرت نے اونکو ضعیف الخلقت بنایا ہے اونمین لینت نرمی خدا ترسی رحمدلی غمخواری دردمندی زیادہ ہے اونھون نے حیات اُخروی کے اعلیٰ مراتب - اور معاد کے اقصی مدارج حاصل کرنے مین مردون سے کم حصہ نہین لیا مذہب اسلام جو دنیا کے تمام مذاہب مین سے مہذب معتدل و محمود ہے اوس نے اونکے ساتھ رفق و ملایمت اور سلوک و مصالحت رکھنے کی ہدایت کی ہے معہذا امور معاشرت دنیوی مین بھی عورتین نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوئی ہین کسی نے سچ کہا ہے ؎

	عیش دنیا با زن و دندان بود		بے زن و دندان جہان زندان بود	

مصنف بہار دانش کی ایک انشا بھی ہے اوسمین فرامین شاہی اور خطوط جو لایق مصنف نے اپنے عزیزون کو لکھے ہین اور دیباچہ و خاتمہ بعض کتب کے نثرین تحریر کی ہیت

محمد صالح کنبو مصنف شاہجہان نامہ نے ۱۰۷۲ھ ایکہزار بہتر ہجری مین بعہد ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی جمع کیا ہے - **اشرف الصحایف** اس انشا کا نام ہے - دو رقعہ غیر منقوط الفاظ مین لکھے ہین - ایک ۲۳ سطر کا - دوسرا ایکسو گیارہ ۱۱۱ سطر کا جسمین کوئی نقطہ دار حرف نہین آیا - پہلا رقعہ صدر الصدور کے نام ہے اسمین ایک عالم کے اودرار معینہ کے اجرا کی سفارش کی گئی ہے مضمون یہہ ہے کہ ملا معصوم مدرس مدرسہ معطرہ نے راہ مکہ مین انتقال کیا اونکے فرزند ملا محمد عاصم نے دار السرور لاہور مین بجاے اپنے باپ کے علوم حدیث و فقہ و تفسیر و کلام کا درس دینا شروع کیا ہے حاکم لاہور نے روزینہ مقررہ بند کر دیا ہے وہ بدستور جاری کر دیا جاے - اس سے انکا علم دوست و ہوا خواہ علما ہونا ثابت ہوتا ہے - دوسرا رقعہ ایک دوست کے نام ہے اوسمین فتوحات

شاہی کا مذکور ہے بادشاہ کی تعریف مین جو نظم بے نقطہ لکھی ہے اوسکے چند اشعار یہان درج کئے جاتے ہین۔

عماد عالم و عادل سواء عرصۂ ملک	اساس طارم اسلام و سرور عالم	ملک عماد و عطارد علوم و مہر عطا
سماک رمح و اسد حملہ و ہلال علم	دل مطہر او ہمدم کلام علوم	دم مکرم او مورد صلاح امم
رسوم محکم او کرد حکم عالم رد	سموم حملہ او کرد کار اعدا گم	ہم او ہم دل او دار عدل امصار
ہم او ہم دم او دای ملک را مرہم		

رقعات سے شیخ کا کابل و قندہار جانا وہان کے جلسے زمین کابل کی برف باری و زمستانی موسم کی بہار معلوم ہوتی ہے۔ غرض انشاپردازی مین یہ شخص اوستاد وقت تہا۔

خواجہ حسن ملتانی مارہروی ابن خواجہ بڈہی ابن خواجہ عبدالرحمن حسب مصرحہ کتاب سلسلہ عالیہ انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے شیخ عبداللطیف کے ساتھ ملتا ہے شیخ عبداللطیف عابدین و مجاہدین مین سے تھے جو قریب زمانہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان مین آئے اور بندائے جاہد الکفار بلند فرمائی اونکی اولاد ملتان مین جاگزین ہوئی۔ خواجہ حسن چار بہائی تھے۔ احمد قاسم۔ و احمد ہاشم و محمد امین و خواجہ حسن دو بہائی اخر الذکر تحصیل علم کے شوق مین دورو سیر کرتے ہوئے سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری ابتدائے سلطنت ہمایون بادشاہ مین ملتان سے چلکر بحسب اتفاق قصبہ طیبہ (مارہرہ) مین پہنچے انکے آنے سے پہلے **خواجہ عماد الدین المعروف شیخ عماد قریشی ملتانی** جو انکی قوم و قبیلہ سے تھے معہ اہل و عیال خود کمبوجہ سے ملتان چھوڑکر **مخدوم شیخ ظہیر الدین** قدس سرہ کے مرید و مستفیض بیعت ہو کر وہین سکونت پذیر ہوگئے تھے اور شیخ کی توجہ سے اونکو بہت جمیعت و فارغ البالی حاصل تھی۔ شیخ اکابر افاضل اور اجلہ مشائخ سے تھے انکا مزار اندرون آبادی (مارہرہ) محلہ گڑہ احمد سعید خان مین زیارت گاہ خلایق ہے جب یہ دونون بہائی مارہرہ آئے بوجہ رابطہ قومی محمد عماد کے مکان پر فروکش ہوئے

پہلے حضرت مخدوم قدس سرہ سے علم کی تکمیل کی۔ بعد فراغ علمی رسم بیعت بجا لائے محمد عماد
کی دو لڑکیاں نہیں مخدوم صاحب نے بجہت اتحاد قومی دونوں لڑکیوں کے ساتھ ان
دونوں بھائیوں کا نکاح کرادیا یُمن توجہ حضرت مخدوم یوماً فیوماً انکو ترقی ہونے لگی۔ جب
شیر شاہ افغان سور ہمایوں بادشاہ پر غالب آیا اور ہندوستان کا بادشاہ ہوا اوس نے
رفاہ رعایا کی غرض سے عمدہ عمدہ انتظام کئے ہر پرگنہ میں چودہری اور قانونگو مقرر کیا تاکہ دفتر
شاہی میں پرگنات کا حال مفصل معلوم ہوتا رہے اور نیا عامل پرگنات کے جمع وحالات
جزئیہ وکلیہ کے معلوم کرنے کا محتاج نہو۔ چنانچہ (مارہرہ) کے پرگنہ میں خواجہ حسن بڑا در
خرد محمد امین از روئے علم وفراست وعقل وکیاست وشرافت نسب ان عہدوں کے
واسطے نامزد اور منتخب ہوئے ۹۴۹ھ نوسو انچاس ہجری میں دونوں عہدہ انکو عطا کئے
گئے۔ اوسوقت سے اس دم تک ان عہدوں کا تعلق انکے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ
اور بضمیمہ ان عہدوں کی کل ریاست اس قصبہ کی انہیں کی اولاد میں چلی آتی ہے
چنانچہ ہنوز چودہری عنایت الٰہی جو خواجہ حسن سے دسویں پشت میں ایک ہنرمند نیک سیرت
واخلاق مند شخص ہیں گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدہ قانونگوئی کی پنشن پا رہے ہیں مگر اب چند
سال ہوئے کہ قانون جدید انگریزی کے موافق عہدہ قانونگوئی کا حق موروثیت زایل
ہوگیا ہے انکی نسل میں خداوند تعالیٰ نے برکت عظیم عطا فرمائے بہت سے ہنرمند ذی تعلیم
اور صاحب ثروت وامارت گذر چکے ہیں ایک جماعت کثیر انکی اولاد کی اب بھی قصبہ مارہرہ
میں موجود ہے۔ وانہ از خرمن وخارے از گلشن۔ ریاست قدیم کے کچھ آثار پائے جاتے
ہیں چودہری عنایت الٰہی کے دادا چودہری کرم اللہ کے نام کا فرمان عطیہ شاہ عالم بادشاہ
ہمنے دیکھا ہے فرمان کی پشت پر خلاصہ عرضی کرم اللہ اور کیفیت دفتر ومہر وزیر الممالک
ابو المنصور خان صفدر جنگ یحییٰ خان اصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ ودیگر امرا واہل دفاتر
کی مہریں دستخط وعبارتیں بکثرت درج ہیں جنہیں طوالت کے سبب ہم قلم انداز کرتے

ہین یادگار کے طور پر اصل فرمان کی نقل کی جاتی ہے کیفیت دفتر مندرجہ پشت فرمان سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ اوسوقت کاغذات پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافۃ اکبر اباد بابت سال ۱۱۷۴ ف دستخطی اعظم خان جد چہارم کرم اللہ کے دفتر شاہی مین موجود تہی اور خدمت چودہری و قانونگوئی اونکے نام مقرر تہی ۔

ہو الغالب

باسمہ سبحانہ و تعالی شانہ



فرمان بادشاه عالیجاه المظفر
جلال الدین محمد شاه عالم

درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان

واجب الاطاعت و الاذعان صادر شد کہ خدمت چودہری و قانونگوئی پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافۃ اکبرآباد موافق معمول قدیم در وجہ انعام التمغائی کرم اللہ ولد عتیق اللہ ابن محمد عزیز با فرزندان از ابتدائے ربیع ئیلان ئیل بمعافی تصدیق و یادداشت و پیشکش معہ رسوم نانکار وغیرہ مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار عالی نسب والانبار و وزرائے ذو الاقتدار و امرائے عالی مقدار و متصدیان مہمات دیوانی و متکفلان معاملات سلطانی ابداً و موبداً در استقرار استمرار این حکم مقدس معلی کوشیده مشاراً الیہ را نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن خالداً و مخلداً چودہری و قانونگوئی مستقل پرگنہ مذکور دانستہ دیگرے را سہیم و شریک او ندانند و رسوم چودہرائی و قانونگوئی

موافق معمول قدیم مید ہایندہ باشند و دست تصدی موم الیہ درامور متعلقہ خدمات مزبور مستقل دانند و از صوادم تغیر و تبدیل مصوٗن و محروس شمارند درینباب تاکید اکید و قدغن مزید دانستہ ہر سال سند و نظلبند و از یرلیغ کرامت تبلیغ والاتخلف والانحراف نوازند تاریخ پنجم شہر رمضان المبارک سال سی و نہم[۳۹] از جلوس ابد مانوس مقدس معلی زیب تحریر یافت۔

شاہ عالم ۴- جمادالاول ۱۱۳۱ھ مین پیدا اور ۴- جمادالاول ۱۱۷۳ ہجری کو تخت نشین ہوا اور ۷- رمضان ۱۲۲۱ ہجری مین رحلت کی اور کرم اللہ نے ۲۸- شعبان ۱۲۲۶ ہجری کو انتقال کیا

وزیر محمد الملقب وزیر خان باشندہ مارہرہ خواجہ حسن سے تیسری پشت نہایت مخیر اخلاقمند صلاح و تقوی جود و سخا مین بے نظیر تھے سید العارفین مرشد العالمین حضرت سید عبد الجلیل بن شیخ عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ جو اولیا کرام سے تھے انہین کے زمانہ مین ۱۰۱۷ ایکہزار سترہ ہجری کو مارہرہ تشریف لاکر رونق افروز سجادہ مشیخت ہوئے وزیر خان کو عالم رویا مین مکرر بشارت ہوئی تھی کہ تمہارا پیر صاحب ولایت مارہرہ سمت مشرق سے آتا ہے اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور صورت بھی دکھائی گئی تھی بعد تکرار مرتبہ ہوکر جماعت صلحا اور رؤسا کے ساتھ شہر سے باہر نکلے۔ اترنجی کہیڑہ ایک مقام ہے مارہرہ سے چار کوس پورب کی طرف پہلے یہان ایک بڑا راجہ رہتا تھا جسے راجہ بین کہتے تھے۔ سلطان[۱] معزالدین سام ملقب بہ شہاب الدین غوری نے راجہ سے جنگ کرکے اوس مقام کو سرنگ سے اوڑا کر پلٹا دیا ہی وہ جگہ پھر آباد نہین ہوئی جنگل ویران پڑا ہوا ہے گاہ گاہ پرانے سکہ کے روپیہ پیسہ کسیکو مل جاتے ہین ایک بزرگ کا وہان مزار بھی ہے جو حسین شہید کے نام سے مشہور ہے شاید اوسی معرکہ کے شہدا مین سے ہون۔ اوس پر انبوہ جنگل مین برگ نباتات سے سترپوشی کئے

---

[۱] یہ بادشاہ شجاع عادل خدا ترس تہا ۵۶۹ھ مین غزنین پر حکمران ہوا چند مرتبہ ہندوستان پر لشکر کشی کی ۵۸۸ھ ہجری مین راے پتہورا قتل اور ۵۸۹ھ مین دہلی دارالاسلام ہوا - ۳- شعبان ۶۰۲ ہجری قریب غزنین بمقام دمیک شہید ہو گیا ۳۲ برس چند مہینہ سلطنت کی پانچسو من الماس جواہر نفیس چھوڑا دیگر مال و متاع کو اسی پر قیاس کر سکتے ہین ۱۲

ہوئے آپ مراقب بیٹھے تھے جب وزیر خان پہونچے فرمایا وزیر خان تو آگیا انہون نے بھی اوس شبیہ سے جو خواب مین دیکھی تھی پہچانا اور جلال ولایت کا رعب و اثرا نپر غالب ہو گیا فوراً قدمبوس ہو کر مارہرہ لائے اور معہ جمیع اکابر واصاغر مرید و مستفیض ہوئے حضرت میر پر پہلے جذب غالب تہا بارہ برس کامل صحرا گردی و بیابان نوردی و تجرید و تفرید مین برگ نباتات سے قوۃ لایموۃ کیا اب سلوک مین آئے تھے۔ تقریباً چالیس برس ہنگامہ ارشاد گرم رکھ کر بعہد شاہجہان بادشاہ ۵ صفر ۱۰۵۵ھ کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے مزار پر انوار حضرت کا مارہرہ مین زیارت گاہ خلایق ہے۔ انکی اولاد مین بڑے بڑے نامی مشایخ اور اولیاء کبار گذرے ہین اور انکی اولاد کا ایک خاص محلہ جسکو (پیرزادون کی بستی) کہتے ہین مارہرہ مین آباد ہے (آثار احمدی) مصنفہ عنایت حسین طبیب مارہروی حضرت میر کے خاندان کے حالات کی خاص تاریخ ہے۔ بالجملہ وزیر خان ایک نامور رئیس تھے قبولیت خداداد حاصل تھی سجلات قدیم سے ۱۰۸۰ ایکہزار اسی تک انکا منصہ حیات پر جلوہ گر ہونا پایا گیا ہے۔

گھورن خان وزیر محمد خان کے پوتے نہایت بہادر و شجاع و صاحب عزت و جاہ تھی باہم انکے اور راجہ کشن سنگھ ایٹہ والہ کی جو رایان والا تبار مین سے تہا بہت دوستی تھی دونون پگڑی بدل بہائی بن گئے تھے آخر راجہ کی امداد مین کسی معرکہ جدال و قتال مین مردانہ وار شہید ہو گئے۔

غلام حسین خلف کریم الدین محمد وزیر محمد خان سے چوتھی پشت امارت وریاست مین مشاہیر زمان قابلیت مین رشید خاندان علم و دانش و حذاقت و فن مصوری موسیقی سہنس کرت مین بے نظیر نہایت خوبصورت نیک سیرت رنگین طبع خوش مزاج عالی ہمت فراخ حوصلہ خط نسخ مین اوستاد نغمہ وسرود کے شایق تصنیفات ہندی مین اوستادون پر فایق تھے پچاس برس کامل اسیطرح نشاط و کامرانی و علوجاہ کے ساتھ حکمران رہے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ بارہ سو چالیس ہجری مین بعد نماز صبح کدورت گاہ فنا سے نزہتگاہ بقا

کی راہ لی حضرت سید شاہ گدا صاحب سجادہ سرکار خرد مارہرہ نے یہ فقرہ آہ غلام حسین
مین تاریخ وفات کہی -

محمد جیون خان وزیر محمد خان کے چھوٹے بیٹے صاحب ثروت وجاہ تھے بارگاہ خسروی
مین حاضر ہوکر مجدد اُسند عہدہ وریاست حاصل کے پایان عمر تک با اقبال رہے -

عمر خان شہید خواجہ حسن ملتانی مارہروی کے دوسرے بیٹے رئیس مرتاض نہایت
فیاض مجمع البحرین فضایل صوری ومعنوی صلاح وتقوی مردانگی ہمت خلق ومروت مین بے نظیر
وقت تھے جلال الدین اکبر بادشاہ جب مارہرہ مین خیمہ انداز ہوا انکا ذکر خیر سنکر باریابی کا
حکم دیا اور وقت ملاقات بملاحظہ قابلیت مورد الطاف خسروانہ کیا موقع پاکر طعام ماحضر لانی
کے مستدعی ہوئے اور منظوری سلطانی حاصل کرکے بڑی دہوم دہام کی دعوت کی
بادشاہ نے انکی وسعت حوصلہ حسن سعی اور خوش سلیقگی کی داد دیکر دریافت کیا جو مدعا
اور ضرورت ہو اوس کا اظہار کیا جاے بمقتضاے استغنار ذاتی انہون نے کچھ خواہش
نکی تاہم بادشاہ نے پانچہزار بیگھہ پختہ آراضی بنام مقبوضہ خاص سمت شرقی ملحق آبادی
قصبہ مارہرہ معہ فرمان عشر اور سند صید دعہدہ چودہری وقانونگوی عطا فرماکر باعزاز
رخصت کیا انہون نے اوسی زمین مین محلہ جداگانہ آباد کیا جواب (کنبو محلہ) کے نام سے
مشہور ہے اوسکے قریب سراے وبازار بنایا اور محلہ مین مسجد تعمیر کرائی سنہ ۹۷۰ نوسوستر ہجری
وسنہ جلوس اکبر بادشاہ مین ہمراہ کسی سادات کے حسبتہً للہ شہید ہوگئے مرقد انکا مارہرہ
مین ہے سید شاہ جلال لیسوی قدس سرہ متخلص بہ خرد جو ایک اکابر طریقت سے تھے
اوتہون نے تاریخ شہادت یون لکھی ہے **تاریخ وفات**

از باغ جہان رفت عمر خان افسوس	گردید بزیر خاک پنہان افسوس
تاریخ وفاتش ز خرد پرسیدم	گریان شد و گفت حیف واز خان افسوس

انکے پوتے **شیخ محمد** خلف ارشد علیخان صاحب حکومت وثروت تھے اونکی پہلی شادی دختر

عالی اختر نواب شہباز خان اکبری کے ساتھ اور دوسری عشیرہ کنبوہان سنبھل مین ہوئی تھی پہلی بیوی سے محمد شریف خان نہایت ذیجاہ و مرتبت ہوئے سجلات قدیم سے سنہ [illegible] ھ مین انکا بقید حیات ہونا پایا گیا ہے کول مین محمد سعید خان شہید شاہجہانی کی دختر بلند اختر سے ان کی شادی ہوئی تھی انکے بیٹے **محمد افضل** بڑے بختمند فروغ کاشانہ ریاست تھے سوبرس کامل نہایت جاہ و جلال کے ساتھ رہے سنہ ۱۱۵۵ گیارہ سو پچپن ہجری مین رحلت کی مسجد جامع مارہرہ انکے آثار خیر و صلاح کی نشانی ہے **تاریخ بنا مسجد**

در جہان این قصر نور آگین شدہ	نور او بر چہرہ پروین شدہ
سال تاریخ اساسش گفت خضر	مسجد افضل بنائے دین شدہ ۱۱۴۵

محمد عاقل شیخ محمد کے پوتے دانشمند بلیغ تھے وراثت قدیم پر اکتفا کی اپنے خسر محمد جیون کے ساتھ بارگاہ خسروی مین باریاب ہو کر سند تجدید عہدہ موروثی کی لی اور بہت جمعیت و اقتدار سے بسر کی **کرم علی** محمد عاقل کے بیٹے نواب غالب جنگ احمد خان بنگش والی فرخ آباد کی رفاقت و ملازمت مین نہایت مقتدر و معزز رہے سنہ ۱۱۹۳ گیارہ سو ترانوے ہجری مین انتقال کیا۔

نیاز علی بن کرم علی حسن صورت و سیرت جود و سخا ثقاہت وضع متانت طبع دانش و قیافہ جو صفات بشری چاہئین انمین سب موجود تہین پایان شباب تک باپ کی زندگی مین دنیا کا عیش جیسا چاہیے سب کر لیا رات دن یاران رنگین طبع کے ساتھ گل چہرّے اوڑاتے بعد مرگ پدر مسند ریاست پر رونق طراز ہوئے اور خوب ناموری حاصل کی جب عیش و طرب سے طبیعت سیر ہو گئی حق شناسی کی طرف میل ہوا حضرت قدوۃ الاصفیا سید شاہ آل احمد اچھے[1] میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفید بیعت و مستفیض طریقہ باطن ہوئے بعد کسب اشغال مراقبہ تلاوۃ

[1] حضرت اچھے صاحب اپنے وقت کے مشاہیر اولیا سے تھے ۲۰۔ رمضان سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو انجمن امکان مین جلوہ افروز ہوئے (سلطان مشائخ جہان) تاریخ پیدائش ہے اور ۱۷۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ ہجری کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے بڑے بڑے نامی گرامی عالم فاضل اصحاب شریعت آپ سے مستفیض بیعت طریقت اور آپ کے حلقہ ارادتمندون مین داخل تھے مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی آپکی شان مین فرماتے ہین ؎ نداند جز جنید و شبلی از سیر مقاماتش ٭ بگویم با کہ کشفی داستان آل احمد را

وجود سے کشایش راہ مقصود ہوئے بتوجہ مرشد کامل تہوڑے عرصہ مین استغراق کلی ہوگیا پہر تمکین وسلوک مین آگئے بحکم مرشدی دل بیار و دست بکار پر عمل رہا وحدۃ الوجود مشرب تہا عہدہ کا کام چہوڑا تہین جو فتوح آتا علاوہ یا محتاج خود محتاجونکو تقسیم کردیتے۔ بات مین تمکین وفصاحت تھی۔ رموز تصوف واسرار حقایق اشارات وکنایات مین ادا فرماتے۔ فن موسیقی ہندی کو اون سے بہتر جاننے والا اوسوقت اس نواح مین کوئی نہ تہا۔ گاہ گاہ بحسب تفنن طبع خلوۃ مین کچھ گاتے تو سننے والے بیخود ہوجاتے۔ قریب پچاس برس بجمعیت صوری ومعنوی کوس یکتائی بجاتے رہے۔ کاسگنج جو مارہرہ سے چار کوس سمت شمال ہے وہان ناظم وقت سے ملنے گئے تھے ناگاہ رات کو درد احشا مین مبتلا ہوئے صبح تدبیر تسکین کرکے اپنے کام مین مشغول ہوگئے بعد ادائے نماز ظہر بہ بیداری دل وآگاہی باطن ودیعت جان خدا کو سونپی نعش مارہرہ لاکر دفن کی گئی۔ ۲۲ شعبان ۱۲۱۶؁ بارہ سو سولہ ہجری کو یہ حادثہ پیش آیا

تاریخ وفات من نتایج فکر حکیم عنایت حسین مصنف سلسلہ عالیہ وغیرہ

	یکایک بملک عدم بُرد پے		ز دنیائے دون چون نیاز علی	
	بود در بہشت برین جائے وے		خرد فکر سعدی پسندید و گفت	

مصرع اخیر تمام تاریخ ہے۔

چودہری حمایت حسن بن رونق حسن محمد عاقل سے چوتہی پشت اپنے عہد مین مارہرہ کے نامی گرامی رئیس وعلاقہ دار فیل نشین نہایت خوبرو وجیہہ تنومند وشجیع تہے۔ ایام غدر ۱۸۵۷؁ء مین گورنمنٹ انگلشیہ کے خیر خواہ اور مورد لطف حکام ذیجاہ رہے شہر مارہرہ کی خوب حفاظت کی ہر موقع پر بلوائیون سے بچایا۔ گہوڑے ہاتھی مرغ بط کبوتر لعل طوطی مینا طرح طرح کے جانور رنگ برنگ کی چڑیان چہوری کٹاری بندوق تلوار قسم قسم کے ہندی ولایتی یورپی ہتیار ہر چیز کا ذوق وشوق تہا فن طب مین عمدہ دستگاہ تہی حکیم عنایت حسین مارہروی مولف کتاب ریاض احمدی وآثار احمدی وغیرہ سے جو طبیب والا پایگاہ تہے طب پڑہی تھی اونہین

مطب کیا تھا۔ ۲۰۔ شوال روز پنجشنبہ ۱۱۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین ڈیڑہ پہر دن چڑہے بیک ناگاہ اچہے خاصے موہنہ کی راہ خون کثیر ڈالکر بیک چشم زدن سب جاہ و حشم چہوڑ کر جہان گذران سے عالم جاودانی کو سفر کیا۔ ؎

جہان اے برادر نماند بکس		دل اندر جہان آفرین بندو بس	

کوئی اولاد نہین چہوڑی۔ انکی جائداد کثیر انکی ہمشیر کے نواسون پر منتقل ہو گئی جنمین حافظ محمد یعقوب علیخان ابن حاجی محمد مومن علیخان لایق اور مدبر شخص ہین انکا سلسلہ نسب ابائے عشیرہ نواب خیر اندیش خان ہین نواب صواب اندیش خان میرٹھی سے ملتا ہے۔

چودہری حافظ حسن حمایت حسن کے چہوٹے بہائی عظمت و حشمت مین ہم پہلوئے برادر نامور تھے شعر و سخن سے ذوق تہا بڑے مدبر و منتظم تہے ۲۹۔ ذیقعد ۱۲۸۱ بارہ سو اکیاسی ہجری مین انتقال کیا ان سے نسل دختری باقی رہی۔

شیخ علی احمد ملتانی مارہروی صاحب ثروت و اقتدار و نواب شایستہ خان[۱] کے عمدہ رفقا

[۱] نواب شایستہ خان امیر الامرا کا نام مرزا ابو طالب تہا یمین الدولہ آصف خان کے فرزند رشید تہے سال اول جلوس شاہجہان مین پنجہزاری ہوئے اورنگ زیب کے حضور سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب اور امیر الامرائے کا خطاب پایا حلم تواضع حسن سلوک جود و سخا مین کوئی امیر انکا ہمسر نہ تہا نخوت و پندار چہو نگئے تہے لاکہون روپیہ مساجد و مہمانسرائے و پلون کی تعمیر مین لگادیے اونکے مال و متاع کی انتہا نہ تہی **نقل** ہے جب ۳۰ سنہ جلوس مین بنگالہ سے حاضر دربار ہوئے تیس لاکہ نقد اور چار لاکہ کا جواہرات معہ دیگر تحایف نفیسہ نذر شاہی کیا تحفہ مین ایک آئینہ عجیب صفت کا تہا جب آئینہ اوسکے مقابل رکہتے خشک ہو کر قطرہ قطرہ پانی اوس سے ٹپکتا تہا ایک صندوق تہا ایک طرف اوسکے ہاتھی دوسری جانب بکرے کو باندہ دیا ہاتھی نہ کہینچ سکا بکرا صندوق کو معہ ہاتھی کہینچ لیگیا بادشاہ خوش ہو کر سنگ یشم کی عصا جو دست مبارک مین تہے عطا کی اور حکم ہوا کہ امیر الامرا غسل خانہ تک پالکی مین آیا کرین شاہ عالم کی نوبت کے بعد اونکی نوبت بجا کرے۔ **نقل** ایکمرتبہ سرکار عالمگیری مین موم مطلوب تہا عمال خالصہ و پرگنات نے بعذر برسات لکہا کہ اسوقت قطعًا میسر نہین آتا خانساماں نے عرض کیا موم کہین نہین ملتا مگر امیر الامرا کے کارخانہ دہلی مین موم کا ذخیرہ سنا جاتا ہے حکم ہوا کہ بقدر ضرورت عاریت لے لیا جاوے امیر الامرا کے متصدی کے نام فرمان جاری ہوا امیر اوسوقت بنگالہ مین تہا اجازت منگانے مین تاخیر متصور تہی اس عرصہ تک فرمان شاہی کی تعمیل نکرنا ممکن نہ تہا ناچار دو سو من اپنی طرف سے اور ہزار چکتیان موم کے جنمین سے ہر ایک کا وزن دو دو تین تین من تہا پیشکش کر کے معذرت کی اسوقت امیر الامرا تشریف نہین رکہتے زیادہ

مین تھے نواب کی رفاقت مین بعمر عزیز اعزاز وحشمت سے بسر کی مارہرہ مین بوجہ خویشی محمد وزیر خان قانونگو کے سکونت پذیر ہوے انکی نسل مین مولوی فضل احمد حافظ کلام اللہ متقی پرہیزگار حلیم و باوقار شخص تھے فارسی مین کامل دستگاہ تھی عبارت دلچسپ قلم برداشتہ لکھتے تھے عمر گرامی درس وتدریس کے مشغلہ مین بسر کی اب اونکے چھوٹے بیٹے مولوی عبد الجلیل عہدہ جلیلہ ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز ہین طبیعت لطیف اور شعر وسخن کا مذاق ہے۔

محمد امین انکے اسلاف ملتان سے آکر بدایون مین مقیم اور وہان کے عہدہ چودہری وقانونگوی پر مامور ہوے ایکمدت بعیش وکامرانی بسر کی اتفاقاً حاکم وعامل وقت سے ناچاقی ہوگئی عہدہ سے استعفا دیکر اور اسناد پارہ پارہ کرکے حاکم کے مونھہ پر مارکر معہ عشایرہ وقبایل سنبہل پہونچے دیوان عبد المومن کا زمانہ تھا اونھون نے خیر مقدم کہا لہذا وہین توطن کیا خدا نے جوہر بلاغت عطا فرمایا تھا اورنگ زیب عالمگیر کی سرکار مین حاضر ہوکر منصب لایقہ پر سرفرازی پائی انکی شجاعت نقش نگین خاطر سلطانی تھی ہمیشہ ہمرکاب ظفر انتساب رہتی تھی جب بادشاہ تسخیر دکن کو چلا لشکر شاہی کے ساتھ تھے اوسی سفر مین انتقال کیا۔

حافظ محمد نظام ساکن قصبہ جیبور دربار شاہی سے ملک بوندیلکھنڈ کی حکومت پر سرفراز تھے راجہ سنتر سال بوندیلکھنڈ کا فرمان روا جو رایان باشوکت واقبال مین شمار ہوتا تھا حافظ صاحب کے ساتھ پگڑی بدل بہائی تہا اپ سے پہلے مونھ بولے بہائیون مین مان جائے بہائیون سے زیادہ محبت ہوجایا کرتی تھی مارہرہ مین شادی ہونے کی وجہ سے جیبور کی سکونت چھوڑکر وہان توطن اختیار کرلیا تھا تا اخر عمر اوسی حکومت وامارت سے گذاری انکے بعد (بایزید خان) اونکے بیٹے باقتضاء جوہر بلاغت وقابلیت مورد مراحم خسروانی ہوکر بجاے پدر حاکم مقرر ہوے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹ - نہین پہنچ سکا یہی تھوڑا سا بھیجا جاتا ہے ذخیرہ موم کے واسطے کوئین کہود رکہتے تھے گرمی کے موسم مین اونمین پانی بہر دیا جاتا تھا کہ گل بجاوے اسی پر دیگر اسباب واجناس کا قیاس کرلیا جاوے ۳۶ جلوس عالمگیری مین مطابق ۱۱۰۵ ہجری امیر الامرا نے وفات پائی ۱۲ تاریخ وفات یہ ہے۔ قطعہ - مصدر فیض وکرم شایستہ خان ٭ گوئی جود وفیض از آفاق برد
سال نقل آن امیر باکرم ٭ گفت ہاتف اہل خیر وداد مرد۔

بلکہ باپ سے بھی زیادہ معتقد رہے عزیزون قریبون و اہل استحقاق کے ساتھ بہت مروّت و سلوک کرتے تھے بوندیلکھنڈ مین کسی معرکہ مین مردانہ وار شہید ہوئے اونکے پوتے (محمد اشرف) پرگنات راٹھ مہوبہ پنواری وغیرہ متعلقہ ملک بوندیلکھنڈ کے حاکم تھے۔

محمود خان بن عبداللہ خان بن شیخ عبدالصمد ملتانی عالی نسب والاخاندان روشناس بارگاہ سلطانی تھے ملتان سے دہلی اور دہلی سے (شاہگڈہ) آئے قصبہ شاہگڈہ مارہرہ سے پچھم کی طرف بارہ کوس جہان اب (کوڈیا گنج) آباد ہے حضور بادشاہی سے انکی جاگیر مین تھا ہمقومی اور سابقہ تعلقات ہموطنی کی وجہ سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی لڑکی کے ساتھ انکا عقد ہوا۔ انکے انتقال کے بعد عمر خان شہید ابن خواجہ حسن اپنی بہن بھانجونکو مارہرہ لے آئے اور اپنی ظل عاطفت مین رکھا حویلی اور زمین سکنی اور پانسو بیگھہ پختہ آراضی زرعی منجملہ مقبوضہ خاص اپنی انکو دی چنانچہ (احمد نگر عرف نگلہ مدا) خاص اوسی جگہ آباد ہے مدا خان جمال خان شہباز خان۔ انکے تین فرزند قابل ہمہ دان فصیح و بلیغ تھے اردوئے معلی خاقان وقت مین حاضر و داخل بندگان شاہی ہوئے۔ **مدا خان** نے نیابت صوبہ داری لاہور پر سرفرازی پائی۔

دولت خان مدا خان کے پرپوتے نہایت شجاع و بہادر تھے دیوان بازید خان کی رفاقت مین ملک بوندیلکھنڈ کی جنگ مین مردانہ شہادت پائی انکے بیٹے

نعمت اللہ ملقب بہ نعمت خان قاضی انعام اللہ دہولپوری کے نواسہ حافظ قرآن ورشید دودمان معززا ماثل و اقران صاحب خیر و برکت و رشد و اقبال تھے لڑکپن سے ایام بلوغ تک دہولپور مین نہایت ناز و نعم سے پرورش پائی پھر رونق طراز مقام آبائی ہوئے خوب عظمت و جمعیت بہم پہنچائی آخر مین شوق خداشناسی دامنگیر ہوا اسباب دنیوی سب ترک کر دیا ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر ہجری مین رحلت کی اور حسب وصیت زمین پائین درگاہ شریف حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ جانب دیوار جنوبی احاطہ سرائے کے سرہانے دفن

استراحت پر رکهکر آسایش فرمائی۔

جمال خان محمود خان کے دوسرے بیٹے گو ثروت و اقتدار مین نامدار تھے اور تقرب بارگاہ سلطانی بھی حاصل تھا لیکن ازاد طبیعت نے منصب حاصل کرنے کی طرف ملتفت نہین کیا اور پابند تاہل بھی نہین ہوئے۔

شہباز خان پسر خرد محمود خان عمدہ ملازمان شاہی سے تھے شجاعت و مردانگی مین یکتا گنے جاتے تھے ہنگام مہم کابل و قندہار ہمرکاب ظفر انتساب عالمگیر مردانہ وار شہادت پائی قلعہ قندہار کے دروازہ پر انکی نعش دفن کی گئی۔

محمد عمر خان مدا خان کے چھوٹے بیٹے نہایت معزز و موقر و شجاع تھے مہم قندہار مین ہمرکاب دولت شاہی شہادت پائی انکے بیٹے تھے **الہ بخش** نام دربار حضرت محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی مین اونکو تقرب حاصل تہا دانش و ثقاہت و متانت مین یادگار ثقات سلف تھی انکی انگشتری پر یہ شعر نقش نگین تھا ؎

شد الہ بخش از صفا ضمیر	بندۂ بادشاہ عالمگیر

شیخ لآلی قدمائی میرٹھ مین گنے جاتے ہین معزز و دولتمند شخص تھے لآلی کا بازار جو شہر میرٹھ مین لالہ کا بازار مشہور ہے انہین کا آباد کیا ہوا تھا پر انقلاب زمانہ سے آج ادس کا ذرا سا حصہ بھی انکی نسل کے ہاتھ مین باقی نہین رہا انکی اولاد مین اکثر نامور و ذیعلم ہوتے رہے ہین **شکر اللہ المعروف شاکر محمد لاکھوری** ان سے چوتھی پشت مین بڑے دولتمند صاحب امارت و اقتدار و معزز سلاطین روزگار تھے بعض قراین سے شاہجہان و اورنگ زیب عالمگیر کے ہمعصر ہونا پایا جاتا ہے شکر اللہ سے ساتوین پشت **منشی ممتاز علی سررشتہ دار کمسریٹ میرٹھ** انشاء فارسی و متانت تحریر مین دبیر عدیم النظیر گذرے ہین علم مجلسی بہت اچھا تہا انکی لسانی و خوش بیانی کا میرٹھ مین ابتک چرچا ہے تمام عمر خوشحالی و فارغ البالی مین امیرانہ بسر کی خدمت علما و مہمانداری امرا مین سیرچشم تھے نواب مصطفی خان

شیفتہ و حسرتی تخلص رئیس جہانگیر آباد و نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی وغیرہ عماید واہل فضل و کمال کے ساتھ بے تکلفانہ صحبت اور دوستانہ تعلقات تھے اب اونکے بیٹے

مولوی محمد احسن مہاجر بیت اللہ منجانب حکام بیت الحرام عہدہ مطوفی پر مامور اور اوس بقعہ شریفہ مین معزز و مشہور ہین۔

شیخ لالی کی نسل مین اسوقت **منشی رضا حسین** متوطن بریلی روہیلکھنڈ فارسی عربی مین ذی استعداد انگریزی زبان کے فاضل ہین انگلش مین (ایم اے) کی سند پائی ہے ذکی متین خلیق بے تکلف سادہ مزاج پابند صوم و صلوٰۃ صاحب دیانت و تقویٰ ہین۔ دینوی اعزاز اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ عالیجناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی واودہ کے میر منشی اور اونکے دفتر کے اسسٹنٹ سکرٹر ہین۔

اسی سلسلہ مین **مولوی فدا حسین منصف پنشن یافتہ ہین** انکے اب وجد مارہرہ رہتے تھے بعد مین بریلی سکونت کی بعد فراغ تحصیل علم امتحان وکالت مین پاس حاصل کیا ضلع بریلی مین درجہ اول کے وکیل ہوئے پھر بقدر دانی حکام عہدہ منصفی پر امتیاز پایا اب پنشن لیکر وکالت کا کام کرتے ہین نہایت ذہین و طباع و خلیق و متواضع ہین انکی قانون دانی اور معاملات کی سمجھ بوجھ پر وثوق و اعتماد کیا جاتا ہے اور دیوانی کے معاملون مین راے و مشورت مسلم مانی جاتی ہے فارسی عربی کی استعداد کامل ہے نستعلیق نسخ و شفیعہ وغیرہ خطوط مین خوش قلم و شیرین رقم ہین سنہ ۱۳۰۷ تیرہ سو سات ہجری مین ایک کتاب متضمن حالات اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور طریق استعانت حضرات موصوف کے اسمار متبرک سے کتب احادیث و سیر سے انتخاب کر کے اردو زبان مین مرتب کی اور مطبع اعجاز محمدی آگرہ مین چھپوادی۔ اس کتاب کا تاریخی نام (ذکر باحوال اصحاب البدر) ہے اسمین مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال خیر اشتمال بھی لکھا گیا ہے غرض اچھی کتاب ہے۔

محمد سعید خان شہید ابن محمود خان باشندہ کول علیگڈہ حضرت مخدوم

شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ العزیز سے پانچوین پشت مین انکا سلسلہ ملتا ہے۔ عہد شاہجہان بادشاہ مین ایک شجیع وبہادر سپہ سالار اور صاحب اعتبار و اقتدار سردار تھے وحسب اسم خود صلاح وتقوی سے آراستہ ہمیشہ دل بیار و دست بکار رہتے اکثر معرکون مین بادشاہ کے ساتھ رہکر داد شجاعت دی۔ بالآخر مہم لکھی جنگل سرکار دیال پور متعلق صوبہ ملتان مین معہ اپنے ایک لڑکے محمد علی کے دیگر جماعت غازیون کے ساتھ مردانہ جام شہادت پیا اور داخل سلک احیاء عند ربھم یرزقون ہوئے۔ چونکہ بارگاہ سلطانی مین تقرب حاصل تھا انکی وصیت کے موافق بادشاہ دین پناہ نے نہایت عظمت واحترام سے نعش کول انکے وطن کو روانہ کی جب تابوت قصبہ شاہگڈہ جو کول و مارہرہ کے درمیان مین واقعہ ہی پہونچا۔ محمد شریف قانونگوی داماد شہید مغفور اپنے وطن مارہرہ سے یہہ خبر وحشت اثر سنکر پہونچے اور دونون تابوت اپنی ہمراہ شاہگڈہ سے مارہرہ لاکر اپنے باغ مین ملحق بہ آبادی شہر بجد گوشہ مغرب وجنوب مدفون کیا۔

محمد خان ابن محمد سعید خان شہید اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین معظم وقت یگانہ زمانہ معزز سلاطین تھے۔ علوم وحکمت دانش وبلاغت مین طاق ہمت ومردانگی شجاعت وتیغ آزمائی مین شہرہ آفاق۔ راجہ جے سنگھ سوائی جو عمایدشاہی سے تہا انکا پگڑی بدل بہائی تہا اور اس امر کو اپنی سربلندی کا باعث سمجہتا تہا۔ امرا رنامدار وشاہزادہاے کامگار عزت واحترام کرتے تھے۔ حضرت حاجی سید شاہ عبداللہ سیاح جو اکابر وقت مجاذیب سالک وفرزندان جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ سے تھے او نکے ساتھ بیعت و ارادت تہی ذوق معنوی غنائی صوری کے ساتھ انکی ذات بابرکات مین جمع تھا عمر گرامی اسیطرح بجمعیت ظاہری وباطنی عظمت واقتدار سے بسر کی سولہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس ہجری مین رہ نورد عالم قدس ہوئے۔ اسی سال کی ۱۲۔ محرم کو ابو المظفر قطب الدین محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم پسر دوم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے پانچ برس حکمرانی کے بعد انتقال کیا۔ انکی اسلاف کول کی حکومت حاصل کرکے دہلی سے

وہان آرہے تھے[1] اب حسب خواہش محمد شریف خان فانونگو انھون نے مارہرہ کی اقامت اختیار کی نواب ولدارخان دہلوی کی ہمشیرہ سے انکی شادی ہوئی اوس مخدرۂ محترمہ کے بطن سے دو فرزند صاحب علم ودانش وشجاع خلیق ومتواضع صاحب صلاح وتقوے معززوموقر ہوئے محمد لہرسپ خان وہدایت اللہ خان **محمد لہرسپ خان** باپ کی حیات مین مردانہ وار ایک معرکہ مین شہید ہوگئے انکی شہادت کا واقعہ ۱۱۰۷ھ گیارہ سو سات ہجری مین ہوا

ہدایت اللہ خان نے ۲۶ ماہ صفر ۱۱۴۲ھ گیارہ سو بیالیس ہجری مین رحلت فرمائی جود وسخا وصلاح وتقوی وخلق ومروت مین مستثنائے روزگار تھے بفضلہ تعالی ان دونون کی نسل باقی ہے۔ چنانچہ اس بندہ ناچیز فیض احمد مسود اوراق ہذا کا سلسلہ نسب جیسا کہ حضرت مخدوم شیخ اسحاق دہلوی کے حالات مین مذکور ہوا ہدایت اللہ خان سے ملتا ہے۔

نواب دلدار خان دہلوی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت مین امیر با نام وصاحب شوکت واحتشام تھے مدت العمر عظمت واقتدار کے ساتھ رہے۔ پایان کار منصب وملازمت شاہی سے کنارہ کش ہوکر یکسوئی وفارغ نشینی اختیار کی۔

مظفر خان ابن سعید خان دہلوی مشاہیر عہد اور عمدہ ملازمان شاہی سے تھے ایک مدت صوبہ کشمیر واکبرآباد کی نیابت پر حکمران رہے۔ انھون نے دو لایق فرزند چھوڑے۔ عبدال[illegible] وعبداللہ دونون بھائی امیر صاحب ثروت اور نواسہ محمد سعید خان شہید کولوی مارہروی کے تھے۔ اونکے ماموں شیخ محمد خان مارہرہ مین ان دونون بھائیون کی اقامت کے باعث ہوئے۔ حسب مرضی اونکے دہلی سے

[1] ایک پروانا کا سند ۱۱۲۰ھ ہجری کا لکھا ہوا جامع مختصر ہذا کی نگاہ سے گذرا ہو اوس سے پتہ چلتا ہی کہ محمد خان اور انکے بھائی محمد طاہر خان کے مکانات اندرون قلعہ کول محلہ سیدواڑہ متصل درگاہ پر غرب طرف میٹھی کہڑکی کے تھے ۱۲

ترک سکونت کرکے مارہرہ چلے آئے۔ عبدالرحمن کی تین شادیان ہوئی تہین اول تو محمد شریف قانونگوی کی دو لڑکیون کے ساتھ یکے بعد دیگرے تیسری مرتبہ دختر شیخ جان محمد خلف شیخ گدائی دہلوی کے ساتھ محمد مقیم عبدالرحمن کے بیٹے پہلی بیوی کے بطن سے فاضل جید اور تمام اوصاف حمیدہ مین مستثنائے روزگار تہے عبداللہ ابن مظفرخان کی شادی نواب دلدارخان کی لڑکی سے ہوئی تھی درویش محمد عبداللہ کے بیٹے جاہ و مرتبت مین عمایدِ زمانہ سے تھے۔

تتارخان و یعقوب خان ابنائے علی خان ابن جلال خان مخدوم شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ سے پانچوین پشت مین ہین نواب منوچہر خان[۱] عرف مرزا جان نبیرہ نواب خانخانان بہادر کے عمدہ ملازمون اور خاص رفیقون مین تھے دونون بہائیون نے بمقام ایرچ تیس برس کامل نواب موصوف کی رفاقت مین نہایت عظمت و شان کے ساتھ بسر کی **شیخ غلام محی الدین** تتارخان کے بیٹے بڑے منشی اور صاحب عزت و وقار تھے دہلی مین اونکی شادی ہوئی اور کول سے ترک سکونت کرکے مارہرہ مین بود و باش کی انکے صرف ایک بیٹے تھے **شیخ عظیم الدین** یہ بھی شاعر نامدار اور با علم و دانش تھے انکی نسل باقی نہین رہی۔

نواب ابو محمد خان و نواب بہادر خان میرٹھی شیخ عماد انکے باپ کا نام تھا۔ **نقل ہے**۔ کہ شیخ صدرالدین عرف صدر جہان ابو محمد خان کے دادا شیخ لآلی کے ساتھ آکر میرٹھ مین اقامت گزین ہوئے۔ اونکے دو بیٹے تھے شیخ عماد اور شیخ حبیب۔ انہین سے شیخ حبیب بڑے مقدس بزرگ تھے جنکا ذکر سامی اس مختصر مین بذیل مشائخ کیا گیا ہے۔ شیخ عماد صاحب جاہ تھے اونکے بیٹے اقبالمند ہوئے۔ دونون بہائی بعہد نورالدین جہانگیر بادشاہ و شہاب الدین شاہجہان صاحبقران امرائے شاہی سے تھے

---

[۱] منوچہر ایرچ المخاطب بہ شاہنواز خان ابن مرزا عبدالرحیم خانخانان کا بیٹا تھا اور دربار جہانگیری مین دو ہزاری ہزار سوار کا منصب رکھتا تھا۔

صفحہ ۳۰۸ بادشاہ نامہ مین عبدالمجید لاہوری نے لکھا ہے کہ شاہجہان صاحبقران کے عہد دولت مہد مین ابو محمد خان کنبو کا منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار کا تھا۔ اور صفحہ ۳۲۲ کتاب مذکور مین مرقوم ہے کہ نواب محمد بہادر خان کنبو شاہ موصوف کے زمانہ سلطنت مین منصب پانصدی ذات وچار صد سوار ممتاز تھے۔ اور صفحہ ۳۴۵ مین بضمن واقعات سال یازدہم جلوس شاہنشاہی لکھا ہے کہ عنایت اللہ خان ولد قاسم خان و نواب بہادر خان کنبو حاضر حضور شاہی ہوئے عنایت اللہ خان نے دو اور نواب بہادر خان نے تین ہاتھی نذر کئے۔ یہہ دونون بہائی صاحب خیر وصلاح تھے انھون نے بڑے بڑے کام کئے ہین۔ رسالہ مبارک سے مستنبط ہوتا ہے کہ ہگلی بندر کے راجہ کو شکست دیکر ابو محمد خان نے اوس ملک کو فتح کیا تھا۔ (کالی ندی) سے ایک چشمہ کاٹکر میرٹھ مین لائے مرور دہور اور مرمت نہونے کے سبب سے خراب ہوگیا ہے اب عوام الناس اوسکو (ابو کا نالہ) کہتے ہین۔ میرٹھ کی عیدگاہ پختہ انکے نشانات خیر کی ابتک خبر دے رہی ہے۔ ایک قلعہ تعمیر کردہ انکا میرٹھ مین تھا اوسکی دیوارین وبرج سب مسمار ہوگئے لیکن اوس جگہ ایک بڑا محلہ آباد اور (کوٹلہ ابو محمد خان) کے نام سے مشہور ہے مقبرہ عالیشان شیخ عماد سنگ سرخ سے بنایا ہوا انکا یادگار زمانہ ہے مقبرہ کی محراب شمالی پر متعدد اشعار تواریخ کندہ ہین اونمین سے ایک تاریخ کا مصرعہ اخیر یہہ ہے مصرعہ از شیخ عماد آہ گفتا جس سے ۱۰۲۹ سنہ ہجری نکلتے ہین مقبرہ کے اندر چند قبرون کے تعویذ وحوضہ سنگ مرمر کے ہین اونپر خط نسخ مین کلمہ توحید ابہرے ہوئے حرفون مین کندہ ہے۔ مقبرہ ابو محمد خان کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ابو محمد خان نے بعد انتقال اپنے باپ کے تعمیر کرایا ہوگا اور خود بھی وہین مدفون ہوئے لہذا اونہین کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ ابو محمد خان کے وفات کی تاریخ کندہ نہین ہے۔ اس مقبرہ کے متعلق صدہا بیگہ زمین تھی جسکا زیادہ حصہ اب آباد ہوگیا ہے باقیماندہ مین کاشت ہوتی

ہے اور کُل زمین اسی قوم کے لوگون کے قبضہ مالکانہ مین ہے - اور قصبہ (بڈہانہ) مین مساجد و مہالنسرائے وچاہ و باولی و قصبہ (جھجانہ) ضلع مظفرنگر مین بازار و جوبُار و مساجد و مسافرخانہ و تالاب پختہ اور باغ و لبساطین وغیرہ - و موضع ابو محمدپور متصل قصبہ مرادنگر ضلع میرٹھ انہین کا آباد کیا ہوا ہے - شاہ العالمین شاہ عبدالرزاق جھجانوی قدس سرہ کے ساتھ شیخ عماد وغیرہ کو ارادت تھی - اور شہر میرٹھ مین بہت سی چھوٹی چھوٹی صندوقی مسجدین بہادر خان کی بنائی ہوئی موجود ہین انکی اولاد کا سلسلہ بھی ابتک میرٹھ مین پایا جاتا ہے - ایک فرمان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی کا ابو محمد خان کے نام ہماری نظر سے گذرا ہے ملاحظہ ناظرین کے واسطے بجنسہ یہان اوسکی نقل کیجاتی ہے -

الله اکبر

بخط طغرا

فرمان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی



لایق العنایة والمرحمة شجاعت شعار شیخ ابو محمد لعنایات بادشاہانہ سرفراز گشتہ بداند کہ از مضمون عرایض کسان اعتقاد سلطنت و فرمان روائی - اعتماد خلافت و کشورکشائی نقش حاتم شجاعت و بختیاری - آب گوہر فتوت و جانسپاری - طراز آستین ابہت و اجلال گوہر درج دولت و اقبال - مخزن اسرار الٰہی - مجمع اطوار ہواداری و فیض خواہی - مونس وحدت سرائے حضور - محرم خاص الخاص سریر سرور - صاحب فطرت عالی عنوان

مثال بیثالی انجمن آرائے محفل بادشاہی - باریک بین دقایق آگاہی - ہمدم دلکشائے
مجلس خاص - جلیس خلوتسرائے وداد واخلاص - دقیقہ یاب سرایر سلطانی - رمزشناس
عالم مزاجدانی - منتخب نسخہ دانشوری ودانائی - فہرست مجموعہ بینش وبینائی
شناسای رموز سلطنت - نگاہبان قوانین معدلت - قدوۂ خواقین سمو المکان -
عمدۂ امراء رفیع الشان - مشید ارکان دولت عظمی - ممہد ضوابط سلطنت کبری -
عموی بجان برابر دانائی بلند مکان - مبارز الدین یمین الدولہ آصف خان - چنان
بعرض اشرف رسید - کہ شقداران عمدۃ الملک لشکرخان - دزدان ومفسدان را
درمحال جاگیرہائے آن رکن السلطنۃ جائے دادہ حمایت مے نمایند - ونمیگذارند کہ بجزائے
اعمال خود برسند - وازمضمون عرضداشتہائے لشکرخان خلاف این بعرض مقدس
مے رسد - بنابرآن حکم فرمودیم کہ سیادت پناہ میر عبدالکریم - بآن پرگنات رفتہ بحقیقت
معاملہ بازرسد ومقدمہ متنازعہ فیہ راداشگافتہ حقیقت را ازقرارواقع معلوم خود
نمودہ بہردستور کہ مطابق حق وعدل بودہ باشد تجویز نماید تامطابق تجویز او بہ عمل
آید وہیچکس ازتجویز وتشخیص اوقدم بیرون ننہد واگربرائے رفع مناقشہ معاملہ اجارارا
قرار دہد احدی ازصلاح میر مذکور بیرون نرود تابہر تقدیر کہ میر مشارالیہ مناسب داند
بعمل آوردہ مے باید کہ آن شجاعت شعار درتادیب وتنبیہ متمردان ومفسدان نہایت سعی
بتقدیم رساند ودائمی را باعث مجرائے خوب خود شناسد وسرگرم کار وخدمت مرجوعہ خود
بودہ باشد ازفرمودہ تخلف نورزد تحریر فی تاریخ ۱۲ - دیماہ الہی سنہ

عبارت پشت

فیض رسان
شاہ
چو شاہ جہان باد
شدہ
خدای دادہ بلکیتی مراد
آصف
خان سنہ احد

بر رسالہ کمترین اخلاص کیشان آصف خان

نواب خیر اندیش خان میرٹھی - بن نواب محبت خان - بن نواب اسد خان بن نواب دادن خان - محمد خان اصلی نام اور خیر اندیش خان شاہی خطاب تھا بڑے مدبر مخیر ہنر مند دانشور اور فیاض امیر تھے انکے اسلاف و اخلاف سب نامور گذرے ہین -

منقول ہے کہ نواب دادن خان صوبہ لاہور تھے اور نواب اسد خان نہایت تنومند روز آور وجیہہ و پر خور تھے - مشہور ہے کہ ایک کتکہ آہنی گران وزن انکے ہاتھ مین رہتا تھا جب چاہتے بزور بازو نہایت آسانی سے اوسکو دوہرہ کر دیتے اور جب جی ہوتا سیدہا کر لیتے پانچ سیر صبح کا ناشتہ تھا اسی پر روز و شب کی غذا قیاس کر سکتے ہین انکی طاقت بدنی و قوت جسمانی کی بہت سی نقلین انکے خاندان مین مذکور چلی آتی ہین لکھتے ہین ایک مرتبہ ولایت ایران و توران سے ایک نہایت قوی ہیکل زبردست پہلوان وارد ہندوستان ہوا اور سلطان وقت کے حضور مین حاضر ہو کر بعد استحصال شرف آستانہ بوسی اپنے مدمقابل کی درخواست کی پہلوانان دربار اوس عفریت سرشت کی صورت و ترکیب جسامت و تناسب اعضا سے اوسکی قوۃ کا اندازہ کر کے جھجکنے لگے بادشاہ نے اسد خان کی طرف اشارہ کیا یہ مستعد ہوئے ولایتی نے کشتی چاہی انھون نے کہا کشتی لڑنا عمل بہیمی اور عوام کالانعام کا کام ہے آؤ بیٹھے ہوئے زور آزمائی کر لین اسی سے ہر واحد کی قوۃ کا اندازہ ہو سکتا ہے آخر فیصلہ اس پر ٹھیرا کہ دونون مین جو شخص دوسریکو زور کر کے ہاتھ کے بل اپنی طرف گھسیٹ لے بازی اوسکے ہاتھ رہے اسد خان کی کمر کو پٹکہ مضبوط بندہا ہوا تھا ولایتی نے اوسمین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ کھینچے بہت زور آزمائی کی پر انکو جگہ سے ہلا نہ سکا جب قوت کی انتہا ہو چکی اور پہلوان عاجز آگیا - قریب تھا کہ پٹکہ سے ہاتھ علیحدہ کرے انھون نے اپنا پیٹ پہولانا شروع کیا اور ایسا پہولایا کہ پنجہ نکل نسکا اونگلیان ایسی دبین کہ ہر سر انگشت سے فوارہ خون جاری ہو گیا بازی انکے ہاتھ رہی پہلوان کو دوبارہ

زور آزمائی کا حوصلہ باقی نرہا۔ دیگر اتفاقیہ شاہی کشتی ریت مین جالگی ہاتھیون سے دہکے لگوائے اور بہت سی تدابیر و زور آزمائیان کی گئین لیکن ہٹ نہ سکی اسدخان ہمراہ تھے جب دیکہا کہ سب عاجز آگئے کشتی کو کمر پر اوٹھا کر پانی مین ڈھکیل دیا کشتی تو چل نکلی الا اس غیر معمولی قوت سے گردہ وغیرہ اعضائے شریفہ پر صدمہ پہونچ گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے جان دی۔

نواب محبت خان کی تعمیر کردہ جامع مسجد عالیشان سنگ سرخ کی پشاور مین اتبک موجود ہے وہان اوس سے بہتر کوئی مسجد نہین انکا مقبرہ شہر میرٹھ مین مزار پر انوار مخدوم شاہ ولایت صاحب کے پاس سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ نواب محبت خان کے کوئی فرزند نہ تھا ایک بزرگ نے درود شریف بتایا اور فرمایا بعد نماز عشا بارہ سو بار پڑہ لیا کرو نواب نے تعمیل کی اوسکی برکت سے جمال جہان آرائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور تولد فرزند صالح کی بشارت ہوئی نواب خیر اندیش خان پیدا ہوئے محمد خان نام رکہا گیا ابتدا ہی سے حسب بشارت نبوی آثار رشد پیدا تھے جون جون سن بڑہتا گیا اخلاق فاضلہ و فنون عالیہ مین ترقی ہوتی گئی۔ علوم مین فضیلت طب مین حذاقت حاصل کی۔ انشا پردازی خوش نگاری مین سلیقہ راست پایا۔ جناب رسالت مآب کی حضور مین نیاز خاص رکہتے تھے۔ ہر مہینہ کی بارہوین تاریخ نہایت تکلف و اہتمام سے حضرت کا فاتحہ انجام دیتے۔ وہ درود شریف جو انکے باپ کی معمولات سے تہا ہر شب بطور ورد پڑہتے اوسکی برکت سے مشرف برویت حضور سرور کائنات ہوئے اور بشارت پائی کہ ایک درویش اس شکل و شمایل کا ہمارا موئے مبارک تبرکاً تمکو دیگا۔ نواب نے بیدار ہوکر خوشی منائی فاتحہ و خیرات ادا کیا۔ دربانون چوبدارون کو ہدایت کی جو فقیر آئے ہم جس حالمین ہون ہمکو خبر پہونچائی جائے۔ ایک دن دوپہر کیوقت نواب محل سرا مین تھے کہ درویش صفا کیش کے آنے کی اطلاع ہوئی مستورات کو پردہ کراکر وہین بلالیا

دیکھا کہ مرد نورانی پستہ قد بارِیش سفید ہے زبان اکثر عربی کچھ فارسی کچھ ہندی درویش نے کہا مین روم مین تھا حضور سرور کائنات ؐ سے حکم ہوا کہ ہمارا موئے مبارک نواب کو پھوپنچا دو مین ایک ہفتہ مین آیا ہون اپنی امانت لو چنانچہ موئے شریف دیا نواب نے نہایت ادب سے لیا اور سجدۂ شکر ادا کیا فقیر صاحب کو با احترام تمام خواجہ سرا کے ساتھ باہر بھیجا اور بارادہ توقف ادائے نذر وخدمات کے واسطے خود باہر آئے فقیر کو نپایا ہر چند چارون طرف سوار وپیادہ دوڑائے پتہ نچلا نواب کی وفات کے بعد وہ موئے مبارک بذریعہ شاہ روح اللہ صاحب سلطان العاشقین قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے پاس پہنچا۔ چنانچہ ہنوز خاندان عالیہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود وداخل تبرکات ہے۔ ہر سال دو مرتبہ بتقریب عرس ہمراہ دیگر تبرکات سب خاص وعام زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ الغرض بعد اکتساب کمالات علمی اول شاہزادہ داراشکوہ کے متوسل ہوئے۔ بعد قتل داراشکوہ ملازمان بارگاہ عالمگیری کی شمار مین آئے۔ پنجہزاری تک منصب پایا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کی عہد مین ششش ہزاری منصب پر پھوپنچے۔ جان نثاری وخیر سگالی حاشیہ دولت تو اسی سے ظاہر ہے کہ خیر اندیش خان کا خطاب پایا۔ شہنواز خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ خیر اندیش خان آبادی ملک ومعموری بلاد ودرستی عمل وکارگذاری مین یگانۂ آفاق تھے۔ شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے واقعہ مرگ اور اوسکی جگہ دوسرا سردار مقرر کرنے کے باب مین جو رقعہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے نواب جملۃ الملک اسد خان وزیر کے نام لکھا ہے اوس سے اونکی جوہر قابلیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور عالمگیر سے دانشور ہمہ دان مردم شناس وباخبر بادشاہ کو اونکے حسن عمل پر جیسا اعتماد تھا وہ بھی اوس سے سمجھ مین آسکتا ہے۔ یہ رقعہ مفاوضات عالمگیری مین موجود ہے۔ اور ہم اوسکی عبارت مین اوسکو یہان درج کر دیتے ہین۔

وہو ہذا۔ رقعہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ۔ آن فدوی خاص بد اند شجاعت خان در گذشت اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون آدم کاردان بود در گجرات عمل درست داشت صوبہ داری جہت انملاک تجویز باید کرد دو سہ کس سنجیدہ عرض نمود عالیجاہ ہم میخواہند اگر بادشاہزادگی را کار نظر باشد وبہتر از دیگران انجام کنند بتوان داد در ینمقدمہ بہتر از خیر اندیش خان دیگرے کسے نیست اما میگویند کہ چشمانش از کار رفتہ بارے اورا یا دیگرے را مقرر نمایند) یہ بھی انکے حسن کارگذاری کا ثبوت ہے کہ دربار عالمگیری سے مورد مراحم و مصدر صلات گرانمایہ رہا کرتے تھے ۔ مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری المشتہر بہ عالمگیر نامہ مین بضمن واقعات سال چہلم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی موافق سن ایکہزار ایکسو بارہ ہجری [۱۱۱۲] لکھا ہے کہ خیر اندیش کنبو فوجدار اٹاوہ نے سات لاکھ دام انعام پائے اور دہاموݨی کی فوجداری بھی پائی۔ **اثارو یادگار** انھون نے اپنے بہت سے اثار اور نشانیان یادگار زمانہ چھوڑین جنمین سے اکثر ہنوز رونمائی عالم مین میرٹھ اپنے وطن مین قلعہ پختہ معہ بازار و مسجد عمدہ و مکانات تعمیر کرکے بمناسبت نام خود خیر نگر اوسکا نام رکہا۔ نواب چونکہ ایک باخدا اور برگزیدہ شخص تھے غالباً خود اونہین کے مبارک ہاتھون سے اس بافضا مسجد کا بنیادی پتھر رکہا گیا ہوگا جو اٹک نہایت فیض و برکات کے ساتھ اباد ہے قلعہ کا باب عالی بھی اپنی نیک نہادبانی کی عظمت شان کی نشانی ہے **مرکز الخیر** [۱۰۸۰] قلعہ کی اور **خیر المساجد والمعابد** [۱۰۸۳] مسجد کی تعمیر کی تاریخ ہے بفضلہ تعالیٰ انکا خاندان اب بھی عظمت وحشمت کے ساتھ اسی جگہ آباد ہے ۔ مکن پور مین حضرت شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار کا مقبرہ و دیگر مکانات انہین کی معار ہمت کے تعمیر کردہ ہین ضلع اٹاوہ مین موضع خیر نگر آباد کیا ہوا موجود ہے ۔ شہر اٹاوہ مین کٹرہ سیوا کلی انکی کنیز کے نام سے آباد ہے اٹاوہ مین ایک شفا خانہ قایم کیا تھا بڑے بڑے نامی گرامی طبیب یونانی اور بید ہندی اوسمین ملازم تھے دوا غذا غربا کو انکی سرکار سے ملتی تھی ۔ فن طب مین کتاب خیر التجارب انکی تالیفات سے ہے شفا خانہ کا اوسمین ذکر کیا ہے تہوڑا سا اوسکا دیباچہ اظہار حال کیواسطے بعبارتہ درج کیا جاتا ہے **وہو ہذا** امابعد این قلیل البضاعت

کثیر العصیان مسمی بہ محمد خان مخاطب بخطاب خیر اندیش خان کہ برائے اکتساب ثواب اخروی در بلدہ اٹاوہ دار الشفا بناساختہ اکثر اطبا مثل حکیم عبد الرزاق نیشاپوری و حکیم عبد المجید صفاہانی و مرزا محمد علی بخاری و حکیم محمد عادل و حکیم محمد اعظم حکمای یونانی و کنول نین و سکھانند و نین سکھ مشران ہندی کہ رفیق قدیم این احقر اند مامور ساخت تا دواہائے قیمتی و سہل البیع از ہر اقسام معہ غذاہائے مایحتاج برائے مساکین و غربا مہیا دارند و لوازمات معالجات و بیمارداری با عنوان شایستہ بتقدیم رسانند چنانچہ بفضل الٰہی حسب لخواہ کارخانہ جاری ست انتہی۔ اس کار خیر کا نمونہ ابتک انکی اولاد مین کسیقدر باقی ہے **وفات**۔ اس برگزیدہ شخص کو جیسا خدا نے اقبال بڑا دیا تھا عمر بھی دراز عطا فرمائی تھی تین بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اکسو بیس [۱۲۰] برس کامل دنیا مین عیش و کامرانی اور نیک نامی کے ساتھ بسر کرکے بروز عید الفطر سن گیارہ سو بائیس [۱۱۲۲] ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو رحلت کی **تاریخ وفات**۔ نواب نماز عید در جنت کرد [۱۱۲۲] **دیگر** قدسیان گفتند رکن الخیر بود [۱۱۲۲] **دیگر** نخیر الامرا [۱۱۲۲]۔ عبد اللہ بدایونی نے اپنی تاریخ نو ملقب مختصر سیر ہندوستان مین بضمن تذکرہ **حکما و اطبا** مختصر آپکا ذکر اسطرح لکھا ہے کہ خیر اندیش خان از قوم کنبوہ در عہد بہادر شاہ ابن عالمگیر بادشاہ بمقام میرٹھ بوجہ احسن میگذرانید و خود را از زمرہ اطبا شمار میکرد چنانچہ کتاب خیر التجارب ترجمہ طب ہندیہ از تالیفات اوست در سنہ ۱۱۲۲ ہجری جہان فانی را پدرود نمود چنانچہ تاریخ وفاتش این است۔ یوم عید بہ بہشت بار رسید [۱۱۲۲]

محمد فاضل نواب خیر اندیش خان کے فرزند مثل نام خود عالم و فاضل کامل تھے انہون نے امارت کی طرف توجہ نہین کی تارک دنیا ہو کر طاعت و عبادت خداوندی مین مصروف رہے۔ عالمگیر بادشاہ تو نہایت غیور تھا ادنی قصور پر امرا معاتب اور معزول کر دئے جاتے تھے نقل ہے ایکمرتبہ کسی بات پر ناخوش ہو کر خیر اندیش خان کو عہدہ سے معزول کر دیا۔ ایک امیر نے باظہار اپنے خیر خواہیون کے شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کے ذریعہ سے عطائے خطاب خیر اندیش خانی کی درخواست کی اوسپر دستخط خاص بدین نمط مزین ہوسے۔ **شعر**

کار خود کن کار بیگانہ مکن	در زمین دیگران خانہ مکن

محمد فاضل نے جب یہہ حال سنا گوشہ ریاضت سے نکل کر اردوی معلی مین پہونچے اور جسطرح بنا خدام شاہی کے جرگہ مین جگہہ پائی قابل تو تھے ہی چندہی دنون مین معزاجدان و منظور نظر ہو گئے لشکر بادشاہی مین پہلے کبھی آنے جانے کا اتفاق نہوا تھا نہ انہین کوئی جانتا تہا نہ انکو اپنا افشاء راز کسی پر مقصود تہا - ایکروز بادشاہ کے عقب مین کہڑے ہوئے پنکہا ہلا رہے تھے بادشاہ کسی معاملہ ملکی مین کچھ تجویز لکھ رہا تہا تحریر پر انکی نظر پڑی طبیعت اوس طرف لڑی کام اپنے ہاتھ سے رکا بادشاہ نے کن انکہیون سے دیکہا متنبہ ہوکر پنکہا جہلنے لگے طبیعت کا لگاؤ تو بری چیز ہے مگر یہ ایسا ہی ہوا بادشاہ نے براہ تفرس جانا کہ ہماری تحریر پر خیال کرنے سے انصراف طبیعت نے اپنے کام سے اوسکو غافل کر دیا ہے ارشاد ہوا کچھ لکھنا جانتے ہو عرض کیا جانتا ہون بادشاہ نے انکی قابلیت اندازہ کرنے کی غرض سے کاغذ و قلمدان خاص عنایت فرما کر تحریر کا حکم دیا یہہ اداب بجالائے اور معاملہ کو نہایت شایستگی و سنجیدگی سے مدلل و مبرہن لکھکر پیش کیا بادشاہ نے پختگی تحریر و رزانت رائے کو بہت پسند کیا اور انکی لیاقت عجیبہ سے خوش ہوکر بے اختیار بادشاہ کی زبان سے لفظ خیر اندیش نکلا - چونکہ بادشاہ روشن دل ہمیشہ مردم کاردان کا طالب رہا کرتا تھا فرط الطاف سے خطاب خیر اندیش خانی انکیواسطے تجویز کیا تب عرض کیا یہہ میرے باپ کا خطاب ہے اور وہ مورد عتاب ہے اگرچہ باپ کا خطاب بیٹے کے لئے مبارک اور موزون ہے لیکن مجکو یہ قہر پہنچتا ہے - بادشاہ نے حقیقت حال سے آگاہ ہوکر بحسب مراحم خسروانہ انکے باپ کو بدستور بحال کیا اور انکو نیک اندیش خان خطاب دیا اور بعطائے خلعت و انعام منصب لایق دینا چاہا الا یہہ معذرت خواہ ہوکر بدستور عزلت گزین ہوئے اور بقیہ عمر یاد الٰہی مین بسر کی -

محمد مسیح المخاطب بہ نواب خیر اندیش خان ثانی خلف محمد فاضل امارت و جاہ و مرتبت و شجاعت مین مثل اپنے دادا کے تھے بارہ برس کی عمر مین راجہ چتر سال بوندیلہ کو شکست دیکر گرفتار کیا - اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے اس باغی راجہ کی مہم پر اول

دل نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اول درجہ کے ہفت ہزاری امیر تھے
اور جنکی اولاد اب تک فرمان روائی ملک دکن ہے مامور کیا تھا۔ اس عرصہ مین فیما بین
عالمگیر بادشاہ و شاہ عباس ایرانی کے سوء مزاجی ہوگئی غازی الدین خان کو اوس
کام کے انصرام کے واسطے طلب کر لیا۔ راجہ بوندیلہ کے گوشمالی نواب خیر اندیش خان
اعلیٰ کے متعلق ہوئے۔ شہنواز خان مورخ نے اپنی کتاب مین اس جنگ کی تشریح نہین
کی مجملاً اسیقدر لکھا ہے کہ (یکے از کارنامہ ہائے خیر اندیش خان فتح ستر سال بوندیلہ است
کہ داد شجاعت و مردانگی دادہ مظفر و منصور گشت) لیکن مشہور یون ہے کہ نواب خیر اندیش خان
خود رزمگاہ مین نہین گئے محمد مسیح اپنے پوتے کو جنکی عمر ابھی بارہ[۱۲] برس کی تھی تنبیہ بوندیلہ
کیواسطے روانہ کیا ہنگام کارزار محمد مسیح نے بذات خود قلب راجہ پر حملہ کیا دونون سردار فوج
کی فیل سواری برابر ملگئی محمد مسیح کے فیلبان نے جرارت و تیز دستی کر کے راجہ کے فیلبان کو
قتل کر دیا اور راجہ کے خواصے نے محمد مسیح کے خواصے کو مار ڈالا۔ یہ دیکھتے ہی قطب خان
و شمس خان خواہر زادگان نواب خیر اندیش خان نے جو بڑے بہادر و جوانمرد و آزمودہ کار
سردار تھے گھوڑا کوداکر فوراً سر موقع پہنچے اور راجہ کے خواصے کو تیر سے زخم کاری پہونچایا
وہ نیچے گرا راجہ تنہا دست و پا گم کردہ رہگیا۔ محمد مسیح نے اپنے حوضہ مین کھڑے ہوکر
راجہ کے دونون ہاتھ پکڑ لئے راجہ کو بجز اطاعت چارہ کار نتہا محمد مسیح نے رومال سے
ہاتھ باندھ کر اپنے ہاتھی پر لے لیا اور دست بستہ دادا کے پاس لائے ہر طرف سے صدائے آفرین
و مرحبا و جزاک اللہ بلند ہوئے نواب نے خوش ہوکر پوتے کو چھاتی سے چپٹا لیا۔ اور اوسیطرح
راجہ کو ہمراہ محمد مسیح اپنے عرضداشت کے ساتھ حضور شاہی مین روانہ کیا۔ بادشاہ ایک
لڑکے کی زبانی حالات جنگ سنکر اور وضع و لیاقت و شجاعت اوسکی دیکھکر بہت خوش ہوا
اور نیمچہ مارپیچ جو بادشاہ کے زانو تلے رکھا تھا عطا فرمایا۔ واضح رہے کہ شاہان سلف سلاح
خاص خلعت کے ساتھ امراکو اوسی حالت مین دیا کرتے تھے جبکہ نہایت محظوظ ہوتے اور

پھر بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا وہ تلوار اب تک انکے خاندان مین موجود ہے۔ محمدؐ مسیح نے مزاج شاہی خوش پاکر راجہ کے عفو تقصیر کی درخواست کی فرمایا ستر سال بڑا بدسگال ہے پھر بغاوت کریگا اسکا قتل کرنا واجب ہے محمدؐ مسیح نے عرض کیا غلام پھر پکڑ لائے گا بادشاہ متبسم ہوا محمدؐ مسیح کو خلعت و منصب یکہزاری وخطاب نیک اندیش خان پر سرفراز کیا اور راجہ کو بھی بعفو تقصیر وعطائے خلعت رخصت کیا باشندگان بوندیلکھنڈ اب تک اس جنگ کے واقعات کو بطور آلہ و گیت کے گاتے ہین۔ بعد انتقال عالمگیر کے جب شاہزادہ عظیم الشان بنگالہ سے آیا خیر اندیش خان نے خزانہ و توپخانہ پیش کیا اور محمدؐ مسیح کو معہ فوج شایستہ ہمراہ کردیا چنانچہ نعمت خان عالی نے جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ صفحہ ۱۱ مطبوعہ بیت السلطنت لکھنؤ مین لکھا ہے (خیر اندیش خان دراٹا و اشرف ملازمت دریافتہ خزانہ و توپخانہ گذرانید۔ و محمدؐ مسیح نبیرہ خود را با جمعیت شرف اندوز رکاب عالی ساخت) اول شاہزادہ نے آگرہ جاکر قلعہ پر قبضہ کرکے نواب مختار خان صوبہ آگرہ کو قید کیا پھر بہادر شاہ و اعظم شاہ کی لڑائی مین محمدؐ مسیح نے تردداتِ شایستہ کئے بجلدوے اوسکی پیشگاہ شاہ عالم بہادر شاہ سے منصب پنجہزاری و علم ونقارہ عطا ہوا۔ آخر عہد عالمگیری تک سہ ہزاری منصب تہا۔ بعد فوت اپنے دادا کے خیر اندیش خان ثانی خطاب پایا اور منصب ششش ہزاری پر سرفراز ہوئے۔ **آثار و یادگار** قلعہ خیر نگر میرٹھ مین ششش محل معہ صحن باغ و پایئن باغ و حوض و فوارہ وغیرہ تعمیر کیا کہ اب تک اونکی اولاد کے قبض و تصرف مین ہے اس محل کے باغچہ مین زمانہ حال تک جسکے دیکھنے والے بکثرت موجود ہین دو پہل عجیب و غریب تھے جنکو ثمرات بہشت کہنا بجا ہے ایک لیمون کاغذی جسکا وزن چہ ڈیڑہ چھٹانک ہوتا تھا دوسرا فالسہ جسمین ترشی نام کو نہ تھی ؎

نداقش از ہمہ لذاتِ خلد فایق تر		ز سلسبیل و ز تسنیم و کوثر و انہار	

ایک قلعہ پختہ بمقام بریلی تعمیر کیا اب اوس کا نام تو محلہ مشہور ہے۔ نواب رحمت خان جب بریلی پر مسلط ہوئے اونھون نے وہ قلعہ میر معصوم اپنے پیر کو دیدیا اونکی اولاد اب تک اوسمین

آباد ہے - عیدگاہ بریلی اور مبارک محل قلعہ قدیم مین انکے تعمیر کئے ہوئے ہین - انکی وفات کی تاریخ و سال معلوم نہین ہوا - بعد وفات چار فرزند چھوڑے نیک اندیش خان - خیر اندیش خان - فضل علیخان - احسان علیخان

نیک اندیش خان کا اصلی نام محمد مقیم خان تہا انکے تفصیلی حالات ہمکو نہین ملے لیکن ایک فرمان شاہی کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمائد روزگار و مقربان دربار سے تھے موضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی جمعی دو لاکھ دام جسکے پانچہزار روپیہ ہوتے ہین انکو انعام بطور آل تمغا دیا گیا ہے فرمان مذکور کی نقل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین - **وہو ہذا** درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الاذعان صادر شد کہ دو لاکھ دام از مواضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی سرکار بداون مضاف صوبہ دار الخلافتہ شاہجہان آباد کہ مبلغ پنجہزار روپیہ حاصل آنست در وجہ انعام نیک اندیش خان معہ فرزندان و متعلقان بطریق آل تمغا بلاقید قسمت و توفیر جمع از خریف پارس ئیل حسب مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار و الاتبار و وزرای ذو الاقتدار و امرائے عالیمقدار و حکام کرام و عمال کفایت فرجام و متصدیان مہمات دیوانی و متکفلان معاملات سلطانی و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال ابداً و موبداً در استقرار و استمرار این حکم مقدس معلی کوشیدہ مذکور را نسلاً بعد نسلاً و بطناً و بعد بطناً خالداً و مخلداً بتصرف او یا فرزندان بازگذارند و از صوادم تغیر و تبدیل مصئون و محروس داشتہ بعلت پیشکش صوبہ داری و فوجداری و مال وجہات و اخراجات مثل قنلغہ و محصلانہ و داروغگانہ و بیگار و سرکار و دہ نیمی مقدمی و صدروئی قانونگوئی مزاحم و متعرض نشوند و از جزو کل تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی و انچہ از حسن تردد در جمع آن منفر اید معاف و مرفوع القلم شمارند درین باب تاکید اکید و قدغن بلیغ دانستہ ہرسال سند مجدد نطلبند) کہنگی و فرسودگی و بعض جگہ کیڑہ کہا لینے کی وجہ سے چند الفاظ پڑہے نہین گئے نقل فرمان مین تاریخ ہفتم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۱۶ فصلی لکھی ہے جسے آج نو کم دو سو برس گذری اب سنہ ۱۳[illegible] فصلی ہین

خیریت اندیش خان بن محمد مسیح خیر اندیش ثانی صوبہ کشمیر و پنجہزاری منصب دار تھے کشمیر مین نواب بازار انہین کا تعمیر کردہ ہے نقل ہے کہ بہ حالت بیکاری ہمراہی بادشاہی کیواسطے دربار مین جاتے تھے بازار شاہجہان آباد مین نہر کی دیوار پر دو درویش مجذوب بطور اسپ سوار ایک دوسرے کیطرف پشت کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جب یہ قریب گذرے ایک درویش نے کہا ہمکو تنجن کہلاؤ فوراً تعمیل کی گئی دوسرے فقیر صاحب بھی کہانے کی طرف متوجہ ہوئے جب ایک درویش نے کہاتے مین ہاتھ ڈالنا چاہا دوسرے نے اونکا ہاتھ پکڑکر کہا پہلے اسکو کچھ دیدو اوسکے بعد کہاؤ اور دونون نے باہم اپنی اصطلاح مین کچھ گفتگو کرکے کہا ہمنے تمکو کشمیر دی آج ہی شہر سے چلے جاؤ نواب سلام کرکے رخصت ہوئے اتفاقاً اوسیوقت صوبہ دار کشمیر کی معزولی کا حکم ہوا تھا دربار مین پہنچتے ہی انکا تقرر ہوگیا اور تاکید ہوئی کہ آج ہی کوچ کرکے جلد پہونچ جاؤ چنانچہ اوسی دن کشمیر روانہ ہوئے۔

احسان علیخان المخاطب خیر اندیش خان ثالث خلف محمد مسیح خیر اندیش خان ثانی۔ احمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین اپنے جد بزرگوار کا خطاب پاکر صوبہ کشمیر جنت نظیر پر سرفراز ہوئے چند سال عہدہ کا کام انجام دیا پھر حق شناسی کی طرف طبیعت آئی اور سمجھے

دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ	اے ہیچ برائے ہیچ در ہیچ مپیچ	

اسباب حشمت چہوڑ چہاڑ بریلی مین گوشہ نشین ہوگئے دوازدہ ماہ روزہ رکہتے تمام شب عبادت کرتے جمعہ کے دن حجرہ سے نکلتے اور جامعہ مسجد تک آتے چالیس برس کامل اسیطرح گذارے عامل کامل اور تسخیر اجنہ پر قادر تھے اسی شغل طاعت و عبادت مین واصل بحق ہوئے احمد شاہ غرہ جمادالاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا یہی انکا زمانہ سمجھنا چاہیئے۔

نواب عافیت اندیش خان بن نواب خیریت اندیش خان بہ منصب دو ہزاری

فوجداری اٹاوہ پر چندے ماموررہے چونکہ سلطنت کو انتہا کا ضعف اور تنزل ہو گیا تھا
باقی عمر خانہ نشینی مین بسر کی۔
نواب فرحت اندیش خان بن عافیت اندیش خان نوکری بادشاہی حاصل
نہین ہوی اور بادشاہی بھی نرہی تھی شاہ عالم عالی گہر کا وقت تھا انگریزی عملداری
آگئی تھی کچھ عرصہ عہدہ تحصیلداری مظفرنگر پر ماموررہے رچی سین صاحب منتظم اول میرٹھ
نے انکی خدمت شایستہ سے محظوظ ہوکر فرمایا تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین
ہمارے ساتھ چلو تمہاری ملاقات کراکر خطاب وجاگیر دلوا ہین گے چنانچہ دہلی گئے پٹرگنج
مین ویسرائے کا لشکر پڑا تھا اور شاہ عالم بادشاہ کی تنخواہ مقرر ہو گئی تھی اس عرصہ مین
میرٹھ سے آدمی معہ خط پہنچا اوس سے معلوم ہوا کہ آپ کے گھر مین سخت بیمار ہین شدت
مرض سے جان بر ہونے کی امید باقی نہین رہی جنرل صاحب نے ہرچند روکا مگر اوس
اضطراب مین ٹہیر نہ سکے اور وہ وقت نکل گیا پھر جنرل گلاسبن کے ساتھ جنگ گورکہا مین
کارہائے نمایان کیئے جنرل صاحب نے فرمایا تہا کہ بعد مراجعت ہم تمہاری خدمات شایستہ
کی رپورٹ کرین گے تقدیر سے جنرل صاحب اوسی لڑائی مین کام آئے۔ آپ علم طب
خصوصاً عمل ید یعنی چیرپہاڑ وجراحی مین صاحب کمال تھے اکثر ڈاکٹران انگریزی پر معالجات
مین غالب رہے اس قسم کی حکایات بہت سی مشہور وزبان زد خلایق ہین۔ غرض عمر
عزیز باعزاز واکرام وپیش حکام وقت بوقعت تمام بسر کی ۱۸۳۱ء مین رہگرای عالم باقی ہوئے
نواب مبارک علیخان بن نواب فرحت اندیش خان ۱۸۰۳ء مین جبکہ انگریزی
عملداری میرٹھ مین آئی بیس دن کی عمر تھی۔ آغاز شعور سے عمدہ خدمات پر مثل تحصیلداری
وسررشتہ داری ونیابت میر منشی گری نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ اکلنڈ صاحب پر معزز
وممتاز رہے بعدہ محکمہ پرمٹ مین اسسٹنٹ ہوئے پر ۱۸۴۱ء مین محکمہ مذکور کی پتر دلی پر
ترقی کی جسکی ماہواری تنخواہ تین سو پچاس روپیہ تھے سترہ برس اس عہدہ پر کامیاب

رہے۔ بالآخر غدر ۱۸۵۷ء مین خانہ نشینی اختیار کی اور حسب تجویز حکام ضلع نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی نے انریری مجسٹریٹی شہر میرٹھ پر امتیاز بخشا۔ نواب صاحب ایک ذیعلم رحمدل رفیق القلب فرشتہ خصال بزرگ و حاجی الحرمین شریفین تھے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ نہ صرف حکومت و ریاست کیوجہ سے معزز و موقر و مخدوم شہر سمجھے جاتے تھے بلکہ زیادہ تر اپنے برگزیدہ اخلاق وہر دلعزیز طریقہ سے تمام شہر مین ایک مکرم و محترم اور معروف و مشہور بزرگ تھے اور ہر شخص کے دل مین آپکی جگہ تھی۔ اگرچہ اس جہان سے آپکی رحلت کو بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا تاہم آپکی پاک طینتی اور خوش خلقی کو میرٹھ کے لوگ ابتک نہین بھولے۔ طبابت کا بھی انکی ذات سے بڑا فیض جاری تہا ہر خاص و عام امیر و غریب کے ساتھ نہایت تواضع و مدارا سے پیش آتے غربا کو اکثر دوا اپنے پاس سے دیتے جو لوگ دنیا مین ناموری اور اصلی عزت حاصل کرنا چاہتے ہین اونکے لئے آپکا طریقہ قابل تقلید تہا حکام انگلشیہ بھی انکو عزت کی نگاہون سے دیکھتے تھے۔ نواب صاحب کو تالیف و تصنیف کا بھی ذوق تہا چند رسالے انکے یادگار رہین۔ رسالہ مبارک کنبوہون کے حال مین۔ کمالات عزیزی ایک مختصر سا رسالہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کے بعض واقعات و واردات و کمالات کے ذکر مین۔ ایک انشا اور ایک رسالہ ردّ شیعہ مین تالیف کیا یہ سب کتابین چھپ کر شائع ہوگئی ہین۔

وفات شب پنجشنبہ ۳۰۔ عید الفطر ۱۲۹۳ ہجری و ۹۔ نومبر ۱۸۷۶ء کو رحلت فرمائی عالم بالا ہوئے لفظ وفات غفران پناہ مین سال وفات بحساب سنین عیسوی نکلتے ہین (۱۸ ۷۶)

چند قطعات تاریخ وفات جنکے الفاظ اونکی اوصاف واقعی کا ترجمہ ہے درج ذیل کئے جاتے ہین

قطعہ من نتائج فکر مولوی عبد الحلیم صاحب مبین میرٹھ	
دریغا کہ نواب غفران پناہ	پسندیدہ خوئے پسندیدہ رائے

حکیم شفیق و حذاقت مآب
فرشتہ منش حاجئ باخدائے
بشوق جنان رخت بست ای حکیم
ازین دار فانی سپنجی سرائے
الوالعزم دانا و نیکو سرشت
مبارک علی خان بمردآہ دائے
۹۳ ہجری ۱۲ — ۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

نکو نام نواب قدسی خطاب
مبارک علی خان عالی نژاد
نکو طینت و نیک اخلاق بود
بہ نیکی دل خلق میکرد شاد
الا اے خرد مند نیکی پسند
نہ ھر و انکہ نامش بخیر است یاد
چو پرسند تاریخ و سالش حکیم
بگو برگزیدہ فرشتہ نہاد
۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

مبارک علی خان فرخ منش
خلیق و لئیق و حکیم و فہیم
شب پنجشنبہ ازین خاکدان
بملک تقدس رسید اے حکیم
سروشے بمن گفت تاریخ نقل
فرشتہ خصال آمدہ در نعیم
۷۶ عیسوی ۱۸

قطعہ از نتائج خامہ مشکین ختام شیخ اشارت علی صاحب کنبو رئیس میرٹھ

مبارک علی خان جنت مقام
رئیس و حکیم و سخی و ولی
کیا جبکہ جنت کے چلنے کا قصد
قدم بوس کو مغفرت خود چلی
کہو لب سے آمرزگاری کی صدق
مبارک ہو خلد اسے مبارک علی
۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

مبارک علی خان رئیس قدیم
ہوئے قصر جنت بین مسند نشین
سر آسمان سے ندا آئی صدق
مبارک ہو بزم بہشت برین
۹۳ ہجری ۱۲

نواب احمد اللہ خان خلف نواب مبارک علی خان سنہ ۱۲۶۷ھ مین پیدا ہوئے مثل اپنے

اسلاف کرام کے نہایت معزز و موقر و لایق و فایق تھے حلم و متانت و تہذیب انمین کوٹ کوٹ کر بہری گئی تھی پہر بھی رعب و وقار ایسا غالب تہا کہ ہر شخص کو بات کرنے کی ذرا کم جرارت ہوتی تھی علم اخلاق اور تاریخ مین نظر وسیع رکھتے تھے اور با وصف شیرین رقم ہونے کے نہایت زود نگار و تیز قلم تھے عالی خیال نفیس مزاج متین و غیور اور شر و فساد سے نہایت نفور تھے حکام جلیل القدر انگلشیہ بہت اعزاز کرتے تھے اور باہم برابر کی ملاقات ہوتی تھی اہل شہر مین بھی اول درجہ کا امتیاز تہا - ابتدا ئے یکم اکتوبر ۱۸۴۹ء کو عہدہ اسسٹی پرمٹ پر بمشاہرہ ڈیڑھ سو روپیہ مقرر ہوئے اور بروقت انتظام جدید یعنی ناگپور ۱۸۶۴ء مین عہدہ پتر دلی پر ترقی کی بلکہ ستمبر ۱۸۶۶ء سے اس عہدہ کے اول درجہ کی تنخواہ بحساب چار سو روپیہ ماہوار وسے خرچ بنگلہ و سواری پائی ایام غدر ۱۸۵۷ء مین بھی انجام دہی کار سرکار مین مصروف و انتظام انسداد سرقت نمک محصولی مین ساعی و سرگرم رہے - دو مرتبہ باغیون سے مقابلہ ہوا - ایک مرتبہ قریب آگرہ پیشانی پر اوچٹتی ہوئی گولی لگی مگر خیریت گذری اور فضل الٰہی شامل حال رہا - دوسری دفعہ بمقام بہدرولی ضلع آگرہ کل مال و اسباب باغیون نے لوٹ لیا - حکام اعلیٰ و کمشنران پرمٹ ہمیشہ اپنی رپورٹون مین انکی حسن خدمات اور قابلیت و کارگذاری کی تعریف لکھتے رہے بالاخر ۱۸۷۸ء عہدہ مذکور سے پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - پنشن لینے کے بعد ۱۸۷۹ء مین اسپیشل مجسٹریٹ و وایس پریسیڈنٹ مینونسپل بورڈ شہر میرٹھ مقرر ہوکر نہایت عزت و اعتبار و داد و دیانت سے اوس کام کو انجام دیکر مورد تحسین و آفرین رہے گورنمنٹ انگلشیہ نے براہ قدرشناسی بحسب لیاقت ذاتی و امتیاز خاندانی دوسری فروری ۱۸۸۵ء کو خطاب نوابی عطا فرمایا - چونکہ اس خاندان عالیشان مین دنیوی دولت کے ساتھ کچھ اُخروی نعمت کی بھی چاٹ لگی رہی ہے بر ہنمونی خضر طالع خدمات متعلقہ سے مستعفی ہوکر اور خدمات شہر پر اپنے خلف اکبر خان بہادر نواب اسد اللہ خان کو جو اسوقت اپنی ذاتی و فطری و مجموعی خوبیون مین فخر اجداد و خلف ہین اپنا جانشین مقرر کرکے خود یاد حق مین

عزلت گزین وزاویہ نشین ہوگئے اوسی ذوق وشوق مین ۱۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۹ ہجری کو یک ناگاہ واصل بحق ہوئے وہ دن اہل شہر کے لئے عجیب قیامت خیز دن تہا ؎

اوس دن کچھ اہل شہر کی افسردگی نہ پوچھ
وہ لوگ جنکو دعوئی تمکین وضبط تہا
عاشق کا دل بہی یار سے اس غم مین سرد تہا
دیکھا تو دل پہ ہاتھ تہا اور رنگ زرد تہا

جو سنتا تھا بکمال حزن وملال کف افسوس ملتا چلا آتا تہا انبوہ خلایق کی وجہ سے دومرتبہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی -

تاریخ وفات مین ناظم نازک خیال سید طفیل احمد کرمانی الخیرابادی کورٹ انسپکٹر پولیس اعظم گڈہ نے یہ قطعہ موزون کیا ہے

آن رئیسے کہ بُد بعصر وحید
خیر اندیش خان نسل افش
عمر ادبین شبع واستین
میکند لطف عافیت برباد
این نکو کار ترک دنیا کرد
جمع کردہ ذخیرہ عقبیٰ
یوم آدینہ نیمۂ رمضان
فکر تاریخ شد طفیل احمد
در شمار ند مصرعہ آخر

ہمسرش مردمے زچشم ندید
بود نواب با وقار ومزید
زامتثالِ حدیث پاک سید
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید
پنج سال است خلوتے بگزید
خوبے وخیر از دو بختم رسید
زین مقام دنی سفر بگزید
شعر مقطع بدل زگوش رسید
سنہ ہجری از وباید دید
کرد در یوم پاک ماہ ہدیٰ سے
۵ ۸ ۳

رونق افروز شہر سیرٹہ بود
اب وجدش بعز وجاہ تمام
روح سعدی بجنت الماوے
بندامت ز انفعال تمام
بعبادت وزہد نام خدا
نام پاکش اگر کسے جوید
کرد رضوان بحکم ایزد پاک
از دو مصراع گرہ عدد گیرند
صفت تازہ داد این تاریخ
احمد اللہ خان بجنت عید
۱۳۰۹ھ

شہرت خلق او بخلق رسید
منتخب از ہمہ بوصف حمید
در معنی چہ سفت باید دید
وقت فرعش خوشہ باید چید
بزمان فرد بود مثل فرید
مصرعۂ خاتمہ بباید دید
بہر مہمانیش بجنت عید
عیسوی سن از و شوند پدید
لطف از ابدل لحمان سنجید

۱۸۹۲ء

الغرض معاش ومعاد مین اپنے ہمعصر اور آئندہ نسل کیواسطے عمدہ نمونہ تھے شہر میرٹھ مین ملحق
۱۲۹۵ ہجری
خیر نگر (کوٹھی جنت نشان) تعمیر کرکے اوسمین نہایت فارغ البالی سے عمر عزیز بسر کی اب اونکی
اولاد بعیش وعشرت اوسمین آباد ہے - پانچ فرزند ارجمند چھوڑے -

نواب اسد اللہ خان - خان بہادر نواب احمد اللہ خان کے پہلے بیٹے ۱۸۴۶ء
مین پیدا ہوئے صغیر سنی کا زمانہ تعلیم وتربیت مین گذرا - اول تو فطرۃً طبیعت نیک پائی
تھی جدّ بزرگوار کی فیض صحبت نے خاصیت اکسیر بخشی - گو فنون وعلوم مین درجہ فضیلت نہین
پایا عربی فارسی انگریزی اور طب حسب ضرورت اچھی جانتے ہین - پر تہذیب نفس اخلاق
حُسن حلم ترحم خدا ترسی تادّب وقار صبر وتحمل جود وسخا مہر و وفا صفات حمیدہ وخصایل
گزیدہ مین جو بات کسی پیر کہن سال کو ثقات مشایخ کی صحبتون مین بعمر دراز رہکر مجاہدون
اور ریاضتون کے بعد حاصل ہوتی ہوگی اس مسعود ازلی ومقبول لم یزلی کو ابتدا ہی سے
نصیب تھی - جب سن شعور ہوا بماہ اپریل ۱۸۶۵ء گورنمنٹ انگلشیہ کی سروس مین آخر
محکمہ (ناردرن انڈیا سالٹ رینیو) یعنی (محکمہ نمک شمال ہند) مین معزز عہدہ اسسٹنٹ
پٹرول کا پایا اپریل ۱۸۶۶ء مین اوس عہدہ پر مستقل ہوئے - اور بدفعات اسی ماہ اپریل
دسنین مختلف مین ترقیات پاکر عہدہ سپرنڈنٹی محکمہ مذکور پر عروج کیا - وبحیلہ ملازمت
گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی وسنٹرل پراونس وپنجاب وراجپوتانہ وغیرہ اکثر اقطاع
واطراف ہندوستان کی سیر وسیاحت کی - ادائے خدمات منصبی کے وقت کبھی راحت طلبی
کا خیال نہین کیا - غایت مستعدی وجفاکشی سے دنکو دن اور رات کو رات نہین جانا -
گھوڑے کی سواری کی اس درجہ مشق بڑھی ہوئی تھی کہ سو سو میل پشت زین پر طے کرجانا
اس جوان بخت کو تھکا نہ سکتا تہا - بیابانی اور کوہی علاقون مین رہنے کی وجہ سے شکار کے
شوق مین ریچھ - بگھرہ - چیتہ - بہیڑئے - شیر وغیرہ درندگان سے جنگل کے جنگل صاف
کردئے - ہرچند کہ سن وقوے مساعد تھے الا پچیس ۲۵ برس کی محنت اور وطن سے دوری درد رہ

رہنے کے بعد خدمات متعلقہ نہایت دیانت سے حسب پسند گورنمنٹ و حکام بالادست انجام دیکر بخوشی خود یکم جون ۱۸۸۹ء سے پنشن لے لی مشیت نے انکی ذات بابرکات کو انکے خاص مولد و موطن کے باشندون کی نفع رسانی کے لئے تاک رکھا تھا۔ جس کا یہ سامان ہوا انکے والد ماجد بایل بیاد حق ہوکر خدمات متعلقہ کو ترک کرکے گوشہ نشین ہوگئے۔ نظر بجامعیت قابلیت انکے باپ کے متعلقہ خدمات کی انجام دہی کیواسطے شہر مین ان سے بھتر کوئی انتخاب ہوسکتا تھا۔ لہذا اپریل ۱۸۹۰ء مین انکے واسطے والیس پریسیڈنٹ مینوسپل بورڈ و انریری مجسٹریٹی و ممبر لوکل بورڈ وغیرہ شہر میرٹھ کی تحریک و تجویز ہوئے اور آسی سال سے ان خدمات کا تعلق ہوا۔ چنانچہ ابتک نہایت اعلی مراتب اعتبار و اقتدار و عام ہر دلعزیزی و قبولیت خداداد کے ساتھ اس کام کو انجام دے رہے ہین۔

عطاء خطابات۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے ۲۔ جنوری ۱۸۸۸ء کو بصلہ حسن خدمات خطاب (خان بہادر) عطا فرمایا اور بپہر بجلدوے خیرسگالی و قابلیت ذاتی و وقعت خاندانی یکم جنوری ۱۸۹۵ء مطابق ۳۔ رجب ۱۳۱۲ ہجری موروثی خطاب (نوابی) جس کے پانے کا انکو پورا استحقاق تھا عنایت کرکے عزت افزائی کی۔ جون ۱۸۹۷ء مین منجانب ملکہ معظمہ قیصر ہند کوئن وکٹوریہ دام اقبالہا سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج دلپسندیدگی خدمات کا عطا کیا گیا۔ **جلسہ تہنیت خطاب نوابی** چونکہ اس فرشتہ خصال شخص نے اپنی نیک نفسی خوش اخلاقی حب وطن حب قومی و بے تعصبی عدل مروت مدارات عامہ خستہ نوازی اور بے ریا صداقت و راستبازی سے کشور قلوب پر پوری حکومت حاصل کر لی ہے۔ اہل شہر کو اس خطاب پانے سے جوش مسرت پیدا ہوا اور نہایت دہوم دہام سے ٹون ہال کے پرزیب و زینت مکان مین تھنیت کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ مسلمان۔ ہندو۔ صاحبان انگریز سبنے خوشی منائی۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ہندی زبان نظم و نثر مین مسلمانون آریہ سماج۔ پاٹ شالہ ہنود۔ مینوسپل بورڈ۔ اور طلبا ئے

مینوسپل اسکول کی طرف سے ایڈریس (تہنیت نامے) پیش ہوئے جو حکام انگلشیہ مثل مارکہم صاحب جج ای-ایچ ہرنگٹن صاحب کمشنر- مسٹر پرس براملی صاحب سپرنڈنٹ پولس- مسٹر میجر جنرل سنفرڈ صاحب- مسٹر ای- بی پٹرسن صاحب کمشنر وغیرہ وغیرہ دورہ پر دور و دراز جگہ ہونے اور اطلاع جلسہ ناوقت و بدیر پانے کی وجہ سے جلسہ مین شریک نہو سکے اونہون نے مبارکباد و اظہار مسرت کی چٹہیان بھیجین اور اپنی عدم شرکت و مجبورانہ نہ پہونچ سکنے پر ملال ظاہر کیا جس سے نواب صاحب کی ہر دلعزیزی کا پورا ثبوت ہے جلسہ کی روداد مفصل چھپ کر شایع ہو گئی ہے اس مختصر مین اوس کے کل مضامین ایراد کرنے کی گنجایش ہے نہ ضرورت الا نظراً بعض یورپین حکام کی چہٹیات کا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور فرحت ناظرین و سرور شائقین کے واسطے چند گلدستۂ نظم انتخاباً نذر کیے جاتے ہین -

ترجمہ چہٹیات

۲۳- جنوری ۱۸۹۵ء

مسٹر اے- بی پٹرسن نیگ محمڈن اسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اسوسی ایشن موصوف نے براہ کرم اوسکو شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کے لئے یاد کیا- مسٹر پٹرسن کو ایک قدیم دوست کی شرکت مبارکباد دینے کے لئے بہت خوشی ہوتی مگر وہ اسوقت دورہ پر ہے اور آپکا نامہ طلب آج ہی پہونچا-

ایضاً

مسٹر پرس براملی کو نہایت افسوس ہے کہ نیگ محمڈن اسوسی ایشن میرٹھ کے بلاوے کو جو بغرض شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی مقام ٹون ہال میرٹھ مین ۲۰- جنوری ۱۸۹۵ء کو منعقد ہو گا قبول کرنے سے معذور رہے -

اگر مسٹر براملی دورہ پر نہوتا تو اوسکو اس دلچسپ جلسہ کی شرکت سے غایت درجہ مسرت

ہوتی اسلئے کہ یہہ خطاب نوابی جو خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کو عطا ہوا ہے نہایت مناسب اور شایان ہے۔

کمپ موانہ ۱۹- جنوری ۱۸۹۵ء

ایضاً

۱۹- جنوری ۱۸۹۵ء- بخدمت خان بہادر حاجی حافظ عبدالکریم صاحب سی- آئی- اِی، صاحب من- میری آپ سے یہہ آرزو ہے کہ براہ مہربانی میری طرف سے اون بہت سے مبارکبادون مین جو کل کو نواب محمد اسد اللہ خان صاحب کے تہنیت سے دوستون اور بھی خواہون کی طرف سے اس مناسب عطائے خطاب کے موقع پر پیش کی جائے گی جو گورنمنٹ سے موزون طور پر عطا ہوا ہے میری طرف سے بھی مبارک باد دیجیے چونکہ یہہ اتوار کا دن ہے مین جانتا ہون کہ نواب صاحب بھی اون مذہبی خیالات کا لحاظ کرینگے جو میرے اس جلسہ کی شرکت مین مانع ہوا ہے- اور یہہ کہ نواب صاحب موصوف میری مبارکباد کو جو بذریعہ چٹھی کے ادا کی گئی ہے اوسیطرح سے قبول فرماوین گے جیسے ہین موجودگی مین پیش کرتا۔

اون معمولی کلمات تہنیت پر جو ایسے موقعہ پر پیش کئے جاتے ہین مین اس دعا کا اضافہ کرتا ہون کہ خداوند تعالی کا فضل دنیا اور عاقبت دونون مین نوابصاحب کا شامل حال ہو۔

آپکا خادم ڈبلیو برناڈ- پرنسپل

نظم از یادگار انوری و خاقانی محمد مرتضی بیان یزدانی

آپ کو افتخار نوابی
ظل سبحان ہے سایہ سلطان
آپسے سرزمین میرٹھ کو

اسد اللہ خان مبارک ہو
مہر کا سائبان مبارک ہو
رفعت آسمان مبارک ہو

بدر کامل ہوئے ہلال سے تم
قیصر ہند نے دیا اعزاز
زہرہ دولت تو آپ ہین ہین

جلوہ عز و شان مبارک ہو
اوج نام و نشان مبارک ہو
ہے اسد مین قران مبارک ہو

آپکے سر پہ عدل نے رکھا — چتر نوشیروان مبارک ہو
آج اسد مین ہے آفتاب حشم — نور کون و مکان مبارک ہو
وہ زمین چومنے قدم آئی — وہ جُھکا آسمان مبارک ہو
قیصر ہند نے دو چندان کی — عزت خان و مان مبارک ہو
مجلس نو مین آپکا اجلاس — ہان مبارک ہو ہان مبارک ہو
چمن و باغ و بلبل و گل کو — آپ سا باغبان مبارک ہو
تم سنو اور کہین قیامت تک — لب کو کام و زبان مبارک ہو

ہے ترزدے عدل کا شاہین — دست راحت رسان مبارک ہو
مثل خورشید سر بلند ہوا — فرق تا فرقدان مبارک ہو
کاخ گردون سے آپکی کرسی — ہو رفیع المکان مبارک ہو
ہو رعایت فشان رعیت پر — شاہ ہندوستان مبارک ہو
وہ بیان عندلیب ہندوستان — آج ہی گلفشان مبارک ہو
سایۂ رحمت کریم ہو تم — ظل حق جاودان مبارک ہو
اسد الہیون کے زمرہ مین — ہی ازل سے بیان مبارک ہو

ریختہ قلم زرین رقم صاحبزادہ شیخ علاء الدین نبیرہ خان بہادر حافظ عبد الکریم سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس لال کرتی میرٹھ

خوش است موسم دلکش خوش است فصل بہار — خوش است نغمۂ طوطی خوش است شور ہزار
بیا بیا کہ دگر غنچہ در چمن آمد — چو دُرج مشک ز چین و چو نافہ از تاتار
نشست گل چو عروسان لندن و پیرس — شگفت لالہ چو خوبان خلخ و تاتار
نوید و غلغلۂ تہنیت رسیدہ بدہر — زمین شدہ طرب انگیز و چرخ عشرت بار
کہ شد عطائے ز قیصر خطاب نوابی — بہ فخر دولت و دین میر کیقباد تبار

امیر وقت اسد اللہ خان شہر جہان
محیط فضل و نوازش جہان عز و وقار

زہے اہل زمین آسمان دانش و عقل — زہے انجمن ما سحاب گوہر بار
توئی کہ از تو شدہ زیب و زینت اقبال — توئی کہ از تو شدہ افتخار شہر و دیار
بگاہ جلوۂ خوئے تو غنچہ ہا خندان — بگاہ دیدن روئے تو دیدہ ہا گلزار
الا ز اہل زمین تا دعا رسد بفلک — الا بروئے زمین تا فلک شدہ سیار

بود ستارہ بخت چو طبع مین روشن
بود دوست سخایت چو کلک من گہربار

میلہ نوچندی میرٹھ کا ہندوستان کے مشہور اور نہایت پُررونق میلون مین ہے اخبار پانیر مورخہ ۸ اپریل ۹۷ء مین میلہ مذکور کی نسبت جو مضمون لکھا ہے ہم اودہ اخبار ۱۵ اپریل ۹۷ء سے اوس کا اقتباس کرتے ہین۔ پانیر لکھتا ہے "بوجہ وبا وقحط جو تمام ہندوستان مین ہے احتمال تھا کہ میلہ نوچندی مین امسال بہت کم لوگ آئین گے لیکن بظاہر اونمین کمی نہ تھی اور زیر نگرانی مسٹر لی۔ آر وایر کلکٹر و چند مستعد ممبران کمیٹی انتظامی کے انتظام میلہ کا نہایت عمدہ رہا لفظ مستعد ممبرون کا اسوجہ سے لکھتا ہون کہ بجز **نواب اسد اللہ خان خان بہادر** وایس چیرمین مینوسپل بورڈ و چند دیگر عام فائدہ رسان طبیعت کے جنٹلمینون کے اور ممبر جنکی تعداد کثیر ہے یہان موجود نہ تھے **نواب اسد اللہ خان** بوجہ قدامت خاندان اور اپنے اخلاق کے یہان نہایت مشہور ہین اور بحیثیت وایس چیرمین مینوسپل کمیٹی اور آنریری مجسٹریٹ کی بہت بڑی کوشش کرتے ہین کہ بہبودی عوام کو ترقی ہو الغرض یہ صاحب عارف باللہ و اسرار حقیقت سے آگاہ و اپنے خاندانی خصوصیات کے عطر مجموعہ ہین۔ جنھون نے انگریزی سیکھنے کو کفر و الحاد سے بدتر سمجھ رکھا ہے اگر اس انگریزی وان کوٹ پتلون پہننے والے نیک سیرت پاک نہاد پاکیزہ خیال روشن دماغ صاف دل سچے مسلمان پکے خداپرست سے ملین تو اونکو لامحالہ اقرار کرنا پڑے گا کہ رب العالمین اور جہاندار جان آفرین کے بے نظیر و بے پرواہ دربار مین جبہ عمامہ سیلی کفنی کوٹ جاکٹ پتلون کسی لباس عربی فارسی انگریزی عبرانی سریانی یونانی کسی زبان کوشک کوٹھی ایوان جھونپڑی گوپہا میدان کسی مکان کی پرسش نہوگی وہان تو دل ہی ٹٹولا جائے گا ظاہری ڈہونگ کام نہ آئے گا۔ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ[۱] نظم

[۱] ترجمہ کام نہ آئے گا مال نہ بیٹے مگر جو لوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا ۱۲ پارہ ۱۹ سورہ شعرا رکوع ۴

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل	بہ تنہائے اندر صفائی نہ بینی
وگر مال و جاہ ہست و زرع و تجارت	چو دل با خدا ایست خلوۃ نشینی

بھائی ہو مسلمانی نہ انگریزی خوانی ہے نہ عربی دانی وہ تو ایک عجیب بے لوث بیریائی اور سچی صفائی ہے۔ ہندی مثل ہے (دل چنگا تو کٹھوتی مین گنگا) ؎ درویش صفت باش وکلاہ تتری دار + اس مصرعہ کا مطلب انکے طرز عمل سے واقف ہو کر خوب سمجھہ مین آجاتا ہے اور دل بیار و دست بکار جو صوفیہ کے ہان مشغول بحق و مصروف بخلق رہنے کا نادر طریقہ ہے طالب حق انکی طرز معاشرت و اخلاق فاضلہ سے اوسکی پوری تعلیم پاسکتا ہے کسی بزرگ نے سچ کہا ہے۔ ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
تو بر تخت سلطانئے خویش باش	با خلاق پاکیزہ درویش باش

غرض اس پاک نہاد امیر صورت درویش سیرت نے عجیب قلب سلیم پایا ہے فرایض وشن مین چاشت و اشراق تک۔ قضا نہین ہوتا دلشکنی مخالف کی بھی گوارا نہین کیجاتی دست کرم ایسا کشادہ کہ کوئی سایل محروم نہین جاتا مراعات علیلان و چارہ سازی ضعیفان مین بھی انکے فیض خاندانی جاری ہے محتاج و غریب بیمارون کی اس تفقد سے پرسش و چارہ گری کیجاتی ہے کہ دیکھنے والون کے دل پر اثر ہوتا ہے اکثر دوا انکے دار الشفا سے ملتی ہے اور غریب بیمارون کو نقدی بھی۔

ہمارے نوجوان انگریزی خوان جو محض بوٹون کی صفائی اور بالون کی کاٹ چھانٹ کتر بونت کوٹ پتلون کی تراش خراش مین مقید ہو کر ملک و ملت سے آزاد ہو جاتے ہین کاش اس معزز جنٹلمین و محترم قوم کی تقلید کرین اور سمجھین کہ انگریزی پڑھ کر انگریزی سوسایٹی مین رہکر ملک و ملت کے ساتھ اسطرح سلوک کرتے ہین اور یون عام ہر دلعزیز بنتے ہین۔

نواب اسلام اللہ خان ۔ نواب احمد اللہ خان کے دوسرے بیٹے۔ بچہ حضرت

نہایت متین سنجیدہ نیک مزاج باوقار اور گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک بڑے معزز عہدہ دار ہین یعنی (ڈسٹرکٹ سپرنڈنٹ) جو نہایت ذمہ دری اور اعتبار کا کام ہے۔ ہندوستانیون مین بجز اس اقبالمند جنٹلمین کے آج تمام ممالک مغربی و شمالی و اودہ و پنجاب کے وسیع قلمرو مین کسی شخص کو اس معزز عہدہ پر مامور ہونے کی عزت حاصل نہین۔

اس نازک وقت مین جبکہ ہندوستان کے باشندہ ہمسایہ قومون مین تعصب وجہل کی پر آشوب چنگاریان باہم ایک دوسرے کے خرمن ہستی کے جلادینے مین نہایت تیزی سے اپنا کام کررہی ہین اس عالی خاندان بہادر جنرل نے جسے رعایا پر پوری حکومت واختیار حاصل ہے ثابت کردیا ہے کہ مسلمان شرفا حکومت کے اعلی مراتب پر پہونچکر کس درجہ انصاف وبے تعصبی سے کام لیتے ہین جن اضلاع مین انکو حکمرانی کا اتفاق ہوا ہے حکام اعلی وہندو و مسلمان ہر فریق انکی بے لوث و منصفانہ کارروائی وحسن انتظام سے راضی و خوش و مداح وثناخوان رہے ہین۔

شکار کا شوق ہے نہ جانوران ہوائی و آہوان صحرائی بلکہ شیر کے شکار کا جس مین اچھے اچھے دل چلون کے چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ انکی کوٹھی کے بعض کمرہ جو ہرن چیتہ بارہ نیل گائے بارہ سنگہا ریچھ بھیڑیا بگھیرہ چرخ ناکہ شیر وغیرہ کی کہالون سینگون سرون چہرون سے قرینہ بقرینہ آراستہ رہتے ہین اچھے خاصہ مردہ جانورون کے میوزیم (عجائب خانہ) معلوم ہوتے ہین۔

نواب سیف اللہ خان۔ نواب احمد اللہ خان کے تیسرے بیٹے بھی نہایت خندہ رو خوشخو لطیف طبع ملنسار و پیش حکام ورعایا معزز و مقبول روزگار ہین پہلے کانپور کے تحصیلدار تھے اب ڈپٹی کلکٹر ہین۔

کانپور جو ممالک مغربی و شمالی ہند مین تجارت وصنعت کا مرکز اور ترقی کارخانجات ولایتی مین دور دور مشہور ہے گورنمنٹ کو کثرت اخراجات صفائی وغیرہ کے وجہ سے مکانات شہر

پر ٹکس لگانے کی ضرورت ہوئی اس سے اہل شہر مین عموماً نا راضگی پہلے ہزارون عذرداریان پیش ہوئین اکثر درخواستین اس مضمون کی تہین کہ گورنمنٹ ہمارے مقبوضات پر قبضہ کرلے ٹکس کی برداشت نہین کرسکتے ضرورتون اور آئین ملک داری کے سبب نہ تو تجویز سے درگذر ممکن تھے نہ مراعات انصاف سے ناواجب جبر منظور تہا یہہ بات زیر تجویز ہوئی کہ کون عہدہ دار ٹکس جدید کی تشخیص کرے جو منصفانہ اور بے لگاؤ ہو چنانچہ تمام اہل شہر نے جسمین بڑے بڑے لکھ پتی تجارت کی ولایتی کمپنیان اور متمول و آسودہ حال رئیس و مروس ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ ہر طبقہ و درجہ کے لوگ شامل تھے بالاتفاق انکی نسبت رضامندی ظاہر کی میونسپل بورڈ و صاحب کلکٹر ضلع نے بھی یہہ انتخاب پسند کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرما کر عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر ترقی دیکر اس امر اہم کو انکی تفویض مین دیا۔

ناظرین خیال فرسکتے ہین کہ ایسی عام قبولیت ہر معمولی خیالات کے شخص کو نصیب نہین ہوسکتی اور اس سے زیادہ انکی صاف دلی و قبولیت عامہ و انتظامی قابلیت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ سچ تو یہہ ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے ہی عالی ظرف نیک مزاج خوش فہم رسا کار عہدہ دارون کی ضرورت ہے بجائے امتحانات کے غیر ضروری و سخت شرائط کی شرافت و تعزز خاندانی و قابلیت انتظامی پر خیال فرمایا جایا کرے تو رعایا و گورنمنٹ دونون کے لئے زیادہ سودمند ہے۔

احسن اللہ خان عرف آغا صاحب و امیر اللہ خان عرف امیر صاحب

چوتھے و پانچوین بیٹے نواب احمد اللہ خان کے نوعمر ہین ابھی کوئی منصب سرکاری نہین پایا الارشادت رزانت متانت فطانت جو فطری جوہر ہین خوبور فتار گفتار عادت اخلاق سے ظاہر ہے امیر اللہ خان کو عکسی تصویر اوتارنے مین مثل یورپین مصورون کے مہارت کلی ہے۔

نواب مبارک علیخان کی دختری اولاد مین اونکے نواسہ **حاجی محمد انعام اللہ خان** بھی باوجاہت شخص ہین انکے باپ رمضان علیخان اور دادا کرامت علیخان تھے مدرسہ اسلامیہ میرٹھ کے منتظم و مدرسہ قومی میرٹھ کے ممبر و ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ہمیرپور کے ممبر اور جوبلی تجارت ہمیرپور کے پریسیڈنٹ ہین ہر شخص کی رنج و راحت مین شریک و معین ہو جانا امور خیر و صلاح کی امداد مین دل سے کوشش کرنا ہر ایک سے بہ خوش خوئی و خندہ روئی و خلق و مدارا پیش آنا انکی عادت ہے حج بیت اللہ سے مشرف اور بیعت شیخ المشایخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر بیت اللہ سے مستفیض ہین۔

محمد اصغر خان المخاطب بہ نواب صواب اندیش خان رئیس میرٹھ

امرا شاہی سے تھے نواب خیر اندیش خان کے ہم جد ہین انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے بدین تفصیل نواب دادن خان تک پہونچتا ہے۔ صواب اندیش خان بیٹے شمس الدین محمد خان کے۔ وہ بیٹے احمد خان برادر حقیقی نواب خیر اندیش خان کے وہ بیٹے نواب محبت خان کے وہ بیٹے نواب اسد خان کے وہ بیٹے نواب دادن خان کے انکی نسل نام و نمود کے ساتھ میرٹھ۔ مارہرہ۔ بریلی مین موجود ہے۔ محمد اصغر خان کے پوتے فتح علیخان بھی صاحب اقبال تھے دہلی برباد ہو چکی تھی طوایف الملوکی پھیلی ہوئی تھی ایسے وقت مین خانہ نشینی کے سوا ہو کیا سکتا تھا لیکن شہر مین بڑی بات تھی اول درجہ مین مانی جاتی تھی کسی قوم و قبیلہ کا قصہ قضیہ ہوا انہین کی تجویز سے فیصلہ ہوتا تھا سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزی کمپنی کا میرٹھ پر قبضہ ہو گیا انتظام قایم رکھنے اور اہل فساد کو دبانے مین انہون نے کمپنی کو قابل قدر مدد دی اوسکے صلہ مین دو سو روپیہ ماہوار کا بطور اعزاز سرداری حین حیاتی وظیفہ مقرر ہوا اس پنشن کے بارہ مین جو چٹھی ہمکو ملی ہے خلاصہ اوسکا اردو مین نقل کیا جاتا ہے۔ **خلاصہ چٹھی** - این۔ بی مینسٹن صاحب بنام لفٹنٹ کرنل مورخہ ۲۹۔ اپریل سنہ ۱۸۰۸ء جناب نواب گورنر جنرل بہادر معہ کونسل نواب

فتح علیخان کی خدمتون کے صلہ مین حسب رائے رائٹ لارڈ مینگ آنریبل اونکو معقول جاگیر عطا کرنے سے بہت خوش ہین اور لہذا اونکی زندگی بہر کے واسطے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن منظور فرماتے ہین نواب گورنر جنرل معہ کونسل درخواست کرتے ہین کہ لفٹنٹ کرنل اس پنشن کے عطیہ کے واسطے مناسب احکام صادر فرمائینگے۔ (دستخط) جان میلکم صاحب

نواب صواب اندیش خان سے چوتھی پشت مین **حاجی محمد ممتاز علی خان** ابن غلام سرور خان بن غلام صفدر خان ابن علی احمد خان ابن نواب صواب اندیش خان اعلی بڑے نامی گرامی مشہور و معروف شخص تھے میرٹھ انکا وطن اور اٹاوہ مسکن تہا بالآخر وہی مدفن بھی ہوا۔ **شعر**

بہ میرٹھ مولدش مدفن اٹاوہ	بگو بان اے فلک ہمت این چہ انداز

انکے اوصاف گزیدہ اور اخلاق حمیدہ لکھنے کو ایک دفتر چاہیے دینی و دنیوی خوبیون کی قبا انکے قد موزون پر راست آئی تھی۔ صورت ایسی نورانی پائی تھی جسے دیکھکر بیساختہ زبان سے نکلے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پیشانی درخشان سے سیماہم فی اثر السجود کے شان عیان۔ **دوہرہ**

کیسین جوت بکہانی بنون بہان کوپاٹ + سیماہم کے روپ سون سوبہا دیت للاٹ

زندہ دلی خوش مزاجی بذلہ سنجی علو ہمت خلق و فتوت جود وسخا مہر و وفا مہمان نوازی فراخ حوصلگی بے تکلفی فرزانگی روشن دماغی انکے اوصاف خاص تھے باینہمہ نہایت بارعب تھے۔ دسترخوان ایسا وسیع کہ ایک جہان انکے خوان نعمت سے شیرین کام تہا۔ کسیکی کاربرآری مین دریغ نکرتے تھے۔ دستگیری اہل احتیاج اور خیر کے کامون مین انکا دست کرم ابر گوہر بار تہا۔ **شعر**

دلدہی جہان نوازی اور مسافر پروری	جیسی وہ کرتے تھے ایسی آجتک دیکھی نہین

جگت آشنا ایسے کہ ہندوستان مین کوئی شہر نہوگا جہان دو چار دس بیس اونکے ملنے

اور جاننے والے نہون۔ ہندوستانیون پر منحصر نہین بڑے بڑے حکام انگلشیہ نہایت قدر و منزلت کرتے تھے۔ کوئی دوستانہ ملتا۔ اور کوئی بزرگ سمجھتا تھا۔ گورنمنٹ کے ہمیشہ خیرخواہ رہے اور مدت العمر عمدہ خدمات کین۔ ہندوستانی ریاست مین سلطنت لکھنؤ کی طرف سے کلکتہ دربار گورنری مین سفیرانہ طور پر بھیجے گئے جس کام کو گئے تھے دلخواہ طے ہو گیا تھا مگر اونہین ایام مین واجد علیشاہ اودہ کی بدنصیبی سے امیر علی شاہ صاحب کی شہادت کا جھگڑہ پیش آیا اون بدنظمیون کے سبب انتزاع سلطنت ہو گیا اور وہ دفتر گاؤخورد ہو گیا مصرعہ۔ آن قدح بشکست وآن ساقی نماند۔ گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت کے سلسلہ مین عہدہ تحصیلداری تک ترقی کرکے اور نہایت دیانت وخیرسگالی سے حسب پسند گورنمنٹ کام انجام دیکر بخوشی خود مستعفی ہو گئے۔ پھر منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خدمت وایس پریسیڈنٹ مینوسپل و اسپیشل مجسٹریٹ شہر اٹاوہ سپرد ہوئی اور آخر دم تک نہایت شوکت و اقبال وعزت واحترام سے اس کام کو انجام دیتے رہے۔

یہان ہم چند چہٹیات انگریزی کا ترجمہ درج کرتے ہین جس سے حکام وقت کی خصوصیتون اور تعلقات کا جو اونکے ساتھ تھے پتہ ملتا ہے۔

ترجمہ چہٹی سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی ہند۔ ایڈن برگ ۲۔ جولائی ۱۸۹۰ء

سر ولیم اور لیڈی میور آپکی اوس چہٹی کا جو آپ نے شادی کی تقریب مین بطریق مبارکباد بھیجی ہے نہایت شکریہ ادا کرتے ہین یہہ ایک نہایت خوشی کا موقعہ ہے کہ جب مجکو اپنے پورانے دوستون کی خیریت معلوم ہوتی ہے جس ملک مین ہمنے ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا بسر کیا ہے۔ دستخط ولیم میور بنام محمد ممتاز علیخان انریری مجسٹریٹ براہ مٹی

چھٹی جے - اے - پی اسٹیلی کلکٹر ۱۷ جون ۱۸۹۰ء

ممتاز علیخان اسقدر مشہور و معروف شخص ہین کہ شاید مثل اونکے کوئی ہندوستانی مشہور نہین ہے اونکی باتون مین نہایت لطف آتا ہے اونھون نے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین -

چھٹی نمبر ا - کمل اسٹریٹ کلکتہ ۱۴ - مارچ ۱۸۹۰ء

ڈیر ممتاز علی عرصہ دراز کے بعد آپکا خط ملنے سے مجھے غایت درجہ خوشی ہوئی اس عرصہ مین مجھے آپکا کچھ حال نہین معلوم ہوا تھا کئی سال گذرے کہ مینے آپکو خط لکھا تھا لیکن اوس کا جواب نپاکر مینے خیال کیا تھا کہ آپنے اٹاوہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرلی ہے مین بہت خوش ہونگا اگر آپ اٹاوہ کے مفصل حالات مجکو لکھین گے - آپ کا خط اسقدر صاف ہے کہ مین اوسکو باسانی پڑہ سکتا ہون - یہان کوئی شخص فارسی نہین لکھ سکتا مین یہان (کلکتہ) مین صرف ایک مہینہ کے واسطے اور ہون پھر امید کرتا ہون کہ (جج) ہوکر (چھپرہ) چلا جاؤنگا - مین بیمار ہوکر انگلستان بھیجدیا گیا تھا - ایک مہینہ ہوا کہ (کلکتہ) واپس آیا ہون - میری شادی ہوگئی ہے اور ایک لڑکا نو مہینہ کا ہے - آپنے کلکتہ آنے کا وعدہ پورا نہین کیا غالباً اب (چھپرہ) اگر مجھ سے ملین گے اب آپ ریل کے ذریعہ سے بلا دقت پھونچ سکتے ہین - مین امید کرتا ہون کہ آپ صحیح و تندرست ہونگے اور آپکے لڑکے پوتے نواسے اچھی طرح ہونگے بلاشک اٹاوہ مین بہت سے انقلاب ہوئے ہونگے - کیا آپ کے پاس اب بھی گھاٹون کے ٹھیکہ ہین اور آپ ابتک اٹاوہ مین سکونت رکھتے ہین -

میرے پاس میرا پورانا خانساماں مرزا حسین ہنوز موجود ہے وہ آپکو سلام کہتا ہے میرا غریب بہرہ شاہ آباد مین مارا گیا تھا کئی برس ہوئے کہ ایک آدمی میرے خیمہ مین گھسنا چاہتا تھا میرے بہرہ نے اوسکو روکا اوسنے ایک گڑانسہ سے میرے بہرہ کا سر مثل نارنگی کے کاٹ ڈالا - آپ خیال کرکے مجھے خط لکھئے گا - اور خبرون سے مطلع

کیجئے گا۔ اور یہہ بھی کہ آپ مجھسے آکر ملین گے۔ اور نیز یہہ کہ مین ہر اکسلنسی ہز آنر آپکو کلکتہ نہ بھیجون
آپکا دوست اے۔ او۔ اسٹیلی

حاجی محمد ممتاز علی خان انریری مجسٹریٹ و پریسیڈنٹ مینوسپل کمیٹی و ممبر کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ اور ممبر نمایش کمیٹی ہین ان عہدون کی خدمات اونھون نے نہایت عمدگی سے انجام دین وہ سوسائٹی کے نہایت مفید ممبر ہین اونکا رعب اور دباؤ اچھے درجہ تک ہے اور وہ اچھے کام مین لایا جاتا ہے مینے اونکو ہمیشہ گورنمنٹ کا خیرخواہ پایا ہے وہ ایک دلچسپ اتفاقی ہین جو صاف بامزہ و موزون بات کہتے ہین اٹاوہ چھوڑنے پر بعد پانچ برس کی شناسائی و تجربہ کی یہہ چٹھی مین اونکو دیتا ہون۔

دستخط اے۔ بی الگزنڈر

نیک کامون سے انکو نظرتاً دلچسپی تھی امور خیر مین خرچ کرنے سے مزہ آتا تھا۔ انکی حسنات اور خیر جاری کی یہہ زندہ نشانی ہے کہ (مدرسہ قومی) واقعہ مسجد خیر نگر کے مصارف کے واسطے جو شہر میرٹھ مین انکے فرزند رشید محمد روح اللہ خان۔ خان بہادر نے قایم کیا ہی جائداد پیش قرار وقف کرکے باضابطہ وقفنامہ لکھکر رجسٹری وغیرہ سے مکمل کرادیا۔ اس مدرسہ مین قرآن مجید وحدیث فقہ تفسیر کی پوری فارسی اُردو سیاق کی ضروری اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم ہوتی ہے اور ایک چشمہ فیض جاری ہے حرمین شریفین مین پورے برس دن قیام کرکے ہزارون روپیہ اوس بقعہ شریف مین صرف مستحقین کئے مذہب و سنت کے پورے پابند تھے حنفی مذہب نقشبندی مشرب تھا اولاً زبدۃ المحققین مولانا شاہ عبد الغنی دہلوی سے اور بعد وفات مرشد عمدۃ السالکین مولانا فضل الرحمٰن رح متوطن گنج مرادآباد ضلع اوناو کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی تھی۔ دیکھنے مین ایک افنا لمند دنیادار امیر تھے پر حقیقت مین شیخ روشن ضمیر تھے جایز طور پر کسب معاش مین سعی کیجاتی

تھی مگر بطریق خیر صرف کرنے مین دریا دل تھے۔ ہ

مال را کز بہر دین باشی حمول	نعم مال صالح گفتش رسول
گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گفت پیغمبر باواز بلند	با توکل زانوے اشتر بہ بند
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو

حضور رسالت پناہی دائمہ ہذے سے جو اشارات و بشارات ہوئی ہین انکی قبولیت کے شاہد ہین منجملہ اوسکے چند واقعات جو بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا کو بصحت معلوم ہین آگاہی ناظرین کے واسطے درج کئے جاتے ہین۔

حکایت۔ جب یہہ بزرگ مدینہ طیبہ مین مقیم تھے جو کچھ پاس تھا سب صرف کر دیا خرچ کی ضرورت ہوئی اپنے پیر مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سے درخواست کی ہزار روپیہ کسی سے اس وعدہ پر دلا دیجئے کہ مکہ معظمہ مین پھونچکر دیدئے جائینگے اونھون نے فرمایا اس بقعہ مبارکہ کے باشندے توکل پر گذران کرتے ہین انسے اتنا قرض ملنا دشوار جسکے گھر آئے ہوا وسی سے کہو شب بعد عشا حضور سرور کائنات کی طرف رجوع کیا صبح ہنوز حرم شریف سے واپسی نہوئی تھی کہ ایک شخص تلاش کرتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور ہزار روپیہ کی تھیلی ساتھ لایا کہا کہ مکہ معظمہ پہونچکر فلان کس کو دیدیجئے روپیہ لیلئے کام نکل گیا مکہ پہونچکر ادا کر دیا گیا۔ **دیگر**۔ ایک دفعہ فتق کا عارضہ لاحق ہوا آنت کے اوترنے سے سخت تکلیف لاحق ہوتی تھی بہتیرا علاج کیا سودمند نہوا میان بیدار شاہ ایک درویش صفاکیش فیروزپور جہرکہ سے چودہ کوس کی مسافت پر بمقام پہاڑی علاقہ راج بہرتپور رہا کرتے تھے اونھون نے بشرایط طہارت و طعام طیب و نیز یہہ کہ پکانے والا بھی طاہر ہو ہر روز درود شریف پانچہزار بار پڑہنے کو بتایا ہنوز چلہ نگذرا تھا کہ حضور سرور کائنات کو خواب مین دیکھا اور اوسی حالت مین نماز عشا حضور پرنور کے ساتھ

میسر ہوئی صبح اون بزرگ نے فرمایا تمہاری مراد حاصل ہوگی چنانچہ وہ مرض جان گسل قطعی جاتا رہا اور مدت العمر پہر کبھی نہین ہوا ورود وظیفہ یہ ہے اللّٰہم صلّی علی محمد و علی آل محمد بعدد کل معلوم لک تا پایان عمر پانسو بار بلاناغہ درود شریف انکے ورد مین رہا دیگر ایک شب نماز تہجد کے بعد غنود کی آگئی رویاء صالحہ مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تم میری شان سے واقف ہو عرض کیا جانتا ہون اور مناقب عالی کا اظہار کیا پہر حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین یکے بعد دیگرے رونق افروز ہوئے اور وہی سوال کیا سبکی فضایل و مراتب التماس کرتے رہے اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسی اور نیا کوزہ لائے کوئین سے پانی کھینچکر دیا کہ پیو اور پلاؤ چنانچہ خداوند تعالی نے کاروبار مین برکت عظیم و جمعیت کلی عطا فرمائی اور ارشاد مبارک کا اثر باحسن الوجوہ ظاہر ہوا- **دیگر**- ایک بار کاروبار مین ابتری آگئی بیس ہزار سے زیادہ کا قرضہ ہوگیا بعد ادائے نماز تہجد وظیفہ معمولی پڑھتے ہوئے بزبان بیزبانی یہ آواز سنی کہ آنحضرت نے جناب خضر کو تمہارے کامون کی درستی کے واسطے مامور فرمایا ہے اس صوت ہادی کے سنتے ہی تسکین خاطر ہوگئے اور تہوڑے ہی عرصہ مین سب کام بنگئے- **دیگر** سن شیخوخت مین جبکہ عمر ستر برس سے گذر چکے تھے ایسے سخت بیمار ہوئے کہ طبیبون ڈاکٹرون نے جواب دیدیا اوس حالت یاس مین حسب بشارت حضرت رسالت مآب بعد ترک مداوا صحت کلی پائی اور برسون جیے- غرض ہر رنج وعنا مین روح بزرگان انکی دستگیری کرتے رہے-

بادرائے صلواۃ خمسہ تہجد اشراق اوراد وظایف کے اخیر دم تک پابند رہے طالع شہرت فروغ اقبال جمعیت ظاہر و باطن مین باعث نازش اخودن و یادگار اکابر سلف تھے بالجملہ بمنطوق لازم الوثوق - کل نفس ذائقۃ الموت بعد حصول مراتب دینی و مقاصد

ہر جاندار کو موت آنے والی ہے ۱۲

دنیوی و مدارج دینی وکسبی وکثرت اولاد و قبولیت خداداد عمر گرانمایہ سے حظ وافر پاکر بحیلہ دوروزہ تپ بعد اداے نماز تہجد و فجر و وظیفہ و درود شریف و کلمہ طیبہ نوین شوال ۱۳۱۱ء تیرہ سو گیارہ ہجری مطابق سولہوین اپریل ۱۸۹۴ء اٹھارہ سو چورانوے عیسوی روز دوشنبہ یوم وفات النبی داعے اجل کو لبیک اجابت کہکر عالم باقی کو تشریف لیگئے بیاسٹھ برس کی عمر پائی اور ستتر کس بیٹے پوتے نواسہ وغیرہ اپنی اولاد سے چھوڑے

نظم

یماناد تاحشر نسل ہمہ	خوشی و خرم و شادمان کامران
دعامیکنم بہر شان بر زمین	ملایک بر افلاک آمین کنان

انکا ماتم عام تہا ہندو مسلمان سب غمزدہ تھے۔ حکام عالیمقام انگلشیہ نے انکے فرزند رشید خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان کے نام جو ماتمی چٹھیان بھیجی ہین اون سے اونکے دلی حزن و ملال و ہمدردی اور اس ستودہ صفات بزرگ کی عام ہر دلعزیزی حسن اخلاق و قابلیت کا اندازہ کرسکتے ہین۔ سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر اپنی چٹھی مورخہ ۱۰۔ مئی ۱۸۹۴ء مین تحریر فرماتے ہین حاجی ممتاز علیخان کے وفات کی خبر سنکر مجھے نہایت رنج ہوا بیشک وہ خیر خواہ اور کارآمد عہدہ دار تھے گورنمنٹ کے اور بہبود وقت تھے آپ اور آپ کا خاندان میری دلی ہمدردی قبول کرے۔

مسٹر اے۔ بی الکزنڈر کمشنر ۲۱۔ اپریل ۱۸۹۴ء

مجھے ممتاز علیخان کے انتقال سے بے حد رنج ہوا اونکا انتقال اٹاوہ کے لئے اوسیطرح سخت نقصان کا باعث ہے جیسے اونکے خاندان کے لئے۔ اگر قطعی ناممکن نہین تو بیشک سخت مشکل ہے کہ کوئی دوسرا شخص پیدا ہوکر اونکی جگہ پر قایم ہو اور اس نقصان کی تلافی ہوسکے

مقام جانی ضلع میرٹھ ۹۔ اپریل ۱۸۹۴ء

جناب من۔ مین حاجی محمد ممتاز علیخان صاحب کے وفات کی خبر سنکر نہایت ہی ملول ہون۔

اونھون نے اپنی زندگی بہت عمدگی سے بسر کی اور اپنی عمر طبعی کو پھونچے وہ منجملہ اون پورانے نمونون کے تھے جو اسوقت مین تقریبًا بالکل نہین دکھائی دیتے براہ عنایت میرے اندوہ و ملال کو بھی اپنے صدمہ مین قبول فرمائے اگر مجھے پیشتر سے سانحہ متذکرہ کا حال معلوم ہوجاتا تو مین یقینًا دفن مین شریک ہونے کی کوشش کرتا آپ اس سے اچھا امکانًا نہین کرسکتے تو اب سے آپ اپنے معزز باپ کا تتبع کرین۔

آپکا خیر طلب پی بریلی

خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے فرزند ارشد خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان سنے بجائے مرحوم جانشین ہوکر اپنے نامور باپ کے نام کو قایم رکھا اور قدم بقدم چلکر تلافی مافات کی۔

مرحوم کے نوحہ ماتم مین بہت سی تاریخی نظمین لکھی گئی ہین جنہین مرحوم کے حالات کا فوٹو کہا جائے اون سب کا اس مختصر مین ایراد کرنا ناممکن ہے الا چند قطعات تواریخ درج کیے جاتے ہین۔

تاریخ نوشتہ منشی عبدالرحیم صاحب مصور ملازم محکمہ نہر گنگ

خضر لقا و فرشتہ سیرت پاک دل و پاکیزہ روان	حامئے دین ہشتاد و دو سالہ رفت چو سوئے باغ جنان
روز ہمایون بود دوشنبہ وقت سحر شوال نہم	فکر بسال وفات مکن ممتاز علیخان بس برخوان

دیگر از مولوی عبدالصمد سہوانی مقیم قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ

قال اللہ الکبیر جزاہم بما صبروا جنۃ۔ ایضًا۔ لقد دخل فی جنتہ۔

دیگر طبعزاد منشی محمد راضی کنبو متوطن قصبہ (مارہرہ)

ہر دم از وحشت دل میخواہد	دست راضی بگریبان بودن	پیش عاقل پس مرگ محسن
ہست تا زیست بزندان بودن	در فراق تو بگو اے محسن	میتوان شاد چہ عنوان بودن
کار افتاد ز بخت واژون	تا دم مرگ پریشان بودن	ماۂ سپہر ئ چرخ دوار

ما کو نومیدئے درمان بودن
میتوان نیز بزور تدبیر
در جہان سام و نریمان بودن
ہمدم اینصورت نیرنگ طلسم
مثل ممتاز علی خان بودن
۱۳ ھ ۱۱

میتوان نیز بزہد و تقوے
بہمن و ایرج و خاقان بودن
میتوان نیز باقلیم سخن
ہمہ سہل است زاشان بودن

غوث و اقطاب بدوران بودن
میتوان نیز بنصرت صمصام
رشک فردوسی و سلمان بودن
ہست از حیطۂ امکان بیرون

ولہ

کہانتک لکھیں جان مضطر کی حالت — نہیں اب وہ ہم مین کہ تھی جس سے قوت
رہ اسلام کی قوم کا پورا حامی — وہ دین محمد کا خواہان شوکت
اوامر کا سالک۔ نواہی کا تارک — رسول خدا کا وہ پیرو بہ سنت
وہ ویران مساجد کا بنوانے والا — سعی کرنے والا کہ ہوا ونکی عزت
ضعیفون کا وہ قوت پہنچانیوالا — یتیموں کا ہر وقت وہ وقف خدمت
وہ کان شرافت کا تابندہ گوہر — وہ سرتاپا باوقار و وجاہت
ہمیں اپنے غم مین پریشان بناکر — سدھارا یہان سے سوئے قصر جنت
بیاسی برس کی ہوئی عمر ابدل — گذاری مگر عمر سب در عبادت
دوشنبہ کا دن صبح کے چھ بجے تھے — نوین ماہ شوال کی تھی اشاعت
پڑھے سب وظایف ادا کی تہجد — صلواۃ سحر سے ہوئے جب فراغت
ہوا کلمۂ پاک بس لب پہ جاری — بنا طایر روح سیار جنت
پکارا دہا رضوان کہ راضی بناد — ہوا یان پہنچکر وہ ممتاز جنت
۱۳ ھ ۱۱

چودہری عنایت الہی قانونگو مارہروی نے بھی فارسی مین اچھی تاریخ لکھی ہے بلحاظ طوالت ہم اوسکے دو اخیر کے شعرون پر اکتفا کرتے ہین۔ وہو ہذا

زین الم تنہا نہ گریان وحزین ما و شما — قلب ماتم پارہ پارہ چشم حسرت خونچکان

سال رحلت اے عنایت برمن آشفتہ حال ‖ از سر اندوہ و یاس و شیون و غم شد عیان

تین لڑکیاں اور تین لڑکے مرحوم کے اعقاب مین رہے سب بختمند اور صاحب اولاد ہین

محمد صدیق خان المخاطب بہ خان بہادر ممتاز علیخان کے بڑے بیٹے نہایت خوش مقال بلند اقبال زندہ دل سیر چشم فراخ حوصلہ اور معزز باپ کے قابل فخر فرزند ہین انکی باتون مین مزہ آتا ہے۔ **نظم**

سخنہاش رنگین تر از گل بود ‖ چہ گل خوشتر از نشۂ مُل بود
دل از بزم او آنچنان شگفتہ ‖ کہ از مژدۂ زعفران شگفتہ

باوصف غایت اعزاز و اقبال ہر کہ و مہ سے جُھک کر ملنا و بتواضع پیش آنا انکا قدرتی انداز ہے۔ ضروری فارسی عربی تحصیل کرنے اور رڑکی کالج مین تعلیم پانے کے بعد ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ حاصل کی جوہر قابلیت دکہا دکہا کر وقتاً فوقتاً سررشتہ نہر کی ضلعداری اور ضلع کی تحصیلداری و ڈپٹی مجسٹریٹی و اسسٹنٹ انجنیری محکمہ آبپاشی پر ترقی پائی۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا پورا ثبوت دیا تمام ایام غدر مین اپنے کام پر موجود اور ایسے وقتون مین جبکہ جان جوکھون تھی حکام کے معاون و مددگار رہے اوسکے صلہ مین خلعت تین پارچہ قیمتی ایکہزار روپیہ گورنمنٹ سے عطا ہوا اور خوشنودی مزاج کی سند عنایت ہوئی۔

ایام قحط ۱۸۶۱ء مین نہر سے آب رسانی زراعت کا قابل قدر انتظام کرنے کے عوض گورنمنٹ سے چھ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام پائی اور گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی سے پروانہ اعزازی ملا پہر ۱۸۶۹ء کے قحط مین آبرسانی و سرسبزی زراعت مین سعی بلیغ کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ نے بعطائے پروانہ خاص اظہار خوشنودی و مسرت کا کیا۔ اپنی ہنرمندی اور ذاتی قابلیتون سے حکام وقت کی نظرون مین ہمیشہ معزز و محترم رہے اکثر اعلی درجہ یورپین سے مخلصانہ اور محبتانہ ارتباط و انضباط ہے۔ بلحاظ لیاقت ذاتی و وقعت

خاندانی ۱۶- فروری سنہ ۱۸۸۱ء کو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند سے (خان بہادر) کا
معزز خطاب عطا فرمایا گیا-
نہایت نیکنامی و اعلیٰ مراتب امتیاز و اعتبار کے ساتھ گورنمنٹ انگلشیہ کے سروس مین
سرفراز رہکر بعد پورا کرنے مدت ۳۲ سالہ ملازمت کے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن پائی-
چونکہ صیغہ آبپاشی و ہر قسم کے امور انتظامی مین انکا وسیع تجربہ اور اعلیٰ درجہ کی قابلیت
مسلمہ تھی بعد حصول پنشن سرکار نظام حیدر آباد دکن مین انکی خدمات کی خواہش ہوئی
اور عہدہ (صدر مہتمم تعمیرات) جسکو انگریزی مین (ڈویژنل انجنیر) کہتے ہین دیا گیا
آٹھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی- وہان بھی بہت کفایت و عمدگی سے کام کیا دیانت
و کارگذاری مین نام پایا- خوش اخلاقی نیک مزاجی بے انتہا ملنساری سے جو انکا خاص
حصہ ہے رئیس و عروس حاکم و محکوم سب مین ہر دلعزیز رہے- ایک مسجد عالیشان خوش
وضع اور بہت سے مکانات کچہری وغیرہ بمقام (ہنمکنڈہ) علاقہ سرکار نظام مین تعمیر
کرائی جنکو خود حضور نظام اور حکام واقفین فن تعمیر نے پسند کیا- پہر ہزار روپیہ ماہوار
کی تنخواہ پر ترقی پائی اعلیٰ درجہ کی نیکنامی کے ساتھ دس برس وہان کی ملازمت کا تعلق
رہا اوسکے بعد بدیں پیشی انتظام جدید عہدہ تخفیف مین آگیا الا با وصف عدم استحقاق
قانونی بجلدوئی خدمات خاص و بصلہ بے نظیر کارگذاریون کے ماصہ ماہوار کا
وظیفہ مقرر ہوا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو اسناد عطا ہوئین اور اعلیٰ حکام یورپین نے
انکی نسبت تحریرین کی ہین اونسے انکی خیرسگالی وفاداری ہوشمندی کاردانی و اعزاز
کا ثبوت کافی ہوتا ہے ہم چند اسناد کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہین-
چٹھی جے پار کر ایکزیکٹو انجنیر نہر گنگ بنام کرنل اسمتھ جنرل سپرنٹنڈنٹ آبپاشی ممالک
مغربی مورخہ ۲۴- نومبر ۱۸۵۷ء-
متعلق محکمہ اپر سنٹرل ڈویزن نہر گنگ کی ہین خوشی کے ساتھ بعض اشخاص کے

نام پیش کرتا ہون جنھون نے تمام زمانہ غدر و تکلیف مین جواب گذر چکا ہے نہایت عمدگی سے کام کیا۔ میرے ضلعدار محمد صدیق نے علاوہ حفاظت کرنے نہر کے ایام غدر مین بڑی رقم آبپاشی کی وصول کی اور اوسکے بعد سوائے ایک کے جو نا قابل وصول تھی سب بے باق کر لیا۔

منجانب جی پارکر سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویژن بنام آر سی ڈینلوپ کلکٹر میرٹھ ۳۰ جون ۶ء

دو آدمی سنٹرل ڈویژن نہر گنگ مین ایسے ہین جنکی نسبت میری دلی خواہش ہے کہ مین اونکو انعام ملتا ہوا دیکھون کیونکہ اونھون نے پچھلے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔ جو ہوشیاری و محنت اونھون نے اپنی چوکیات کے کام جاری رہنے کی بابت اوسوقت کی جبکہ زیادہ حصہ عملہ اور مدد اوس ڈویژن کا بھاگ گیا تھا۔

ان کا نام (محمد صدیق) اور (جوالا سندر) ضلعدار ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان کو گاؤن انعام مین دیا جاوے انہین محمد صدیق نے نہایت سرگرمی سے مجھے انتظام درست رکھنے مین مدد دی اور نہر کے آبپاشی کا روپیہ دہلی فتح ہونے کے قبل بہت کچھ وصول کر لیا اور جب دہلی فتح ہوئی مجھے اس قابل کیا کہ کئی ہزار روپیہ کا سرکاری اسباب جو گوجر لوٹ لے گئے تھے اونکی کوشش سے واپس جمع کر سکا۔ مظفرنگر کی سرکاری فوج کی بغاوت کے چند روز قبل جبکہ مین محمد صدیق کی ہمراہ وہان تھا۔ اونھون نے اسبات کا پتہ چلایا کہ یہ فوج غدر کرنے والی ہے اور مجسٹریس کو اطلاع دی۔ اور درحقیقت آٹھ روز کے بعد غدر ہو گیا اور جو انجام معلوم تھا وہ ظاہر ہوا انکی مدد سے پچاس ہزار کا مال سرکاری ہر قسم کا دستیاب ہوا اور بعض مجرم گرفتار ہوئے جسمین کچھ کو سزائے موت دیگئی اور بہت سے اشخاص کو مناسب سزا دی گئی۔

سارٹیفکٹ ۔ محمد صدیق نے گذشتہ زمانہ بغاوت مین مجکو اپر سنٹرل ڈویژن مین انتظام قایم رکھنے مین عملی طور پر بہت زیادہ مدد دی اوسیوقت سے اوس نے مجکو اس قابل کر دیا کہ مین ہزارون روپیہ کا قیمتی اسباب جو میرٹھ کی ابتدائی بغاوت مین گوجرون وغیرہ نے

لوٹ لیا تہا دوبارہ واپس لے سکا۔
اسکے علاوہ جنرل ہیواٹ کے لکھنے پر جبکہ بغاوت انتہا کو پھونچی ہوئی تھی۔ ضلعدار مذکور بغیر کسی پس وپیش کے ضلع کو گیا اور نہر کی دو اسکیپ جو (ہنڈن) ندی سے ملے ہوئے ہین اوس نے کھولدئے۔ اسبات کے ظاہر کرنیکو کہ یہ ایک خطرناک کام تہا مین اسبات کا ظاہر کرنا ضروری سمجہتا ہون کہ اسکیپ کے کھولنے کے چند ہی گھنٹہ بعد دیہاتی چارون طرف سے جمع ہوگئے اور اسکیپ کی کلون کو توڑ ڈالا۔ اگر اسوقت ضلعدار وہان ہوتا تو یقینی اونکا مقابلہ ہوتا اور کوئی عمدہ حفاظت نہونے کی وجہ سے اونکو ضرور صدمہ پہونچتا۔ وہ جون ۱۸۵۸ء کو میری ہمراہ مظفر نگر گیا اور وہان اوس نے معلوم کرکے حکام کو اطلاع دی کہ بیقاعدہ پیادہ فوج جو اوسوقت وہان مقیم تھی بغاوت پر آمادہ ہے۔ میجر ولیمس جو اوسوقت وہان موجود تھے اسکی تصدیق کرسکتے ہین اور علیٰ ہذا مسٹر شیکسپیر وغیرہ اصحاب جو سول سروس مین ہین اور اوسوقت وہان موجود تھے۔

دستخط جیمس پارک سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن نہر گنگ ۱۶۔ جنوری ۱۸۶۰ء

پروانہ بنام محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ہند دستخطی مسٹر ای۔ سی۔ بیلی سکرٹری

مورخہ ۱۹۔ جنوری ۱۸۵۹ء

عزت مآب۔ اسوقت حضور نواب گورنر جنرل بہادر کو میرٹھ کے کمشنر کی رپورٹ نمبری ۱۴۸ مورخہ ۳۰۔ نومبر ۱۸۵۸ء سے معلوم ہوا ہے کہ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین تمنے بہت تکالیف برداشت کین اور گورنمنٹ کے اسباب کی حفاظت مین بہت زیادہ کوشش کی باوجودیکہ تمہاری جان معرض خطر مین تھی تاہم تمام ایام غدر تک اپنی کوششون سے باز نہین رہے۔ تمہارے چال وچلن کی یہہ حالت سنکر حضور نواب گورنر جنرل بہادر بہت خوش اور مطمئن وشکر گذار ہوئے۔ تمکو بطور انعام کے ایک بہاری خلعت اور یہہ پروانہ اوسکے اظہار کے واسطے عطا کیا جاتا ہے۔ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے تمکو اپنے اطمینان سے

اسواسطے یاد فرمایا ہے تاکہ اسکی وجہ سے تمہاری عزت افزائی ہو۔

پروانہ بنام منشی محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی دستخطی انریبل ایم۔ ایڈمانسٹون مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۶۲ء

اینجانب کو کرنل ٹرن بل سپرنٹنڈنٹ جنرل محکمہ آبپاشی سے معلوم ہوا ہے کہ قحط ۱۸۶۱ء مین تمنے خشک کھیتون مین نہر سے پانی پہونچانے مین از حد محنت اور گورنمنٹ کے قابل قدر اور وفاداری کی خدمت کی۔ اس اطلاع نے اینجانب کو بہت خوش کیا۔ اور یہہ حکم دیا گیا ہے کہ اس عمدہ خدمت کے صلہ مین تمکو چھہ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام کے عطا کیجاوے۔ اور تمہارے ساتھہ یہہ اظہار اطمینان اسواسطے کیا گیا کہ تمہارے افتخار و اعزاز کی افزونی کا باعث ہو۔

پروانہ عطیہ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء دستخطی کرنل ڈبلو۔ ڈبلو گریٹ ہیڈ آر۔ ای۔ سکرٹری۔ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی۔

مابدولت کو معلوم ہوا ہے کہ تمنے ۱۸۶۹ء کے قحط مین نہر کے پانی کی تقسیم کرنے مین نہایت محنت و عقلمندی سے کام لیا جسکی وجہ سے زیادہ اراضی کی آبپاشی ہوئی اور بیچارہ کاشتکار برباد ہونے سے بچ گئے۔ لہذا یہ پروانہ تمکو عطا کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے ہمسرون مین تمہارا اعزاز زیادہ ہو۔

منشی محمد صدیق کو ضلع بلندشہر کی تحصیلداری پر نامزد کئے جانے کیواسطے اونکے چال چلن و تعلیمی حالت پر ضلع کے کلکٹر کی رائے

سایل نے عربی فارسی پڑہی ہے اور انجنیری کی تعلیم رڑکی کالج مین پائی ہے۔ اوسکے قوائے درست ہین اور ہر طرح قابل معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۵۷ء کے غدر مین اس نے اپنے آپ کو ایک وفادار نوکر ثابت کیا جسکے صلہ مین سرکار

کی جانب سے ایک خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ اور ایک سفارشی پروانہ عطا ہوا۔ تین چار مرتبہ خود اپنے ہی محکمہ نہر مین ہندوستانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ کیواسطے سفارش کی گئی۔ سنہ ۱۸۶۰و۶۱ء کے قحط مین اوسکی عمدہ خدمات کے صلہ مین اوسکو چھ مہینہ کی تنخواہ اور ایک پروانہ گورنمنٹ کا بطور انعام عطا کیا گیا۔

محمد صدیق نے بہت عرصہ تک محکمہ نہر مین ملازمت کی ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا چال چلن بلحاظ مستعدی۔ عقلمندی و راستبازی رہا ہے جیسا کہ اوسکے سارٹیفکٹون سے ثابت ہوتا ہے مجکو جو اوسکی بابت عمدہ اطلاعین ملین اونھون نے مجکو آمادہ کیا کہ ضلع کے موجودہ انتظام مین اوسکو نامزد کرون۔ اور اگرچہ وہ یہان تھوڑے عرصہ تک رہا ہے لیکن پہر بھی اوسنے اپنے آپکو نہایت قابل حاکم ثابت کیا ہے۔ اور بلاشبہ وہ تحصیلداری کا کام اچھی طرح کرے گا۔

دستخط ایچ۔ بی۔ ویبسٹر قایمقام کلکٹر میرٹھ

مین محمد صدیق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ سے تین سال سے واقف ہون۔ وہ نہر کے ڈپٹیون مین مجسٹریٹی اور مال دونون کامون مین سب سے اعلیٰ درجہ کے ڈپٹی ہین۔ وہ انجنیری کے کام مین بلاشبہ ایسے ہی ہوشیار ہین جیسے کہ ترتیب محنت اور خوش انتظامی مین۔ اعلیٰ درجہ کے یورپین اسسٹنٹونکی برابر ہین۔ اور در حقیقت مین اچھی طرح کہ سکتا ہون کہ وہ فیصدی نوے اسسٹنٹون پر ترجیح کے قابل ہین۔ مین اونکو ہر ایک کام کے واسطے مناسب آدمی خیال کرتا ہون۔ اور بوجہ اونکا دوست ہونے کے اونکی ترقی کی خبر سنکر بہت خوش ہونگا

دستخط جی۔ ڈبلیو روس۔ لفٹنٹ۔ آر۔ ای۔ ایکسیکٹو انجنیر

سارٹیفکٹ جو دربار قیصری بمقام دہلی مین عطا کیا گیا

حسب الحکم حضور نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر یہ سارٹیفکٹ منجانب حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا۔ محمد صدیق پسر ممتاز علی خان ساکن ضلع میرٹھ کو بصلہ خیر خواہی اور پسندیدہ اوصاف کے عطا کیا جاتا ہے۔

دستخط جارج کوپر مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء

سارٹیفکٹ عطائے خطاب خان بہادر

بنام محمد صدیق ازیری اسسٹنٹ انجنیر و ڈپٹی مجسٹریٹ محکمہ آبپاشی ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۱۶- فروری ۱۸۸۷ء مقام فورٹ ولیم -

تمہاری ذاتی اوصاف کیوجہ سے اینجانب نے تمکو خطاب "خان بہادر" عطا فرمایا -

دستخط ڈفرن - والیسرائے وگورنر جنرل ہندوستان

(مہر گورنمنٹ ہند)

سارٹیفکٹ بابت خدمات ریاست حضور نظام دکن

حیدرآباد دکن - ۱۶- اکتوبر ۱۸۹۶ء

میرے دوست خان بہادر - مجھے آپکو اسبات کا سارٹیفکٹ دینے کی بہت خوشی ہے کہ آپنے میری ماتحتی مین (حضور نظام کے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ) مین ڈویزن ورنگل کے عہدہ ڈویژنل انجنیری کا کام ۱۸۸۹ء سے انجام دیا اس عرصہ مین جبکہ یہ بڑا کام آپکی ذمہ داری مین تہا مجکو آپکے طرز عمل سے جس سے کہ آپنے اپنے کام کو انجام دیا ہر طرح اطمینان رہا - آپ کی زیر نگرانی تین بڑے بڑے آبپاشی کے ضلع تھے اور اپنے معاینہ کے دورون پر اون اضلاع کے مختلف کامون کی نسبت جو یادداشتین کہ آپنے بنائی ہین اور جو تجاویز کہ آپنے پیش کی ہین وہ میرے واسطے بہت کارآمد ہوئی ہین - حیدرآباد کے قیام کی وجہ سے جو دوستی کہ میری اور آپکے درمیان ہوگئی ہے اوس کا خیال کر کے مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی ہم دونون دوبارہ ملین اور اوس دوستی کو ازسرنو تازہ کرین - مجکو آپ ہمیشہ اپنا خیرخواہ سمجھین -

آپکا سچا دوست جارج پامر - ایم - سی - ای
چیف انجنیر پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ - ریاست حضور نظام

ایضاً نیم سرکاری نشان ۱۸۴۶ - مورخہ ۱۵- دسمبر ۱۸۹۹ء

مکرمی خان بہادر محمد صدیق صاحب ڈویژنل انجینیر تعمیرات سرکار عالی۔

حسب الحکم نواب مدارالمہام بہادر سرکار عالی - آپکو لکھا جاتا ہے کہ نواب صاحب افسوس کرتے ہین کہ آپکی قیمتی خدمات زیادہ مدت تک نہین رہ سکین - چونکہ آپکی مدت ملازمت کا زمانہ دس سال کا ہے - بموجب پنشن کوڈ کے دس مہینے کی تنخواہ بطور انعام کے آپکو دیجاسکتی ہے - لیکن آپکی بیمثال کارگذاریان اور بالخصوص تعمیر مکانات اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالیٰ - واقع (ہنمکنڈہ) کا لحاظ کرکے نواب مدارالمہام بہادر بطور خاص پنشن کی سفارش کرنا چاہتے ہین علاوہ اسکے آپکے چھوٹے بچون کی تعلیمی وظیفہ کی سفارش بھی بخدمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی فرماینگے فقط

شرح دستخط اپکا مخلص دوست سید علی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار عالی

اسکے بعد ہم اوس رپورٹ کی نقل کرتے ہین جو صاحب معتمد تعمیرات ووزیر دولت آصفیہ نے انکی پنشن یعنی وظیفہ حین حیاتی کی بابت حضور نظام مین بھیجی ہے وہو ہذا نشان ۵۶

خان بہادر محمد صدیق خانصاحب ڈویژنل انجینیر صوبہ شرقی اوس انتظام کی روسے جسین بھی عہدہ تخفیف کرائے گئے تھے سال گذشتہ تخفیف مین آگئے تخفیف کے وقت خان بہادر صاحب کی مدت ملازمت دس سال کی تھی ازروئے سارٹیفکٹ ڈاکٹر لاری صاحب کے اونکے قوائے جسمانی وروحانی نہایت اچھی حالت مین ہین اور اگر اونکا عہدہ تخفیف مین نہ آجاتا تو وہ بخوبی اور پانچ سال تک کام کرنیکے لایق تھے اور اوسوقت اونکو حسب ضابطہ وظیفہ ملنے کا حق ہوجاتا مگر سرکاری ضرورت کی وجہ سے اوس حق حاصل کرنے سے باز رکھے گئے سرکار انگریزی مین بھی جسوقت مصالح ملکی وسرکاری سے کوئی انتظام ہوتا ہے اور تخفیف عمل مین آتی ہے تو ایسے اشخاص کے ساتھ جو باوجود قابلیت ملازمت کے علیحدہ کردئے جاتے ہین غیر معمولی رعایت کی جاتی ہے اور بعض اوقات سات اور آٹھ سال کی ملازمت مین بھی وظیفہ دیا جاتا ہے پس اس قسم کی رعایت

کا کیا جانا خان بہادر صاحب کے حق مین خلاف ضابطہ نہین ہے لیکن علاوہ برین خان بہادر صاحب کی خدمات دس سال تک مخصوص قابل تعریف رہے ہین اور اونھون نے نہ صرف اپنی ڈویژنل انجنیری کا کام انجام دیا ہے بلکہ بطور خاص اعلی حضرت قدر قدرت کی عمارتون کی تیاری مین ذاتی کوشش کی ہے اور اعلی حضرت نے کئی مرتبہ اونکی کارگذاری پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے بلکہ ہمیشہ اونکے بچہ نپر مرحمت خسروانہ مبذول فرمائی ہے پس ان خدمات کی وجہ سے اونکی حالت بھی خاص ہو جاتی ہے اور بعوض انعام اونکو وظیفہ دیا جائے تو بعید از قدردانی نہ ہوگا ان لحاظات سے فدوی سفارش کرتا ہی کہ خان بہادر کو جو ایک عالی خاندان شخص ہین اور جو نہایت خدا پرست اور عابد اور پرہیزگار ہین اور جنکی کارگذاری اعلیٰ درجہ کی ہے۔ سالصہ ماہانہ وظیفہ تاحیات عنایت کیا جاوے تاکہ بقیہ عمر کو آسایش سے بسر کرین اور دعائے دولت ابد مدت مین مصروف رہین۔ سید علی معتمد تعمیرات و ریلوے و معدنیات سرکار عالی

از طرف نواب اقبال الدولہ بہادر بہ عالیجناب حضرت بندگان عالی مدظلہ التعالے خان بہادر محمد صدیق سابق ڈویژنل انجنیر صوبہ شرقی کے متعلق جو گذارش معتمد تعمیرات نے پیش کی ہے اوسکو خانہ زاد حضرت پیر و مرشد کے ملاحظہ مین گذرانتا ہے حضرت خداوندی خان بہادر صاحب کی کارگذاری اور حالت سے بہ نفس نفیس واقف ہین خانہ زاد کو بیان کی حاجت نہین ہے اور فی الواقع یہ معاوضہ اونکے خاص خدمات کی اگر حسب رائے معتمد تعمیرات سالصہ کا وظیفہ مرحمت فرمایا جاوے تو موجب قدردانی ہوگا۔ دستخط خانہ زاد موروثی اقبال الدولہ

المختصر اب اپنے وطن میرٹھ مین باعزاز و احترام تمام آرام فرماتے ہین جیسا کہ خداوند تعالے نے انکو با اقبال کیا ہے اولاد کی طرف سے بھی پورا متمتع دیا ہے دس لڑکے اور آٹھ لڑکیان اسوقت موجود ہین انمین سے اکثر جوان و صاحب اولاد اور گورنمنٹ انگلشیہ و حضور نظام

کی سروس مین آگئے ہین بعض تعلیم پاتے ہین اور صغیر ہین - عمر ستتر سے گذر گئی ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ قوے صحیح اور طبیعت اوسیطرح شگفتہ و جوان ہے غایت زندہ دلی و خوش مزاجی سے حزن ملال کو انکے سراپردہ خاطر مین ذرا بھی دخل نہین سب سے بڑی بات یہہ ہے کہ مشاغل صوری نے ذوق معنوی سے غافل نہین کیا جو موجب حصول سعادت اُخروی ہے مذہب کے پابند اداے لوازم مذہبی کے دل سے شایق پیشوایان دین کے ساتھ ادب و محبت رکہنے والے مساکین و ضعفا کے دستگیر ہین برگزیدہ باپ کے بہت سے اوصاف انمین پائے جاتے ہین موجودہ وقت مین ایسے ہی کچھ لوگ ہین جنکی رفتار و گفتار افعال و اعمال ہست و بود سے اسلاف کے اوصاف ستودہ کا پتہ ملتا ہے

حافظ محمد روح اللہ المخاطب بہ خان بہادر

حاجی محمد ممتاز علیخان کے دوسرے بیٹے حافظ قرآن مجید و حاجی حرمین شریفین صاحب علوم عربیہ و فارسیہ دانشمند لطیف طبع مدبر مال اندیش منتظم صواب بین خوشخو متواضع و مہمان نواز ہمہ تن خیر ہین حُب قومی مین سنہ ۱۲۹۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۶ء واسطے تعلیم و تربیت اطفال قوم و درس قرآن و علوم مذہبی و دیگر فنون فارسی و ریاضی و انگریزی جو کسب معاش کیواسطے ضروری ہین اپنے وطن (میرٹھ) مین چندہ سے مدرسہ قایم کیا اور خیر الناس من ینفع الناس کے مصداق بنے - جب چندہ سے کام چلتا نہ دیکھا انکے (اچھا وہ آدمی ہے جو آدمیونکو نفع پہونچائے ۱۲) والد ماجد نے جو مشہور مخیر اور حسنات و برکات مین ممتاز دوران تھے اپنی ایک معقول جائداد مصارف مدرسہ کے واسطے وقف کر کے ۱۲ - رمضان سنہ ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۲۴ - جون سنہ ۱۸۸۵ء وقفنامہ لکھکر باضابطہ رجسٹری کرادیا - اور اپنے فرزند رشید بانی مدرسہ کو اوسکا متولی و منتظم مقرر کیا چنانچہ یہہ مدرسہ ۳۳ - برس سے بخوبی جاری ہے اور اوس کا فیض عوام پر ساری ہے ہند سے لیکر بنگال و سندہ تک کے طلبا اس مدرسہ سے اسناد حاصل کر چکے ہین -

بنا مدرسہ کی تاریخ نظم طبعزاد محمد راضی کنبوی مارہروی مختار عدالت اٹاوہ ہے

جسقدر مکتب پرانے تھے یہان	ایک کا بھی تو نہ باقی تھا نشان	سن اٹھارہ سو ستتر عیسوی

۱۲۹۴
بارہ سو چورانوے ہجرِ نبیؐ
آی لڑکون مین بہت آوارگی
دلمین روح اللہ خان کے شاق تہا
صرف کرکے وقت جاری کر دیا
پر رہا چندے ہی او سکا اہتمام
حضرت والد سے یون کی التجا
جنمین خیر و خُلق دونون تہے بہم
الغرض بیٹے کی سنکر التجا
جو ہے قیمت اور منافع مین گران
۲۰ ۱۶
بیس سے سولہ دئے اوسکی سہام
۱۳۰۴
چار تیرہ سو سے اوپر ہجر تہی
وقفنامہ ضابطہ سے لکہدیا
مدرسہ قایم ہے لڑکے ہین نہال
درس ہے قرآن کا تفسیر کا
مثل صرف و نحو اور علم ادب
فارسی اُردو ضروری انتخاب
اکثر اونمین سے بہت اعلیٰ ہوئے

جب ہوی ہر اک پہ یہ بات آشکار
تہی جہالت سب پہ یکسر چہا گئی
یک بیک ممدوح نے باندہی کمر
قوم کی خاطر یہان یہ مدرسہ
پہر سمجہکر عارضی چندے کا حال
یہ کہین ابتر نہو میرا کیا
نام ممتاز اول آخر مین علیؑ
بندوبست مدرسہ ایسا کیا
حضرت مرحوم کی وہ ملک تہی
ہاتہ مین بیٹے کے سونپا اہتمام
۱۲
بارہوین تاریخ تہی رمضان کی
تکملہ قانون رایج سے کیا
لازمی اسمین ہوی تعلیم دین
اور حدیث و فقہ پر تنویر کا
عالم و فاضل بنے لڑکے یہان
اور ادنیٰ درجہ انگلش اور حساب
آج عہدون پر وہ سب ممتاز ہین

وہ نہ مکتب تہے نہ وہ اونکی بہار
ڈہنگ یہ تعلیم کا بگڑا ہوا
اور بہی سے کوششین کین اسقدر
کچھ کیا چندہ سے پہلے انتظام
کیونکہ دیتے وقت ہوتا ہی ملال
والد ماجد تہے اک ابر کرم
تہے اسی برکت سے بیچ ہے وہ سخی
ہے اتالس نام کی کوٹہی یہان
واسطے تعلیم کے موقوف کی
۱۸۸۱
تہی اٹہارہ سو اکاسی عیسوی
اور مطابق اوسکے ہر جون تہی
۲۳
ہو گئے جاری ہوئے تیئس سال
دیکھ لے پڑہ کر نہو جسکو یقین
سب ہے تعلیم زبانہائے عرب
جانتا ہے جسکو ہر پیر و جوان
پڑہ کے اسکولون مین جو لڑکے گئے
اونپہ ورہا ہی کشایش باز ہین

قطعہ تاریخ

باچنین امداد و این سعی بلیغ
چون شد استحکام از فضلِ خدا
سال اجرا آمدہ از روی وہب
مرحبا خانِ بہادر با صفا

ولہ

۱۲۹۴ھ
یہ روح اللہ خان نے روح پہونکی
جو پہر قایم یہان پر درسگہ ہے
یہان مسدود تہے تعلیم کے باب

وہان اب علم کا یہ غلغلہ ہے ــ کہ زیب سر ہے دستارِ فضیلت ــ ہر اک لڑکا یہان کا روبرہ ہے
جبینین ہو رہی ہین نور الانور ــ فلک سے اونکی کچھ اونچی کلہ ہے ــ اگر غیرت دہِ خورشید ہے ایک
تو اونکین دوسرا بھی رشک مہ ہے ــ مہیا جب یہ سامان ہون توبیشک ــ نہ پڑھنا کفر نعمت ہے گنہ ہے
اوٹھو اے نوجوانو آؤ ڈھونڈو ــ کہ علم دین کا یان لگتا پتہ ہے ــ سنبھالو قوم کو رستہ پہ لاکر
بہت ہلکی ہوئی ہے اور رتبہ ہے ــ سر حیرت سے دو شہرت جہانمین ــ کھلا میرٹھ مین قومی مدرسہ ہے
۱۲ ہجری ۹۴

ولہ

عالم علم شریعت عامل احکام حق ــ حافظ وحاجی بیت اللہ روح اللہ خان ــ چون پئے تعلیم قوم این مدرسہ بنیاد کرد
آفرین کردند بر بازوئی اوروحانیان ــ اے زہے این درس گر فیض این طفلان قوم ــ بستہ دستار فضیلت گشتہ یکتائے جہان

گفت راحمی سالِ بنیادش ز روی انبساط ــ مدرسہ قومی خداوندا بماند در جہان
۱۲ ہجری ۹۴

خانگی انتظامات و امراض دایمی کی وجہ سے ملازمت گورنمنٹ کی طرف انھون نے توجہ نہین کی الاعقل صلاح فکر سلیم ذہن ذکی پایا ہے نظم و نسق کا پورا ملکہ اور کامل تجربہ حاصل ہے انتقال پدری کے بعد نظر بہ قابلیت فطری و جوہر معاملہ دانی حکام وقت نے و ایس پریسیڈنسی میونسپل کمشنری و آنریری مجسٹریٹی شہر اٹاوہ کے واسطے انہین کو تجویز کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرمایا چنانچہ جانشین پدر نامور ہو کر خدمات متعلقہ کو نہایت خوش اسلوبی سے حسب پسند گورنمنٹ انجام دے رہے ہین اہل شہر رئیس و مروس ہندو مسلمان ہر طبقہ کے لوگ راضی و خوش ہین شہر مین اول درجہ کا اعزاز ہے گورنمنٹ کے ساتھ انکا عمل خیر خواہانہ اور وفادارانہ ہے ۱۸۹۶ء کے قحط مین نہایت ہوشمندی سے انتظام کیا اور مصیبت زدون کی امداد مین کوشش بلیغ کی اوسکی جلد مین ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند مدظلہا کی حضور سے سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج کا عطا ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے ۔

سارٹیفکٹ ہذا منجانب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا ـ بحکم حضور پرنور ہزاکسلنسی وایسرائے و گورنر جنرل بہادر حاجی حافظ محمد روح اللہ خان صاحب ولد حاجی ممتاز علیخان صاحب متوطن

اٹاوہ کو اون خدمات کے صلہ مین عطا کیا جاتا ہے جو خانصاحب موصوف نے کار امدادی قحط مین کین

۲۱- جون ۱۸۹۷ء- دستخط اے - پی میکڈانل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر

پھر فروری ۱۸۹۸ء مین خان بہادر کا معزز خطاب دیا گیا ۱۴- فروری ۱۸۹۸ء کو بمقام الہ آباد لفٹنٹ گورنر بہادر کے دربار مین اوسکی سند عطا ہوئی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے-

سند بنام حاجی حافظ محمد روح اللہ خان ساکن اٹاوہ ممالک مغربی وشمالی مین بطور ذاتی امتیاز کے خان بہادر کا خطاب آپکو دیتا ہون-

دستخط وایسرائے گورنر جنرل ہند یکم فروری ۱۸۹۸ء

ہم انکی ستایش مین کلام کو طول دینا نہین چاہتے حکام وقت کی چند چٹھیات انگریزی کا اردو ترجمہ لکھے دیتے ہین جس سے ناظرین خود فیصلہ کر لین گے-

حافظ روح اللہ خان تین برس سے انریری مجسٹریٹ اور وایس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ ہین یہ ممتاز علیخان کے بیٹے ہین اور مثل اپنے باپ کے خیرخواہ سرکار و محنتی رئیس شہر ہین مین اونکو جانتا ہون جب سے اٹاوہ مین آیا ہون- یہہ ہوشیار و مشکور کرنے والے ہندوستانی جنٹلمین ہین- سی- سلبرڈ قایمقام جنٹ مجسٹریٹ ۹- نومبر ۱۸۹۷ء

حافظ محمد روح اللہ خان مسلمانان اٹاوہ کے لیڈر ہین اور مذہبی تہواردن کے انتظام کرنے کے واسطے نہایت موزون ہین- مسٹر شیرنگ کلکٹر

حافظ محمد روح اللہ خان شہر کے مسلمانون مین باثر شخص ہین اور حکام کے احکام کی موافق اپنے اثر کو کام مین لاتے ہین- مسٹر جی برون کلکٹر

جناب من- مین آپکا نام اعزازی گزٹ کی فہرست مین دیکھکر نہایت خوش ہوا- اور مین آپکو خطاب پانے کی بابت مبارکباد دیتا ہون- آپنے ایام قحط سالی مین کارنمایان کیا- مین اسوجہ سے بالخصوص زیادہ خوش ہوا کہ آپنے مجھے ایام کلکٹری اٹاوہ مین ہمیشہ قیمتی مدد دی اور مین ہمیشہ آپکی خیریت سنکر خوش ہوتا رہونگا- برون ۸- جنوری ۱۸۹۸ء مرزاپور

آپکو خطاب پانے کے مین مبارکباد دیتا ہون آپنے جو خدمات کین اوسکی وجہ سے آپ خطاب کے مستحق تھے اور آپکے والد سے ہر شخص محبت کرتا تھا۔ پامر سپرنٹنڈنٹ انجنیر ۔ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء

میرے دوستو یہ یاد رہے کہ جو لوگ نیک نیتی سے مذہب کے سچّے اصولون کے پابند ہین وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کے وفادار رہتے ہین۔

حافظ ظہور الاسلام تیسرے بیٹے ممتاز علیخان کے حفظ قرآن مجید و حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہے گورنمنٹ انگریزی سے عہدہ تحصیلداری پر ممتاز اور دیانت مین معروف ہین تواضع مہمان نوازی بے تکلفی انکا ذاتی جوہر اور موروثی حصہ ہے عبادت و مجاہدات ذکر اللہ مین ہمنفس درویشان ریاضت کش ہین۔

حاجی محمد صاحب علی خان ابن نذر علیخان (مارہرہ) انکا مولد و موطن ہے ممتاز علیخان اور یہ ہم جد ہین سنہ ۱۲۲۹ ہجری و سنہ ۱۸۱۴ء مین پیدا ہوئے۔ قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ آل احمد حضرت اچھے صاحب قدس سرہ العزیز مارہروی نے انکا نام رکھا اور صاحب اقبال ہونے کی پیشین گوئی کی تھی چنانچہ اوس کا ظہور بوجہ اتم ہوا۔ شاہجہان پور مین تعلیم پائی فارسی مین کامل دستگاہ اور عربی مین کافی لیاقت تھی ادب فقہ صرف و نحو اچھے جانتے تھے حدیث تفسیر وغیرہ مین دخل تام تہا۔ تعلیم سے فارغ ہوکر شاہجہانپور مین شاہ عبد الرحمن نقشبندی سے بیعت کی۔ ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ کو ذریعہ معاش ٹھیرایا انکے باپ کمشریٹ مین گماشتہ تھے ابتدائی زمانہ اونکے ساتھ گذرا چند غیر مستقل نوکریون کے بعد اولًا اٹاوہ مین اور وہان سے چھوڑکر بجنور مین سررشتہ دار کلکٹری ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۵۷ء مین جبکہ غدر پڑا الہ آباد مین سررشتہ دار کلکٹری تھے سنہ ۱۸۵۹ء مین تحصیلداری پر ترقی پائی۔ اور الہ آباد سے فتحپور بدل گئے سنہ ۱۸۶۲ء مین بجلدوی خیرخواہی ایام غدر ایک دیہہ موسوم بہ (شیوراۓ) پرگنہ مارہرہ تحصیل و ضلع ایٹہ بشرط ادائے مالگذاری گورنمنٹ انگلشیہ سے عطا ہوا اور ایک تلوار معہ خلعت دی گئی سنہ ۱۸۶۶ء مین تحصیل کوڑاجہان آباد سے ایک برس کی رخصت لیکر معہ اہل و عیال بیت اللہ گئے

اور بعد حصول زیارت حرمین شریفین مع الخیر مراجعت کی سنہ ۱۸۷۲ء مین تحصیل مچھلی شہر ضلع جونپور سے حسب قانون پچپن سالہ پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - اوسی سال مارہرہ مین میونسپل کا انتظام ہوا تھا حسب ارشاد مسٹر ہوبرٹ صاحب کلکٹر ایٹہ اوسکی سکرٹری منظور کرکے سنہ ۱۸۸۲ء تک اوس کام کو حسن وخوبی سے انجام دیا پھر مستعفی ہوگئے - بالجملہ نہایت خوش اخلاق نیک مزاج اور صوم وصلوٰۃ کے نہایت پابند تھے سفر وحضر مین تہجد اشراق قضا نھوتا تھا پانی برسے یا اندہی چلے کوئی حالت مسجد جانے سے انکو روک نہ سکتی تھی پانچون وقت نماز باجماعت ادا کرتے قرض حسنہ اسطرح دیتے کہ کسیکو خبر نہوتی - ایکدن قیلولہ کیا خواب مین دیکھا کہ ایک عورت جمیلہ کھڑی ہوئی بلا رہی ہے بیدار ہوکر خود ہی تعبیر کہی کہ سفر آخرت کا بلاوا ہے چند روز بعد اس واقعہ کے بخار آیا درد سر کی شدت ہوئی شب دوشنبہ طبیعت زیادہ بگڑی غفلت طاری ہوگئی سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء رہگرائے عالم بقا ہوئے -

برین رواق زبرجد نوشته اند بزر	که خیر نکوئے اہل کرم نخواہد ماند

دو نسخہ ذکر میلاد گرامی اور ایک تذکرہ شہادت مین انکی تالیف سے یادگار رہین -

غازی الدین حسین خان نذر علیخان مارہروی کے دوسرے بیٹے سنہ ۱۲۳۹ھ و سنہ ۱۸۲۴ء مین پیدا ہوئے مارہرہ مین نشو ونما وتربیت وتعلیم پائی - بعد تحصیل علم گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت مین آئے عرصہ تک پنجاب مین ملازم بندوبست رہے پھر تھانہ دار پولیس ہوگئے غدر کے بعد الہ آباد مین سلسلہ ملازمت قایم ہوا پہلے نائب تحصیلدار اوسکے بعد تحصیلدار پھر بندوبست کے ڈپٹی کلکٹر ہوگئے - بڑے ہنس مکھ اور انتہا درجہ کے خوش مزاج تھے ہر کس وناکس کے ساتھ نہایت اخلاص وانکسار وخاطر ومدارا سے پیش آتے ہر ادنیٰ واعلیٰ کے ساتھ یکمال خلوص ومحبت بات بات پر قہقہہ لگاتے دسترخوان کشادہ تھا خویش وبیگانہ جو آتا برادرانہ لطف سے اوسکو شریک فرماتے - خلق اللہ کو نفع پہونچانا

انکی فطرت مین داخل تھا جو کمایا خیرات وحسنات مین لٹایا جو گیا محرم نہ پھرا- انکے ذریعہ سے ایک جماعت کثیر گورنمنٹ کی سروس مین آئی اکثر اونمین سے ترقی یاب ہوکر اب عہدہ ہای جلیلہ پر ممتاز ہین- گورنمنٹ کے کام کو اپنے سب کامون یہانتک کہ کہانے پینے پر فوق دیتے تھے- لیکن نماز کے وقت کیساہی اہم کام ہوتا چہوڑ دیتے دورہ مین نماز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور قنات کہڑی کرکے مخصوص ایک مسجد مرتب کی جاتی تھے- بحالت ڈپٹی کلکٹری رخصت لیکر حج کو گئے بعد فراغ حج کعبہ وزیارت روضۂ رسول مقبولؐ مدینہ طیبہ سے واپسی کے وقت راہ مین بخار آیا مکہ معظمہ پہونچکر شب دوشنبہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۵ء داعی اجل کو لبیک اجابت فرمائی اور داخل فردوس برین ہوئے چونکہ طبیعت لطیف پائی تھی شعروسخن کا مذاق تھا اکثر تاریخ لکھتے اور اوسپر مصرعہ موزون کرتے انکے اشعار خالی از لطف ہوتے تھے- مولوی عبدالجلیل مارہروی نے جو اوسوقت ضلع (الہ آباد) مین منصرم بندوبست تھے اور اب (بنارس) مین ڈپٹی کلکٹر ضلع ہین انکے حالات سفر و ذکر انتقال مین ایک نظم دلکش موسوم بہ (ذکر مسافر) لکھی ہے چند اشعار اوسکے انتخاباً یہان درج کئے جاتے ہین-

بہ ہندستان یکے بوداست صوفی طبع صافی دل — مطیع حضرت یزدان معین ملت بیضا
باحکام خدا غالی علم بااسم غازی الدین — خدارا بندۂ تابع نبی را چاکر شیدا
بجود وافر ولطف اتم ممدوح در عالم — بعدل وداد وانصاف وکرم مشہور در دنیا
زمردان خدا ہمت طلب کردہ کمربستہ — زہندستان روانگشتہ بسوئے یثرب وبطحا
رسیدہ تادر یزدان گہے گریان گہے خندان — چو در وجد وطرب رندان بدل جوش ولب سودا
حجر را گاہ بوسیدہ حرم را گاہ گردیدہ — جبین برخاک مالیدہ چشیدہ آب زمزم را
گہے کردہ نماز آنجا بصد شوق ونیاز آنجا — گہے ماندہ دراز آنجا ودیدہ گہہ صفا مروا
زسرموئے تراشیدہ گہے ازدوش پاشیدہ — الم ازدل خراشیدہ برستہ ازغم فردا

زخارا ریزها کرده زیک تا هفت آورده به ابلیس سیه چون ده زده آن ریزهٔ خارا
به لطف و شکر یزدانی شده فارغ ز قربانی به ظاهر آنچه میدانی بباطن فکر بخشینا
ازان پس در حرم آمد پی تعظیم خم آمد بصد شوق اتم آمد کشیده از جگر آوا
بخالق گفت کای خالق تو میدانی که من چونم دل و جان جملگی خونم ازین رنج روان فرسا
که چون عمرم شود آخر روان گردم ازین عالم شها شد خاک مکه بعد مرگم مدفن و ماوا
کنون ما را اجازت ده که آرم رو سوی یثرب روم بر روضهٔ شاه جهان و خسرو عقبی
غرض آمد برون زان خانهٔ ممتاز راهی شد بسوی مرقد اقدس ز فرق خود نموده پا
چو طی شد وادی هجران رسیده این سفر پایان عیان شد روضهٔ تابان درخشان چون مه رخشا
زهی آن روضهٔ اقدس زهی آن مرقد علیا بشان و قدر چون عرش مجید و گنبد خضرا
مبارک چون لب عیسی مطهر چون دل مریم معظم چون تن آدم مکرم چون سر حوا
منور چون قمر انور برنگ خسرو خاور مقدس چون حرم اقدس بسان مسجد اقصی
زیارت کرد و حاصل کرد از عمر روان بهره برخ مالیده خاکش از جهنم گشت بی پروا
دل و جانش شده روشن پر از انوار شد دامن بسان وادی ایمن بشکل سینهٔ سینا
غرض آن مرد عاشق راز درگاه رسول حق برون آورد واویلا جدا افگند وادردا
برون آمد ازان درگه نه شخصی از در خانه جدا شد از لب دریا مگر رنجور استسقا
بدل خاری خلید از غم بجان دردی رسید از غم ز مژگان خون چکید از غم فتاد آتش ز سر تا پا
ازین هجر و ازین آتش ازین سوز و ازین حرمان دلش خون و جگر داغ و تنش خسته به لب غوغا
بجان آمد ز بیماری گذشته کارش از یاری شده هر گه برخ طاری ز هجر آن مه زیبا
چو در مکه فرود آمد سرا او در سجود آمد برون از جانش دود آمد گذشت از جان خود ایوا
برت کعبه جان داده به شوق بیکران داده بعشق آن فلان داده جزی الله له خیرا
جزای جان پیمبر شد جمال روی انور شد جوار قرب داور شد زهی بود و زهی سودا

دعائے این مسافر را اجابت ساخت یزدان
کہ شد در مکہ اش مدفن بخاک جنت المأوا

من غمدیدہ بودم در الہ آباد کامد ز ندہ
خبر از مرگ آن رہ رو از آن اقصی باین اقصی

زمین و آسمان تاریک شد در دیدہ ام از غم
نبودہ ہوش من قایم نماندہ عقل من برجا

گہے از دل بر آوردم فغان حشر بر پائی
گہے از دیدہ بیرون ریختم اشک جگر آلا

گہے از چشم با یم جوش زد دریائے خونینی
گہے از سینہ ام برخاست شور صور شیون زا

دلم شد سر بسر آشفتہ زین شنقار غم پرور
بسان خاطر وامق بر نگ طرۂ عذرا

درین غم مبتلا بودم کہ در گوشم ندا آمد
مگر دیوانۂ اے مرد کامل معرفت دانا

چو مے بینی کہ ہر جان دار را آخر فنا آید
ملال رفتگان تا کے کنی تا چند واویلا

زخاور برد ہد نیر بقصر باختر ریزد
شود ہم منتہای روز روشن تا شب یلدا

فرو افتند روزی ہم ز بالا انجم و پروین
بہم پیچند آخر ہم بساط گنبد مینا

مرا این پند تا صبح سود مند آمد ولے گفتم
نمے دانی تو درد ہجر و رنج فرقت بابا

عزیزم داشت چون جانی گرامی ہمچو ایمانی
لطیفم چون اخ والا شفیقم بُد پدر آسا

خداوندا باولادش بکن اقبال ارزانی
کہ مے فہمند شان ما ؤمید انند قدر ما

مرا ہم بارخ نیکوی شان مہر یست مستحکم
مرا ہم با قد دلجوی شان عشقیست مستولی

شب فکرم بپایان آمد و شد داستان آخر
طلوع صبح شد بر آسمان چون بیضۂ بیضا

بماندم قبلہ رو گشتیم و شد لبہای من گویان
بہ تسبیحی کہ بُد سبحان و ہم بُد ربی الاعلیٰ

پس از بہر آن ترا پرسیدم از خدا غفران
بحق رحمت للعالمین بفضل سورۂ طٰہٰ

اس ہردلعزیز و باعث فخر قوم نے پانچ فرزند چھوڑے **اکرام الدین حسین خان** بڑے بیٹے اقبال و اقتدار مین ہم پہلوئے پدر نامدار تھے سررشتہ داری تحصیلداری اور عہدہ جلیلہ منصفی پر ممتاز رہے ذہانت و فطانت مین باپ سے بڑھے ہوئے تھے اخلاق بھی اچھا تھا طبیعت موزون پائی تھی مثل پدر تواریخ نظم کرنیکا ذوق تھا بحالت منصفی شاہ آباد ضلع ہردوئی بعارضہ

ہوکر رخصت لی اور اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوئے-

منشی امام الدین امروہوی باپ کا نام رحیم الدین تہا عظیم الدین مارہروی انکے دادا تھے جنکا ذکر خیر ارباب طریقت مین کیا گیا ہے رحیم الدین نے اپنے آبائے وطن قصبہ مارہرہ سے نقل کرکے بریلی ملک روہیلکنڈ مین سکونت کی اونکی شادی غلام داؤد کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جو حکیم محمد منیر امروہوی کی نواسی تہین- منشی امام الدین کے امروہہ مین توطن کرنے کا یہی سبب ہے- یہ صاحب نہایت لیق ہوشمند خوش تدبیر وبکار سرکار ہوشیار دیانت دار کفایت شعار تھے نظر بہ ان المسرفین کانوا من اخوان الشیاطین کبھی رسومات خانگی مین بھی فضول خرچی پسند نہین کی حکام انگریزیکو انپر اعتماد تہا- مسٹر ولسن صاحب بہادر مجسٹریٹ و کلکٹر کے وقت سے سنہ ۱۸۴۴ء مین پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار کے تہانہ دار مقرر ہوئے پھر سنبھل کے کوتوال ہوگئے وہان سے مراد آباد کی کوتوالی پر بدل آئے- ایام غدر سنہ ۱۸۵۷ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کی خیر سگالی مین جانفشانیان کین بجلدوی خیر خواہی تین مواضعات بکریا- دیا دلی- کہوماولی پرگنہ حسن پور ضلع مراد آباد انعام ملی- اور عہدہ تحصیلداری پر عروج پایا سنہ ۱۸۶۶ء مین ڈپٹی کلکٹری بندوبست پر ترقی کی- ۶- اکتوبر سنہ ۱۸۷۹ء بحالت ادائی خدمات سرکاری بمقام مراد آباد انتقال کیا- اتنی مدت دراز ایک ہی ضلع مین ہر دلعزیز بنکر رہنا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ مناصب تک ترقیات پانا حکام وقت کو ہمیشہ راضی اور خوش رکہنا اسی بجتمند خوش اقبال نیک رائے شخص کا حصہ تہا- اوقات و معمولات کے پابند و ضابط تھے- ورزش- ڈنٹر- مگدر جو ابتدا سے شروع کیا تا پایان عمر اوسمین فرق نہ آنے دیا- قوائے جسمانی نہایت صحیح اور قوی تھے- پندرہ میل بلا تکلف پیادہ پا چل لینا اور ساٹھ میل گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھنا انکو معمولی بات تھی **میرے عزیزو** ریاضت اور ورزش حفظ صحت بقائے قوۃ انتعاش روح انبعاث- حرارت و تحلیل فضول کے لئے اکسیر اعظم و کیمیا بدن سمجھی گئی ہے اب سے پہلے مسلمان شریف خاندانون مین اسکا گھر گھر چرچا تہا

تھوڑی مدت سے کسل و کاہلی عیش پسندی آرام طلبی نے اس سپاہیانہ صحت بخش عمل کو بُرے کاموں کی طرح مسلمانوں سے چھوڑا دیا ہے۔ بعض معمر بزرگوں کی زبانی سنا گیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمنے کوئی باقوتی اور معجون مفرح ورزش سے بہتر نہیں پائی سچ ہے

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالانشین

منشی صاحب کو گھوڑوں کا بہت شوق تہا عمدہ عمدہ گھوڑے رکھتے اور جسوقت کار ریاست ضروری سے فرصت پاتے گھوڑوں کی نگرانی میں صرف کرتے تھے۔ علم بھی اچھا تہا۔ فارسی خوب جانتے تھے انکی فارسی عبارت بہت شیرین ہوتی تھی۔ حافظہ قوی تہا صدہا اشعار اساتذہ نوک زبان تھے بات بات فقرہ فقرہ پر موزون اشعار درج کرتے تھے۔ نستعلیق خط مین خوش نویسی کے ساتھ زود نگار ایسے کہ آٹھ دس جزو روزانہ لکھہ لینا اونکو دشوار نہ تہا اس نامور شخص کے بیٹے (زین الدین) بہی معزز روزگار ہین پہلے ریاست دہولپور مین تحصیلدار تھے اب پانچسو روپیہ ماہوار دار الحکومت گورنمنٹ نظام حیدر آباد دکن مین نائب کوتوال ہین۔

حکام وقت انکی خدمات کی بہت قدر کرتے تھے چنانچہ چند انگریزی سارٹیفکٹوں کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

مین خوشی کے ساتھ تصدیق کرتا ہون کہ امام الدین کوتوال مرادآباد اوس بلوہ مین جو کہ آخیر مئی و شروع جون ۱۸۵۷ء مین اونتیسوین رویل انفنٹری کی پوری بغاوت سے پیشتر تہا نہایت بہادری و قابل قدر طریقہ پر باوجودیکہ وہ ایک مسلمان ہے ثابت قدم اور برٹش گورنمنٹ کا وفادار رہا مرادآباد کے بدمعاشون نے بغاوت کی اور ایک شخص مسمی مولوی مانو کو اپنا سرگروہ بناکر مسلمانون کو بغاوت کیلئے اور عیسائیون کو مار ڈالنے کے واسطے بہڑکایا بلا کسی ششو پنج کی اور بغیر مدد مانگے ہوئے کوتوال نے فوراً اپنی پولس کے ذریعہ سے اس بغاوت کو روکنے کے لئے ضروری کوشش کی سرگروہ مولوی مانو اور دو تین اوسکے بڑے ساتھی مارے گئے اور

بغاوت رُک گئی جبکہ یوروپین افسر محکمہ مال وفوج کے اپنے آپکو بچا کر چلے گئے کوتوال کو مفرور ہوکر
اپنے آپ کو چھپانا پڑا کیونکہ گزشتہ واقعہ مین اوسنے مسلمانونکو اپنے سے نفور بنالیا تھا اوسکے
بھائی تاج الدین پل کے داروغہ نے بھی اچھی خدمات انجام دین اور پٹھانون کے ایک گروہ
کے سردار کو قتل کیا جو کہ رام پور سے اسلام کا سبز جھنڈا رام گنگا کی ریتی پر مراد آباد کے
مقابل کھڑا کرنے کے لئے آیا تہا مینے امام الدین کوتوال سے بہتر پولس افسر نہین دیکھا اور
اوسکو برٹش گورنمنٹ سے انعام وقدر کا مستحق سمجھتا ہون۔

دستخط چارلس بی ساونڈرس قایمقام کمشنر دہلی گذشتہ کلکٹر ومجسٹریٹ مرادآباد

دہلی ۱۵ - مارچ ۱۸۵۸ء

مائی ڈیر ولیمس - حامل ہذا شیخ امام الدین مراد آباد کا پورا کوتوال ہے وہ معہ اپنے بہائی تاج الدین
کے آپکو سلام کرنے کا خواہشمند ہے امام الدین نے ایک مولوی کو ہمارے چھوڑنے سے چار دن پیشتر
گولی سے مارا اور تاج الدین نے جو رام گنگا کے پل کا داروغہ تہا ایک ایسے پاگل شخص کو جو مسٹر
گری کرافٹ ولسن کے قتل کرنے پر طیار تہا قتل کردیا۔ تمہارا دوست ایچ ایم کینسن

ذکر شعرا

سرحلقۂ عارفانِ عالی مہبطِ فیوضِ لایزالی طوطی شکر خائی گلستانِ خوش مقالی بلبلِ خوش نوائی گلزارِ بیمثالی حضرت مولانا شیخ جمالی

حامد بن فضل اللہ آپ کا نام تہا پہلے جلالی تخلص کرتے تھے پھر حسب ارشاد پیر روشن ضمیر ملقب
و متخلص بہ جمالی ہوئے چنانچہ (مرأۃ المعانی) مین جو شیخ کی تصنیفات سے ہے خود فرماتے ہین

مثنوی از جمالش در جہالم نور خاست در جمالِ من کمالِ اوبس است	از جمالش شد جمالِ آفتاب نسبتِ من باجمالش گشت راست	زان جلالی را جمالی شد خطاب نسبتِ من باجمالِ اوبس است

اصحاب اخبار نے انکو یگانۂ روزگار و مجمع اطوار مانا ہے صفوف

صوفیہ مین عارف گرامی۔ انجمن علما مین علامی تہامی۔ اور بزم اہل نظم مین شاعر نامی تھے۔ وجاہت صوری و نباہت معنوی فصاحت بلاغت اور طلاقۂ لسانی ایسا پایا تہا کہ مجالس علما و عرفا مین اکابر وقت کو بات کرنے کی فرصت اور بولنے کی جرأت ہوتی نہتی بڑے بڑے کامو نمین نہایت دلیر ہر فن مین طاق ہر ہنر مین مشاق تھے مصرعہ کون سی تھی بات جوان مین نہتی۔ تذکرہ نویسون نے بوجہ مشق سخن شعرا کی ضمن مین اکثر آپکے حالات قلم بند کئے ہین لہذا ہمنے بھی اونہین کا تتبع کیا ہے ورنہ انکی شان اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ باپ نے صغرسنی مین چہوڑا تہا۔ بسبب استعداد و قابلیت فطری عمدہ تعلیم و تربیت پائی اور فضیلت برجستہ حاصل کی۔ لطافت طبع سے مشق سخن بڑہی ہوئی تہی محقق نامی مولانا جامی و ملا دوانی سے اشعار نے فیض نظر و شرف قبول پایا تہا۔ مثنوی۔ قصیدہ۔ غزل۔ اقسام شعر پر قادر تھے الا قصیدہ۔ غزل اور مثنوی سے بھی عمدہ ہے۔ بعد تکمیل علوم رسمی فیضیاب باطن ہوی امام العارفین مخدوم شیخ سمار الدین سے ارادت و خلافت طریقت حاصل کی۔ مدتون مرشد برحق کی خدمت مین حاضر رہکر ریاضت و مجاہدات کئے۔ مبدا رحال مین وضو کرانے اور رومال و شانہ اپنے پاس رکہنے کی خدمت انکے سپرد تھی۔ بیرون شہر سے ٹوکری مین بھر کر اور اپنے سر پر رکہکر استنجا کے واسطے ڈہیلے لایا کرتے تھے۔ آدہی رات سے اشراق تک عبادات و مشاہدات مین اور اشراق سے دوپہر تک جبکہ حضرت علما و صلحا کو درس دیتے تھے اور نیز ہمہ وقت خدمت مین ہوشیار و حاضر باش رہتے۔ مخدوم صاحب کو انکے ساتھ نہایت محبت تھی اور انکو حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف بھی حاصل تہا سفر حضر غیبت و حضور نزدیک و دور ہر جگہ اور ہر خطرناک حالت مین لطف پیران کا دستگیر رہا مولانا کو بھی بکمال خلوص پیر سے عشق تہا فرماتے ہین۔ نظم

چون کلید نام پیر آمد بدست ہر کہ او عاشق نشد بر روئے پیر	برکشاید قفل ہر گنجی کہ ہست از خدا ہرگز نشد نعمت پذیر

هر که اول ذاتِ پیرِ خود شناخت — با خدا آخر تواند عشق باخت
نعمتِ حق در جمالِ پیر دان — مظهرِ جامع و کاملِ پیر دان
گر تو کردی ذاتِ پیرِ خود قبول — حق هم اندر ذاتش آمد هم رسولؐ
ور بپرسند آنچنان ذاتے کجاست — ظاهر و باطن بگو شاه سماست
ذاتِ حق تابنده در انوارِ اوست — شرعِ احمدؐ زنده از کردارِ اوست
گر نبودی ذاتِ او بعدِ رسولؐ — دینِ احمدؐ هرگز نمیکردی قبول
عینِ علم از تشنگی لب بازماند — از لبِ خود در لبش آبش چکاند
ذاتِ پاکش معدنِ علمِ مجید — گوهرِ علم از وجودش شد پدید
گر نه او دریائے وحدت مے نمود — نام علمِ معرفت معدوم بود
آفتابِ آسمانِ معرفت — نورِ او بیرون ز ادراک و صفت
صد جنید واد هم و صد بایزید — در کمالِ او بگردد ناپدید
من کیم تا وصفِ ذاتِ او کنم — یا مگر عزمِ صفاتِ او کنم
ذاتِ او چون ذاتِ حق را شامل است — ناقص آمد عقل گرچه کامل است

اور بھی بزرگان سلسلہ کی ارواح طیبات کو مولانا کے ساتھ ربط و لطف خاص تہا چنانچہ سیر العارفین مین بضمن حالات حضرت شیخ صدر الدین عارف لکھتے ہین کہ بعد وفات ذو القرنین ثانی سلطان سکندر افغانی کے جو اہل صلاح و فلاح کا معتقد و دوست اور میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتا تہا ابراہیم اوس کا بڑا بیٹا بادشاہ ہوا اوسکے دربار مین کج طبع اور کم فہم لوگ محرم راز ہوگئے مینے اونہین ایام مین سکندر کا مرثیہ لکھا تہا جس کا ایک شعر یہ ہے **شعر**

اے سلیمانِ زمان آه کجائے آخر — تا کنم پیشِ تو از فتنۂ دیوان فریاد

فرید تا هم سلطان ابراہیم کا وزیر نہایت شریر خبیث طینت تہا اور فتنہ گر شخص تہا اوسنے

ابراہیم سے کہا جمالی نے تجکو دیو لکہا ہے بادشاہ کو معہ دیگر جملہ افغانان مجھ سے مکدر کر دیا اگرچہ کسیکو ایذادہی وضرر رسانی کی قدرت نہ تھی پر بحسب بشریت مجکو کچھہ انقباض پیدا ہوا ایک شب مینے واقعہ مین دیکھا کہ ایک شخص نورانی شکل جامہ سبز میرے سامنے لایا اور کہا حضرت شیخ المشایخ صدر الملتہ والدین نے ملتان سے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے پہن لو مینے بوسہ دیا اور پہن لیا اور دوگانہ شکر ادا کیا جب مین بیدار ہوا اوس فکر وہراس کا میرے دل پیر مطلق اثر نہ تہا اور سلطان ابراہیم کی کدورت محبت کے ساتھ بدل گئی۔ اونہین دنون مین شیخ المشایخ زبدۃ العلما خلاصۃ الصلحا شیخ عبد الغفور معروف شیخ لاڈن نبیرہ مخدوم شیخ سما الدین نے رویا مین دیکھا اور مجھ سے فرمایا تہا ایک قصر بلند ہے تم اوسپر بیٹھے ہو مین ہرات جارہا ہون تم مجکو دور سے دیکھکر قصر سے نیچے اوتر آئے اور نہایت منور و مُصفّا زرہ پہنے ہوئے ہو زرہ کے حلقہ مین آب زر سے نام نامی حضرت مخدوم شاہ سما الدین لکہا ہوا ہے مینے پوچھا ایسی عمدہ زرہ تو کہین دیکھی نہین گئی تمہین کہان سے ملی تمنے جواب دیا سلطان المشایخ شیخ صدر الدین عارف الہی نے مجکو عنایت کی ہے اوسکے بعد آنکھ کھلگئی۔

ایضاً اوسی کتاب مین مولانا نے ذکر کیا ہے جب مین بعزم زیارت کعبہ ہرات پہونچا وہان کے اکابر سے مثل حضرت شیخ صوفی خلیفہ شیخ زین الدین خافی وحضرت شیخ محمد روحی واصل بحق وحضرت شیخ عبد العزیز جامی کہ مشیخت مین ممتاز زمان تھے۔ اور حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ سے جو محقق روزگار و علم ظاہر وباطن مین نامدار اور شاعری مین سعدی وخسرو وار تھے۔ و خلاصہ علمائے عظام حضرت شیخ الاسلام وحضرت مولانا مسعود شروانی جو ہمیشہ ہر علم مین شیر بیر تھے۔ و مولانا حسین واعظ کہ مشہور آفاق ہین و مولانا معین واعظ و مقبول حضرت باری مولانا عبد الغفور لاری سے ملا اگرچہ یہ سب بزرگ میرے ساتھ نہایت محبت کرتے تھے لیکن حضرت علامی مولانا عبد الرحمن جامی کا گھر میرا تکیہ گاہ تہا۔ ایکروز مولانا کے حجرہ خاص مین (لمعات) شیخ فخر الدین عراقی پیش

نظر تھی۔ مولانا نے شیخ صدرالدین قونوی کی تعریف مین مبالغہ کیا۔ فرمایا لمعات جو فخرالدین نے لکھی ہے شیخ موصوف کی برکات التفات کا نتیجہ ہے۔ مجکو یہ ادا نہ بہائی جینے کہا کسی کا مرتبہ خدا پر چہپا نہین اوسی شب مولانا جامی کو خواب مین دکہایا گیا خواب ایک میدان پُر انوار ہے حضرت شیخ صدرالدین عارف درویشون کی جماعت کے ساتھ وہان تشریف رکہتے ہین اور مولانا فخرالدین عراقی حضرت کی جوتیان لئے ہوئے علیحدہ ادب سے کہڑے ہین مجکو اشارہ کیا کہ تم بھی مجلس مین آؤ مین گیا حضرت کے ہاتھ چومے آپکی دہشت کا اثر مجہپر غالب ہوگیا تم (جمالی) مجھ (جامی) سے کدر رہے ہو حضرت کا رتبہ معلوم ہوا مین (جامی) کہتا ہون کہ حق تمہاری (جمالی) طرف تہا۔ جب صبح ملاقات ہوئی مولانا (جامی) سے خواب شبینہ کا ذکر کیا۔ اور حضرت شیخ کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑہا۔

اس واقعہ کا پرداز بتاتا ہے کہ شاید مولانا عبدالرحمن جامیؒ حضرت شیخ صدرالدین عارف کی طرف سے اثنار تقریر مین کچھ بے اعتنائی سی کی ہوگی جمالی اسی خاندان بزرگ کے مرید و مستفیض تھے شیخ فخرالدین عراقی نے بھی حضرت مخدوم بہاءالدین ذکریا سہروردی ملتانی سے فیض پایا تہا اور شیخ صدرالدین عارف کے ہم صحبت رہے تھے گو کتاب لمعات شہر (قونیہ) مین پہونچکر شیخ صدرالدین قونوی کے پاس تصنیف فرمائی۔ جمالی سے خوش اعتقاد صوفی صافی نہاد کو کیونکر بہلا معلوم ہوتا۔ چونکہ تعلق صادق تہا خدا نے انکی بات رکھ لی۔ اور جامی جو عارف گرامی تھے اونکو متنبہ کردیا۔

ایضاً بعزم زیارت بیت اللہ ملتان پہونچکر زیارت مزار پر انوار شیخ الاسلام بہاءالدین ذکریا و دست بوس شیخ صدرالدین صاحب سجادہ سے مشرف ہوئے شیخ صدرالدین کو مولانا کے ساتھ اتحاد کامل تہا اس سے پہلے دہلی مین ملاقات باہمی ہوچکی تھی وہ نہایت محظوظ ہوئے جس حجرہ مین شیخ الاسلام مشغول باطن رہا کرتے تھے اوسمین اوتارا ہر چند

کہ مولانا نے بوجہ ادب اوس مقام متبرک مین رہنے کی معذرت کی - اور کہا کہ مین یہان رہنے کے لایق نہین ہون لیکن پذیرا نکیا ایک چلہ وہان کھینچا - ایک شب حضرت شیخ الاسلام کو خواب مین دیکھا اور درخواست کی کہ میرے بیت اللہ جانے اور مع الخیر واپس آنے کے واسطے فاتحہ پڑہیے حضرت نے میرے ہاتھ پکڑے قبلہ کی طرف مُنھ کیا اور دعا دیکر فرمایا جاؤ سلامتی سے پہونچوگے جب روضہ رسول مقبول ؐ پر پہونچو میرا سلام کہنا - مین صبح خوش خوش اوٹھا اور صاحب سجادہ سے عرض کیا حضرت قطب الاقطاب نے اجازت دیدی آپ بھی فاتحہ پڑہیے اور رخصت کیجیے - آپنے قسم دیکر فرمایا ایک مہینہ اور رہو مین اجازت نہین دیتا - مینے عرض کیا حضرت کے ہان سے تو رخصت ہو لی یہ تعمیل ارشاد اب روضہ شیخ رکن الدین ابو الفتح پر ایک مہینہ رہونگا یہ روضہ وہان سے بفاصلہ ایک تیر پرتاب ہے حضرت شیخ غایت اخلاق سے خود ساتھ گئے اور ہمراہ رہے عمدہ جگہ قیام کے لیے مقرر فرمائی - وہان ایک درویش معمر و صاحبدل تھے مولانا کمال الدین اُچّی اونکا نام تھا حجرہ مین مشغول رہتے صرف نماز جماعت کے وقت باہر آتے اکثر احیاء العلوم کی کتابت مین مصروف رہتے عوارف المعارف کے بیشتر مقامات ازبر یاد تھے - جمالی کو انکے ساتھ کمال الفت ہوگئی تھی اونہین کے نشان دینے سے مزارات پیران تیتری پر جو ملتان مین واقعہ ہے ایک کُھنہ مزار پر درخت بڑ دیکھا جسکی ہر شاخ پر لفظ اللہ لکھا ہوا تھا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی ملفوظات مین مذکور ہے کہ ملا جمالی حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر سر و پا برہنہ ہوکر تشریف لیجایا کرتے تھے اور نہایت استغراق سے سر جھکائے رہتے تھے -

بالجملہ بحکم سیروا فی الارض اقصائے عالم کی سیر کی اور خدائے بے ہمتا و خالق بے چون و چرا کی صفتون کو بدیدۂ حق بین خوب دیکھا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور روضہ متبرکہ نبوی پر مشغول رہکر فیض کثیر حاصل کیا - زمین مغرب - یمن - مصر - بغداد - بیت المقدس - روم - شام - عراق - عرب و عجم - آذربایجان - گیلان - مازندران - خراسان وغیرہ اطراف جہان

ہین دایر و سایر رہکر صدہا اہل اللہ و مشایخ سے ملے اور زیارات مزارات انبیا علیہم السلام وعتبات عالیات اولیا رکرام سے شرفیاب ہوکر کسب فیض کیا بڑے بڑے اکابر افاضل وقت کے ساتھ مثل مولانا عبد الرحمن جامی و مولانا جلال الدین دوانی ہم صحبت رہے۔

بغداد مین وہان کے کل اولیا رکبار کی زیارت کرکے بیشتر مقبرہ مطہرہ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی پر مشغول ہوکر دولت سرمدی حاصل کی اور نیز اکثر روضہ متبرکہ حضرت امام اعظم پر شب باش رہتے - ایک شب شیخ شہاب الدین احمد صاحب سجادہ شیخ الشیوخ امام صاحب کی زیارت کو تشریف لائے ایک گوشہ مین مولانا کو مشغول حال پایا زیارت کے بعد انکے پاس آئے - اور بلطف تمام دریافت کیا - کیا رات کو آپ یہین رہتے ہین - جواب ہان اکثر رہتا ہون - شیخ نے پوچھا کس سلسلہ و خانوادہ مین مرید ہو - عرض شیخ الشیوخ کے سلسلہ مین - فرمایا تمھارا شجرہ حضرت کے کس خلیفہ پر منتہی ہوتا ہے - مولانا نے ترتیب وار شیخ الاسلام تک بتادیا یہ سنکر نہایت خوشی سے بغلگیر ہوئے اور باصرار تمام خانقاہ شیخ الشیوخ مین لائے جس مقام پر حضرت بہاؤ الدین ذکریا قیام گزین رہتے تھے اوسمین رہنے کی اجازت دی چنانچہ دو مہینہ وہان رہے اور فیض کثیر پایا - صاحب سجادہ نے نسخہ عوارف جو خاص شیخ الشیوخ کے مطالعہ مین تہا عنایت کیا اوسکو ہندوستان اپنے ساتھ لائے -

قصبہ جیل بغداد سے چلکر یہان آئے یہہ مقام متبرک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلی کا موطن دامن کوہ جودی مین جہان حضرت نوح ع کی کشتی ٹھیری تھی بغداد سے ہفت روزہ راہ ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری اسی جگہ حضرت غوث پاک کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئی ہین خواجہ صاحب کا حجرہ متبرکہ وہان موجود تہا جمالی نے وہان پر دوگانہ ادا کیا ہے -

اوس مقام پر بھی انکا گذر ہوا ہے جہان شیخ عثمان ہرونی رح نے آتشکدہ مغان کو سرد کردیا تہا چندین ہزار آتش پرست دست مبارک پر مسلمان ہوگئے پیر مغان جس کا نام حضرت شیخ نے عبد اللہ

رکہا تھا اور وہ لڑکا جسپر آپکی تصرفات سے آتش گلزار ہوگئی اور موسوم باسم ابراہیم ہوا اور بالاخر دونون اولیا رکیا رسے ہوئے دونون کے مزار وہین ہین اور نہایت عظیم الشان و متبرک گورستان ہے جمالی دو ہفتہ وہان رہے اور ان مزارات سے بہت فیض پایا۔

دمشق مین محی الدین ابن عربی و شیخ فخر الدین عراقی و اوحد الدین کرمانی کی زیارت کی ابن عربی و فخر الدین کے مزارات برابر برابر ہین وہان کے لوگ اس طرح اشارہ سے بتایا کرتے ہین کہ ہذا البحر العرب و ہذا البحر العجم۔

شیراز مین سید نظام الدین محمود کو جو شاہ تاج الدین حسن شیخ الاسلام شیراز کے فرزند اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے بیواسطہ مرید تہے مولانا کے ساتھ اتحاد عظیم اور اعتقاد مستقیم ہوگیا تہا۔

ہرات مین سید حسین صاحب منزہۃ الارواح کے مزار کی زیارت کی اور نماز ظہر و عصر وہین پڑہی اس سے بہت فیض پایا اور نہایت راحت حاصل ہوئی ہرات سے چلکر سبزوار مین مولانا محمد نجفی کے ساتھ ہم صحبت رہے یہ حضرت بزرگان سبزوار مین نہایت صاحب صلاح و تقوی تھے

مصر مین سات مہینہ قیام کیا اور زیارت انبیاء علیہم السلام سے فیض یاب ہوئے۔ وہان بغرض زیارت سید جمال ساوجی **دمیاط** گئے پندرہ دن وہان قیام کیا۔ یہ مقام مصر سے سات آٹھ دن کا راستہ ہے۔

شہر اندلوس جو زمین مغرب مین ہے پانچ مہینہ وہان مقیم رہے اور بابا احمد اندلوسی کی زیارت کی۔

یزد و اردستان کے درمیان **قصبہ نائین** مین مقبرہ متبرکہ سید عبد القدوس کی زیارت کا شرف پایا۔ مولانا نے ذکر کیا ہے کہ **گلشطہ** مین جسے **زمین اہل** کہتے ہین میرا گذر ہوا وہان دو درویش صاحب حال سے ملاقات ہوئی۔

قصبہ سیوہان کے قریب ایک دیہہ ہے **بحری نام** اوس موضع مین مولانا بلال نہایت مرتاض و خوش اعتقاد درویش تہا جب مین اوسکے پاس پہنچا

(عوارف) اوسکے مطالعہ مین تھی چند مقام مجھسے دریافت کئے یہہ شخص صاحبدل تھا۔ اوس سے آگے (نام کتابیست ۱۲) چلکر ایک موضع مین ایک درویش عزیز الوجود طاعت رب ودود مین مستغرق پایا اس کا نام تھا (حاجی آرام) جب اون سے ملا کہانا لائے اور چند لقمہ میرے ساتھ کہائے انکے پاس گائے اور بکریون کا بڑا گلہ تہا اکثر شیر و برنج پکاکر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کرتے تھے انکے گلہ کا کوئی چوپان ونگہبان نہ تہا لیکن نہایت شہرت تھی اس امر کی کہ کبھی اونکی گائے و بکری نے کسی کی زراعت مین منھ نہین ڈالا نہ دوسرے کے کہیت مین انکا کوئی جانور گیا۔

نقل ہے جب مولانا شہر ہرات مین پہونچے درازی سفر سے پریشانہ حالت قلندرانہ صورت تھی ایک تہبند کے سوا بدن پر دوسرا لباس نہ تہا سفر مین اوسوقت یہہ آسائیان نہ تہین جو آج ہمکو حاصل ہین نہ ریل کا نام تہا نہ ٹریموے کا نشان نہ شکرمون کا اثر نہ گہوڑا گاڑیون کا وجود نہ سڑکون کی کشادگی نہ راستون کی صفائی اوسوقت سفر کو نمونہ سقر کہنا بموقع نہ تہا بس شیخ سلام علیک کرکے بیدہڑک مولانا عبد الرحمن جامی کی برابر جا بیٹھے۔ جامی سا عالی دماغ ظریف نازک خیال تیز طبع ایک اجنبی قلندر کی یہہ شوخی و جرارت کب پسند کرسکتا تہا ناک بہون سکوڑ کر فرمایا۔ میان خر و تو چند فرق است۔ انہون نے بالشت بیچ مین رکھدی آتو مولانا چونکتے ہوئے سمجھے یہہ بھی کوئی چیز ہین تحمل سے کہا کیستی۔ جمالی۔ از جا کہاران ہند انکا کلام وہانتک پہونچ چکا تہا پوچہا از سخنان جمالی چیزے یاد داری اونہون نے یہہ شعر پڑہے ؎

کزکے بوریائو پوستکی	دلکے پر ز درد دوستکی	لنگکے زیر و لنگکے بالا
نئے غم دزد نے غم کالا	اینقدر بس بود جمالی را	عاشق رندہ لاو بالی را

جامی نے کہا طبع شعر داری یعنی تم بھی کچھ شعر کہتے ہو۔ جمالی نے فی البدیہہ و حسب حال یہہ مطلع پڑہا۔ ؎

مارا ز خاک کویت پیراہنے است بر تن	آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

یہہ کہا اور آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے بدن برہنہ تہا گرد پڑی ہوئی تھی سینہ پر آنسو گر کر

گرد چاک چاک ہوگئی مولانا سمجھ گئے کہ جمالی یہی ہین بیساختہ اوٹھکر گلے ملے[لہ] تعظیم وتکریم کی بڑی عزت سے مہمان رکھا اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ باہم اختلاط رہا۔ **نقل** معمّا گوئی مین مولانا کو بڑا ملکہ تہا گویا بے نظیر وقت تھے مولانا جامی کے ساتھ اچھی صحبت رہی خوب خوب معمّا کہا کرتے تھے کسی نے انسے پوچھا کہ اپنے نام کا بھی معمّا کہا ہے فرمایا خدا پہلے ہی اپنے کلام پاک مین فرما چکا ہے جمع مالاً وعدّدہ سبحان اللہ کیسے ذہین وذکی تھے کہ فوراً آیۃ قرانی سے اپنے نام کا معمّا نکال لیا یعنی جیم کو مال کے ساتھ ملایا جمال ہوا پھر آیۃ کے حرف شمار کئے وہ دس ہین اور حرف یا کے عدد بھی دس ہوتے ہین اوسمین ی بڑہا دی جمالی ہوگیا **نقل** علامہ گرامی میر غلام علی آزاد بلگرامی (خزانہ عامرہ) مین لکھتے ہین کہ شیخ جمالی دہلوی جمال باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے اونکی اصل قوم (کنبو) سے ہے۔ خدمات شرعیہ دارالخلافۃ دہلی مثل قضا وافتا اکثر (قوم کنبو) سے تعلق رکھتی تہین اور اب بھی اونہین کے متعلق ہین۔ (یعنی میر مسرور کے زمانہ تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ایک قصیدہ لکھا ہے اوسمین فرماتے ہین **بیت**

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسمی

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ بعض صلحا کو حضور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بیت کے مقبول ہونے کی بشارت ہوئی ہے آپنے بشاشت سے فرمایا ہذا المدح۔ یعنی یہ میری سچّی صفت ہے اور یہ صلا قسم اعلالی صلات ووسیلہ عظمیٰ نجات کا ہے شاہان روزگار نے جائیزہ سخن مین شاعرون کو سونے چاندی مین تولا ہے اونکے منھ موتیون سے بہر دئے ہین پر سچ تو یہ ہے کہ وہ داد دہش اس دولت عظمیٰ ونعمت کبریٰ کے پاسنگ برابر نہین ہوسکتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء من عبادہ۔ سلطان سکندر بن بہلول لودی کے وقت سے تا عہد ہمایون بادشاہ شیخ کا زمانہ ہے سب بادشاہ بدرجہ غایت وبیش از بیش شیخ کی تعظیم کرتے رہے صاحب منتخب وجامع فرشتہ لکھتے

لہ صفحہ ،، دربار اکبری ۱۲

ہین سلطان سکندر کی طبیعت موزون تھی (گلرخی) بادشاہ کا تخلص تھا۔ شیخ جمالی کنبو دہلوی جو اوسوقت کے نامی گرامی شاعر اور ہر قسم کے کمالات سے مملو و بہمہ صفت موصوف و جامع فضایل تھے بادشاہ کو اونکے ساتھ انتہا کا اُنس تہا اپنے اشعار اونکو سنایا کرتا اور اصلاح لیا کرتا تھا۔ **نقل** جب شیخ نے سفر عراق و ماوراءالنہر و آذربیجان و روم و شام و عرب سے دہلی مراجعت فرمائی سلطان سکندر سنبھل مین اقامت گزین تہا سلطان کو شوق ملاقات نے بیچین کر دیا باشتیاق تمام نامہ منظومہ بدستخط خاص لکھکر شیخ کی طلب مین روانہ کیا اور مثنوی مہر و ماہ جو شیخ کی تصنیف سے تھی منگائی ہم اوس رقعہ کو بجنسہ یہان درج کرتے ہین

رقعہ منظومہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب و رنگ آل بے مثالی شیخ جمالی دہلوی

آن مخزن گنج لایزالی
بودی تو مسافر زمانہ
ای شیخ بما برس بزودی
چشم بجمال تو طپان است
در شیخ ز دوستان نشد سیر

وی سالک راہ دین جمالی
الحمد کہ آمدی بخانہ
بسیار مسافرت نمودی
دل مرغ مثال در رفغان است
تشریف نمودنش کشد دیر
از مہر کشدہ دو دیدہ را نور

در گرد جہان بسے زدہ سیر
در مکہ و در مدینہ گشتی
یکشائی بسوی در گہم گام
من سکندر تو خضر ما ئی
باید کہ کتاب مہر و ماہم
آن مہ نشود ز دیدہ ام دور

در منزل خود رسیدہ بالخیر
گوہر بودی خزینہ گشتی
تا در یابی زہ گلرخی کام
آن بہ کہ بسوئے ما بیائی
ارسال دہی چنانکہ خواہم

شیخ دولت معنوی سے معمور اور مکنت و جاہ دنیوی سے نفور ہو چکا تہا عنقائے بلند پرواز ہمت جیفۂ دنیا کی طرف ملتفت نہوا۔ بعد ملاحظہ رقعہ فرمایا فقرا کو مجالست اغنیا کی پروا نہین۔ رقعہ منظومہ جواب مین لکھکر کتاب مہر و ماہ خدمت شاہ مین روانہ کردی۔ کتاب اور خط کو دیکھکر بادشاہ کا شوق بڑہا سلطان نے قطب فلک ہدایت حضرت شیخ سماءالدین (جو پیر و مرشد جمالی تہے اور اونکی دختر نیک اختر شیخ کے نکاح مین تھی) کی خدمت مین عرض داشت

مردار ۱۲

بھیجکر بعجز و نیاز درخواست کی جسطرح ممکن ہو جالی کو بھیجدیجئے حضرت نے بکمال توجہ شیخ کو روانہ کیا جب نزدیک سنبھل پہونچے فرط شوق سے دو تین کوس خود بادشاہ نے استقبال کیا بڑی آؤبھگت سے لیا اکثر بندگان خدا شیخ کے ذریعہ سے فیضیاب حضور سلطانی ہوئے اور خلق اللہ کو بہت فائدہ پہنچا تادم حیات سلطان شیخ کے ساتھ دمساز و ہمراز و ہمصحبت و ہمزبان رہا ہے - ذیقعدہ ۹۲۳ھ نوسوتیئس ہجری مطابق ۱۵۱۷ء روز یکشنبہ اٹھائیس ۲۸ برس پانچ مہینہ سلطنت کرکے سلطان سکندر نے انتقال کیا یہ بادشاہ ہندوستان کے بادشاہون مین نہایت نیک سیرت نورانی طلعت گذرا ہے جو اہل دل اسکے جمال باکمال کو دیکھتا بے اختیار محو صنعت خالق ذوالجلال ہوکر دل ہاتھ سے کھو بیٹھتا شیخ حسن رح جو زبدہ اولیاء کبار تھے سلطان کے عاشق جان نثار تھے - بادشاہ کے خوارق عجیبہ اور خصوصیات غریبہ کا یہان ذکر کرنا مخل مقصود اور موجب طوالت کلام ہے - البعض عجائب و غرائب واقعات جو اوسکے وقت مین گذرے ہین شیخ کے حالات کے آخر مین ہم ذکر کرینگے -

شیخ نے بعد وفات سلطان کے بہت دلسوز اور پُر درد قصاید و ترجیع بند اوسکے مرثیہ مین لکھے ہین مدت دراز اہل فضل و کمال اس دلگداز نظم کو پڑھکر اشک خونی آنکھون سے بہاتے رہے یہ جان کوب اشعار شیخ کے دیوان مین موجود ہین -

بعد ختم ہوجانے دور حکومت لودیون کے بابر[1] و ہمایون[2] بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام سے شیخ کو اپنی مصاحبت مین لیا - یہ دونون بادشاہ نہایت عقیدت و نیاز سے بارہا شیخ کی کلبہ درویشانہ پر گئے ہین - بابر و ہمایون کے نام پر بھی اوسنے قصاید غرا لکھے ہین - بابر کے نام کے قصیدہ کی ایک بیت

[1] ظہیر الدین بابر بادشاہ ۔ محرم ۸۸۸ھ ہجری مین پیدا ہوا مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہین ؎ چون در شش محرم نزاد آن شہ کرم تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ۹۳۲ھ ہجری مین بعزم تسخیر ہند آیا اور بمقام پانی پت بعد جنگ عظیم سلطان ابراہیم لودی مارا گیا بابر سلطان دہلی ہوا تاریخ یہ ہے ؎ کشت در پانی پت ابراہیم را - شاہ عادل بابر عالی نسب - روز و ماہ و سال و وقت آن ظفر صبح بود و جمعہ و ہفتم رجب ۹۳۷ھ ہجری مین قضا کی فرد تاریخ وفات شاہ بابر - در نہصد و سی و ہفت بوده ۱۲ تاریخ نو صفحہ ۸

[2] نصیر الدین ہمایون ابن بابر بادشاہ ۹۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوا ۲۴ برس کی عمر مین ۹۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا خیر الملوک تاریخ ہے ۹۶۳ھ ہجری مین انتقال کیا مصرعہ ہمایون بادشاہ از بام افتاد - تاریخ وفات ہے ۱۲ تاریخ نو صفحہ ۲

یہہ ہے **سے**

شاہ دشمن کش ظہیر الدین محمد بابر آنکہ	لشکر بنگالہ از ایلغار کابل بشکند

وفات شعر

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

شیخ نے عمر و اقبال اور کمالات لازوال سے بھرہ وافی پاکر بعد تماشائے نیرنگی ہائے قدرت بعہد سلطنت ہمایون بادشاہ دسوین ذیقعدہ ۹۴۲ھ نوسو بیالیس ہجری رحمت حق مین جگہ لی کہتے ہین کہ جب ہمایون گجرات کو گیا شیخ اوسکی ہمراہ تہا اسی سفر مین شیخ کا انتقال ہوا - اور دہلی مین قریب لاڈو سرائے بمقام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز متصل روضہ مولانا مجد الدین حاجی مدفون ہوئے - جس جگہ شیخ کا مدفن ہے عالم حیات مین بھی اوسکا مسکن تہا اپنی زندگی مین قبر کی جگہ بنا دی تھی پہلے یہان دہلی کی گہسان آبادی تھی آج سنسان چٹیل میدان ہے لیکن عجب دلچسپ جنگل ہے (خسرو ہند بودہ) تاریخ وفات ہے اور صاحب خزینۃ الاصفیا نے یہہ قطعہ لکہا ہے **قطعہ وفات**

مقتدا در دین جمال دوجہان (۹۴۲ ہجری)	جامع عز و کمال معرفت	شد چو در جنت ز ہاتف شد ندا
طالب اہل جمال معرفت	**ایضاً**	محو ذات خدا اجمالی بود
عاشق ذات لاابالی بود	شعر رنگین و تازہ اش بجہان	ہست عبرت فزائے پیر و جوان
دہلوی بود آن خدا آگاہ	خلد اللہ فے الجنان مثواہ	نقش زاہدان بصدق و یقین
بود بے اشتباہ قمر الدین	سال نقلش بعزت و تمکین	رفعت ماہ خلد برین

عمارت مقبرہ شیخ کا مقبرہ دہلی کی قدیم و نفیس عمارتون مین شمار اور ہنوز اپنے زمانہ کی عمدہ وضع کا یادگار ہے بندہ ناچیز مسعود اوراق ہذا نے ذالحجہ ۱۳۱۷ھ و اپریل ۱۹۰۰ء مین اوسکی زیارت کی ہے پتھر اور چونہ کی عمارت ہے اوپر کاشانی چینی اور منبت کاری کا بہت خوبصورت و خوشنما کام کیا گیا ہے بیل و بوٹا ایسے نظر فریب و دلنشین بنائے ہین کہ نگاہ اوس سے جدا ہونا نہین چاہتی

شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا این جاست

سیکڑون برس گذر گئے پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کاریگر اوٹھکر گئے ہین تبہ کاران قوم نے دیگر اثار سلف کی طرح اسکے نقش و نگار مٹانے مین بھی کوتاہی نہین کی جہانتک ہاتھ پہونچ سکا ہے اوسکو بگاڑا ہے بہلا ہو گورنمنٹ کا کہ اوس نے عمارات قدیم کی حفظ و نگہداشت کی طرف توجہ فرمائی مرمت تو اوس قسم کی نہین کرائی لیکن اوس موقع پر ہمنے سنا کہ گورنمنٹ نے خدام سابق کو جو برباد کنندہ تھے سرا دیکر علیحدہ کر دیا اور اپنی جانب سے چوکیدار تنخواہ دار مقرر فرما دئے ہین اور جب سے بخوبی حفاظت رہتی ہے مقبرہ کے بیرونی احاطہ مین شیخ کے خاندان و اہل و عیال کی قبرین ہین اور اوس سے ملحق ایک عالیشان سنگین مسجد ہے جسکی محرابون پر اوبھرے ہوئے حرفون مین آیات قرانی کندہ ہین یہ مسجد انکے فرزند رشید شیخ گدای کی بنائی ہوئی ہے مقبرہ کے اندر شیخ کی تصنیف عالیہ سے یہ اشعار آبدار اوسیطرح کے منبّت کاری مین منقوش ہین۔

غزل

اگر بکفر کشد سر سیاہ کاری ما
کہ شب قرار ندارد ز آہ و زاری ما
بخاک کوئے تو در چشم مردمان خواریم
ولیک شستہ نشد داغ شرمساری ما
جمال لیا بدر یار التجا مے آر
ز حد گذشت بعشق تو بیقراری ما
اگر ز روئے نمود سے گناہگاری ما
بعزت جبروت و بحرمت ملکوت
فرشتہ را نسترد جائے پردہ داری ما
بود بعفو تو چشم امید داری ما
اگر بپردۂ راز تو محرمے یابم
بہ نزد اہل نظر عزت است خواری ما
بروز حشر تو در بیکسی و تنہائی
کہ ہست پردہ دل دار رستگاری ما
امید ہست کہ رحم آوری بزاری ما
اگرچہ در خور قہریم از گنہگاری
رسیم گر بفرازی بخاکساری ما
زیک ترشح ابر کرم فرو شوئی
با آستان تو شرمندہ سگان توایم
فقر بہ فخر نماید بہ پردہ داری ما
ز ابر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ
بجز عنایت نرسد کس بغمگساری ما

ایضاً

جمال عفو تو کے آمدے برون ز نقاب
بود بلطف تو چشم امید داری ما
اگر بپردۂ راز تو پردہ دار شویم
غبار جرم ز رخسار شرمساری ما

نظر بسوئے جمالی فگن ز روئے عطا — مبین بجانب سستی و خامکاری ما

قطعہ

اے رحمت تو از غضبت بردہ گرو — دے قہر ترا الفت تو فرمود بدو
جائی کہ شد از خرمن عفو تو سخن — آنجا گنہ خلق نہ سنجید بہ جو

یہان شیخ کا تھوڑا سا کلام تذکرون اور تواریخ سے انتخاب کر کے مذاق اہل سخن کے واسطے نقل کیا جاتا ہے۔

یاد لب تو در دل غمگین بود مرا — جان کندن از فراق تو شیرین بود مرا
آن جفا کار دل آرا ز جگر خوار جہان — گرچہ کافر نتوان گفت مسلمان ہم نیست
میکنم فکرے کہ آن زلف دراز آید بدست — دست کوتہ دارم اما میکنم فکرے دراز
زلف نگار و توبۂ ما و سر رقیب — این ہر سہ را کہ نام بگفتی شکستہ بہ
ہر کس کہ بیند آن لب مانند قند او — چون نیشکر شکستہ شود بند بند او
گویند زندہ میشود اندر نماز دل — محراب ابروئے تو مرا در نماز کشت
بگفتمش کہ بہ عشاق رحم کن نہ جفا — بخندہ گفت لکم دینکم ولی دینی
عشق را طرئے لسانی است کہ صد لہ سخن — دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید
چون غنچہ کند پیش دہان تو تبسم — خاکش ز کف باد صبا در دہن افتد

وعدہ قتلم کنی ہر شب کہ فردا میکشم
تا بفردائے دگر در انتظارم میکشی

میکشی از تیغ جورم میکنی دلشاد ہم — خون من ریزے و میگوئی مبارکباد ہم
عید قربانست لطفے بر من دلریش کن — یعنی این دلریش را قربان روی خویش کن
شد مرغ دلم ز آتش عشق تو کباب — بروی زدم از دیدۂ گریان نمک آب
منکہ از چشم تو بیمار شدم از لب لعل — چہ شود گر بدہی شربت عناب مرا
چو زندگی ہمہ شرمندگی بود بے یار — بیا اجل بکن از بار شرمسار مرا

ز تیغت سینہ ام صد چاک شد ایوای جو ترسم
مبادا در دتو بیرون فتد از سینۂ چاکم

اے از جمالت اینہمہ غوغا برائی کیست
چون جلوۂ حسن تست تماشا برائی چیست

مرا از تیرہائے او پُر از پرگشت ہر پہلو
کنون پیروا نخواہم کرد سوی آن کمان ابرو

ایک غزل انکی جسکے دو شعر ذیل مین نقل کئے جاتے ہین جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین بہت مشہور تھے لوگ نہایت شوق سے گاتے تھے اونھون نے خود ہندوستانی راگ مین اوسکی لے رکھی تھی۔

طال شوقی اے منازلکم
ایہا الغائبون عن نظری

روز و شب مونسم خیال شماست
فاسئلو عن خیالکم خبری

نقل ایک مرتبہ مولانا شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی رح کی مجلس مین ترک و تجرید کا ذکر ہوا شاہ صاحب نے مولانا جمالی کے وہ اشعار پڑھے جو اونھون نے مولانا جامی کو اول ملاقات کے وقت سنائے تھے اور اوپر مذکور ہوئے اور فرمایا معاش اس طرح کرنے چاہئے۔

تصانیف مولانا کی تصنیفات کی تعداد کا پورا پتہ نہین چلا اسقدر معلوم ہے کہ ایک دیوان فارسی آٹھ نو ہزار شعر کا چھوڑا جو اقسام سخن سے مملو ہے۔ کتاب سیر العارفین بعض مشایخ ہند و اکابر طریقت کے حالات مین لکھی ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری رح کے حال سے آغاز اور حضرت مخدوم شیخ سما رالدین سہروردی اپنے پیر روشن ضمیر کے ذکر پر ختم کیا ہے ہمایون بادشاہ کے عہد مبارک مین اس کتاب کی ترتیب ہوئی (مرآۃ المعانی) اور مثنوی (مہر و ماہ) بھی اونکی تصنیفات سے ہے کہتے ہین کہ اور کتابین بھی انکی تصنیف کردہ ہین پر زمانہ کی اولٹ پھیر سے نہ اونکا نشان ملا نہ نام سُنا۔

شیخ کے حالات زندگی صاف بتا رہے ہین کہ اوسنے قریب قریب تمام اون دور و دراز ملکون کو بپائے سیاحت طے کیا تہا جہان مسلمانون کا مسکن و مدفن ہے اور بڑے بڑے اکابر صوفیہ و مشایخ افاضل کے ساتھ اوسکی صحبت رہی اب سے چارسو برس پہلے ایسا سفر کرنا بالکل جان پہ کھیلنا

تھا اس سے شیخ کی بے انتہا اولوالعزمی اعلیٰ درجہ کی فراخ حوصلگی آزادی و عالی ہمتی کا کامل ثبوت ملتا ہے لیکن آج کی حالت دیکھتے ہوئے ہمکو افسوس آتا ہے کہ شیخ نے اپنا سفرنامہ نہین لکھا کاش وہ اپنی سیر و سیاحت اور زندگی کے حالات تفصیلی طور پر لکھتا تو آیندہ نسلون کے لیے بہت مفید و دلچسپ ذخیرہ ہوتا جب وہ سفر سے واپس آیا اوسکے احباب نے حالات سفر قلمبند کرنے کی درخواست کی تھی پر اوسنے یہہ کہکر اونکو راضی کر دیا کہ اس قصہ دراز کیلئے فرصت چاہئیے مین چاہتا ہون کہ افعال و اقوال عارفان باکمال جو ہندوستان مین گذرے ہین معتبر طریق پر لکھدون اور اسی بنا پر اوس نے کتاب سیر العارفین لکھدی۔ بات یہہ ہے کہ اوسوقت مسلمان آزادی پسند تھے اونمین نمایش و نمود نہ تھی اگرچہ وہ بزم شعرا مین شیوا بیان شاعر اور بادشاہون کے دربار مین معزز ہمدم و مقدس ندیم تھا پر قدرتی طور سے اوسکی طبیعت پر لذت فقر غالب تھی وہ اپنے درویشانہ حالت مین مست اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اکابر طریقت کے ساتھ اوسکو خاص تعلق تہا لہذا سفرنامہ لکھنے کی طرف اوسنے توجہ نہین کی **اولاد** مولانا کو خدا نے مثل مہر و ماہ دو روشن دل فرزند عطا فرمائے تھے جنکے چمکدار نامون سے صفحات تواریخ روشن ہین (شیخ عبدالحی) اور (عبدالصمد عرف شیخ گدائی) شیخ عبدالحی کا تذکرہ ہم اسی شعرا کی انجمن مین لکھین گے۔ اور شیخ گدائی کا فروغ بزم امرا مین دکھایا گیا ہے **واقعات عجیب** اب ہم بعض حیرت انگیز واقعات عہد سلطان سکندر لودی جسکو شیخ کے زمانہ کے وقایع کہنا بیجا نہین دلچسپی ناظرین و خبرت سامعین کی غرض سے ذکر کرتے ہین۔ **نقل** بالائے حوض شمسی کسی مُردہ کے دفن کرنیکو قبر کھودی گئی کھودتے کھودتے ایک پتھر کی چٹان نکلی دیکھتے کیا ہین کہ اوسکے نیچے ایک مرد کملی پوش قرآن مجید رحل پر رکھے ہوئے تلاوت کر رہا ہے اوس نے پوچھا کیا قیامت قایم ہوگئی میت کے ساتھ کے لوگ یہہ امر عجیب دیکھکر حیران رہگئے فوراً اوسکو بند کر دیا پہر دیر تک کان لگا کر آواز تلاوت سُنتے رہے مسود اوراق عرض کرتا ہے وہ بزرگ صاحب تلاوت اولیاء اللہ مین سے

ہونگے جنکی شان مین فرمایا گیا ہے - اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ؎ مقبولان بارگاہ صمدیت کی موت انتقال جسدی ہے جو حبیب کو حبیب سے ملادیتی ہے درحقیقت وہ زندہ جاوید ہین ؎ ہرکہ در یاد خدا دایم بود ؛ تا خدا قایم بود قایم بود ؛ اور جبکہ یہہ معلوم ہے کہ حوض شمسی پر صدہا اولیاء کرام مدفون ہوگئے ہین تب اس امر کے باور کرنے مین ذرا شک نہین رہتا - **ایضاً** ایک شخص نے شکار مین خرگوش ذبح کیا شکاری کے ہاتھ مین چاندی کی انگوٹھی تھی خرگوش کا خون لگ کر سونے کی ہوگئی بادشاہ نے دیکھا اور تعجب کیا **ایضاً** خدا کی قدرت دیکھئے ایکبار بادشاہ سفر مین تہا شریف الملک نے جنگل مین پیچ آک سے مسواک کی اونکی سفید داڑھی بالکل سیاہ ہوگئی بادشاہ اور تمام خلقت دیکھکر متعجب رہ گئے -

چراغ طلسم ایک شخص مکان کی نیو کھود رہا تہا زمین کے اندر سے ایک چومکھا چراغ برآمد ہوا اوس شخص نے جلانے کے لایق سمجھکر رکھ لیا رات کو تھوڑا تیل ڈالکر روشن کیا جلاتے ہی دو شخص پیدا ہوئے مالک خانہ نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم اس چراغ کے موکل ہین جو حکم ہو بجا لائین وہ شخص سوداگر کی لڑکی پر عاشق تہا اور مواصلت ناممکن تھی تجربہ کی غرض سے اپنا مطلب بیان کیا موکل لڑکی کو معہ چارپائی جسپر وہ سو رہی تھی اوٹھا لائے بعد فراغ عیش و کامرانی آخر شب اوس شخص نے حکم دیا جہان سے لائے ہو وہین پہونچا آؤ موکلون نے تعمیل کی پھر تو ہر شب یہی معمول ہوگیا لڑکی یہ واقعہ عجیب دیکھکر حیران و پریشان تھی رفتہ رفتہ خوف زدہ ہوکر بیمار ہوگئی چہرہ پر زردی چھا گئی ناچار لڑکی نے اپنی مان سے اور مان نے لڑکی کے باپ سے سارا قصہ کہا سوداگر نے وسایل بہم پہونچا کر بادشاہ کی خدمت مین حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے کوتوال کو تجسس کا حکم دیا کوتوال نے ہرچند جستجو کی سراغ نچلا بادشاہ نے اپنے وزیر (بہان بہتا)

؎ ترجمہ سن رکھو جو لوگ اللہ کی طرف ہین وہ مرتے نہین بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین چلے گئے ہین نہ ڈر ہے اون پر نہ وہ غم کہاوین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین ۱۲ -

سے جو بڑا مدبر اور دانشمند تہا اس معاملہ کی سراغرسانی وانکشاف کی تاکید بلیغ کی میان بہوانے
سوداگر سے کہا لڑکی کو سمجہا دیجئے کہ وہ گلاب کا شیشہ اور زعفران اپنے ساتھ لیتی جائے اور
جوان کے کپڑون و بستر وخوابگاہ پر رنگ کر آئے لڑکی نے ایساہی کیا۔ صبح دیکہکر جوان کو خیال
ہوا کہ آج یہ نئی بات کیا ہے۔ اوسنے موکلون کو خبر کی اور تدبیر پوچہی۔ موکلون نے زعفران لاکر
بادشاہ اور ملازمان شاہی اور تمام مردمان شہر کے کپڑون پر اوسیطرح چہڑک کر نشان کردئے۔
بادشاہ متحیر ہوا۔ میان بہوانے عرض کیا یہ کڑی گرہ ذرا نرمی سے کہلے گی۔ اور بہ قسم کلام اللہ
سارے شہر مین منادی کرادی کہ جس شخص کا یہ فعل ہے وہ حاضر ہوکر صاف کہدے اوسکی جو مراد
ہوگی پوری کیجائے گی آخر جوان نے خیال کیا ؎ نتیجہ کار بد کا کار بد ہے ❊ سو دن چور
کے تو ایک دن ساہ کا ضرور ہوتا ہے۔ چراغ لیکر خدمت سلطانی مین حاضر ہوا حقیقت
حال بے کم وکاست راستراست عرض کردی۔ بادشاہ نے لڑکی کا نکاح جوان کے ساتھ کرادیا
اور چراغ لے لیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کو رازہاے نہفتہ پر جو خبر ہوجایا کرتی تھی اور کشف
اسرار نہانی اوسکو حاصل تہا اوسی چراغ کی بدولت تہا۔ اور بعض اہل خبر بادشاہ کی خوارق
کے قایل ہین اس بادشاہ کے وقت مین اسلام و علم نے بہت رواج پایا ہندو اسی کے
زمانہ مین فارسی لکہنے پڑہنے کی طرف متوجہ ہوئے اوس سے پہلے ہندؤن مین تحصیل فارسی کا معمول
نہ تہا دہلی مین (موٹھ کی مسجد) انہین میان بہوا وزیر کی بنائی ہوئی ہے جسکا قصہ مشہور ہے۔

شیخ عبد الحی خلف الصدق اولین شیخ جمالی دہلوی فضایل علمی وشعری
سے آراستہ اور شیر شاہ و سلیم شاہ کے خاص الخاص ندیم ومصاحب تھے **حیاتی** تخلص تہا۔
باپ بہت چاہتے تھے گویا عشق تہا۔ اونھون نے عجیب وغریب طبیعت پائی تھی۔ ہردلعزیز
جگت آشنا تھے۔ اپنے کمال ہنرمندی قابلیت۔ وسعت اخلاق۔ اور بے انتہا ادا دہش سے
ایک زمانہ کو مسخر کرلیا تہا۔ علما۔ فقرا مشایخ۔ ملان۔ شعرا۔ طلبا۔ غربا۔ اغنیا۔ ظریف۔ ادیب
خواص سے لیکر عامۂ ناس تک سب کے ساتھ نہایت حسن سلوک وسادگی سے ملتے تھے خاطر

تواضع دلجوئی خلق اللہ ان کا مقصد اعلی تہا ہمیشہ سبکے دلون کو مٹھی مین لئے رہتے گویا اس پر پورا عمل تہا

شعر

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

کلفت وملال کو انکے مزاج مین ذرا دخل نہ تہا۔ ولایت سے جس فن کا آدمی آتا انکا گہر اوسکے لئے وقف تہا اوسکے ساتھ ہر طرح کی رعایت وخدمت کرتے۔ دولت کثیر جو ترکہ پدری سے پائی تھی سب صرف اوقات یاران معاش کر دی۔ اور باوجود بے انتہا عزت و بزرگی کے جو خدا نے اونکو دی تھی نہایت بے تعلقی و بے تکلفی کے ساتھ زندگی بسر کی غایت بے تکلفی سے خاص درجہ قبولیت حاصل کر لیا تہا۔ باوصف صحبت سلاطین و ذوق وشوق وسیر وتماشا وحظوظ دنیوی اور امنگ بہری ہوئی طبیعت کے فقر وفنا اور دردمندی کا جو سرمایہ سعادت ابدی ہے پورا مذاق رکہتے تھے سرور باطنی کا کامل حصہ پایا تہا۔ شعر مین بدیہ گو اور بسیار گو تھے جو قوت و قدرت شعر گوئی مین انکو حاصل تھی کاش اوسکے ساتھ فکر اور دقت نظر بھی ہوتی تو آثار غریبہ اوس سے ظہور مین آتے۔ خلاصہ یہہ کہ جیسی اوسکو کلام پر قدرت تھی بوجہ عدم تفکر ندرت نہ تھی شیر شاہ بادشاہ کو شیخ کے ساتھ لطف خاص تہا اکثر سفر وحضر مین اپنے ساتھ رکہتا اور ہرگز جدائی گوارا نکرتا تہا۔

نقل ملو قادر شاہ خاندان شاہان مالوہ (مندو) کے غلامون مین امیر کبیر تہا سلطان بہادر شاہ بادشاہ مالوہ کی قتل کے بعد ملک پر قابض ہوکر قادر شاہ اپنا نام رکہا جن دنون شیر شاہ ہمایون کے ساتھ لڑ رہا تہا شیر شاہ نے قادر شاہ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ جب مغلیہ سپاہ بنگالہ مین آوے تم خود آگرہ پہونچکر یا اپنی فوج بھیجکر خلل انداز ہونا۔ قادر شاہ فرمان پڑہ کر نو دولتی کے غرور مین ایسا ناراض ہوا کہ جواب مین شیر شاہ کے نام فرمان لکہا اور پیشانی پر مہر کرکے روانہ کیا سیف خان اوسکے ندیم نے سمجہایا کہ شیر شاہ اسوقت جونپور کا بادشاہ ہے اور شوکت اوسکی اس درجہ بڑہ گئی ہے کہ دہلی کے بادشاہ سے مقابلہ کر رہا ہے اور

تیرے نام فرمان لکہتا اور اوسپر مہر لگاتا حق بجانب ہے۔ قادرشاہ نے جوابدیا وہ جونپور و بنگالہ کا بادشاہ ہے تو مین مالوہ کا بادشاہ ہون مین کیون دبکر بات کرون۔ جب یہہ فرمان شیرشاہ کی نظر سے گذرا اوسکو طیش آیا اور نشان مہر علیحدہ کرکے بطور یادداشت غلاف خنجر مین رکہہ لیا اور کہا انشاءاللہ تعالے حاضری کے وقت اس گستاخی کا سبب پوچہا جائے گا۔ جب شیرشاہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین بعزم تسخیر مالوہ حوالی سارنگپور مین پہنچا قادرشاہ کے چہکے چہوٹ گئے ہراسان ہوکر بصلاح سیف خان یلغار حاضر آیا۔ شیرشاہ نے پوچہا ڈیرہ کہان ہے عرض کیا حضرت کے قدمون مین شیرشاہ کو یہہ بات پسند آئی۔ خلعت و پلنگ خاص معہ جامہای خواب و اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور سرکار لکہنوتی عطا کرکے حکم دیا اہل و عیال کو وہان پہونچاکر خود حاضر خدمت رہو ناچار قبول کرنا پڑا۔ ایکدن قادرشاہ دربار کو جاتا تہا دیکہا کہ مغل جو اسیری مین آئے تہے بیلداری و گلکاری کا کام کر رہے ہین اور لشکر کے گرد خندق کہودتے ہین۔ ایک مغل نے اسکی طرف مخاطب ہوکر یہہ مصرعہ پڑہا مصرعہ مرا ببین بدبین احوال و فکر خویشتن میکن قادرشاہ ڈرا اور موقع پاکر دو تین منزل مفرور ہوگیا شیرشاہ نے اوسکے بہاگ جانے کی خبر سنکر کہا مصرعہ با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ۔ شیخ عبدالحی موجود تہے اونہون نے فی البدیہہ جوابدیا مصرعہ قولیست مصطفی را لاخیر فی عبیدی ۔ جسوقت شیرشاہ نے کوہستان پر فتح پائی شیخ نے مبارکباد مین کہا مصرعہ مبارک بادشاہا کوہستان ۔ شیرشاہ[1] نے مہربانی سے جوابدیا مصرعہ تو ہم اے شیخ یک لکہہ ٹنکہ بستان ۔ اور لاکہہ ٹنکہ شیخ کو مرحمت فرمائے۔ ٹنکہ ایک سکہ تہا چاندی مین کچہہ تانبا ملاکر بناتے تہے اوسکی قیمت بقدر نصف روپیہ اکبری کے ہوتی تہی اکبری روپیہ اور گورنمنٹ انگریزی کا روپیہ قریب برابر ہے لہذا ایک ٹنکہ آٹہہ آنہ بہر سمجہنا چاہئے۔

[1] شیرشاہ ہندوستان کے نہایت عمدہ بادشاہون سے تہا بنگالہ سے پنجاب رہتاس تک بمسافت ڈیرہ ہزار کوس پر پہان سرائے آباد کرنا اونمین مسجدین بنانا ہندو مسلمان مسافرون کو بیک چشم زدن تمام سراؤن مین خشک و تر کہانا تقسیم کرانا ذریعہ ڈاک چوکی دو تین دنمین بنگالہ سے رہتاس تک خبر پہونچانا آسایش مسافرون کے لئے سڑکون پر میوہ دار درخت لگوانا گہوڑے کے داغ کا رواج دینا ٹنکہ کی جگہ روپیہ ایجاد کرنا اسکے صدہا کارنامے ہین رویاء صادقہ جب مان کے پیٹ مین تہا اسکی مان نے خواب مین دیکہا کہ چاند آسمان سے اوترکر میری گود مین آگیا ہے حسن خان اپنے شوہر سے ذکر کیا پٹہان تو تہی ہی جہالت اوسکے لئے دلیل اصالت تہی شوہر نے چند کوڑے پہٹکار دئے نیکبخت بی بی کراہ کر پوچہا میرا گناہ کیا تہا جسکی یہ تعزیر دی گئی اوسنے کہا یہ خواب مژدہ ہے ایک فرزند

شیرشاہ کے انتقال کے بعد سلیم[۱] شاہ کے دربار مین بھی شیخ کا اوسیطرح طوطی بولتا رہا سلیم شاہ نہایت قدر و منزلت کرتا تھا شیخ نے اوسکی تعریف مین بہت قصیدے لکھے ہین **شیخ کی وفات**

دور وزا ایک وضع پہ رنگ جہان نہین	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین
ہر گل ہے اس چمن سے گریزان برنگ بو	سرو چمن ہے کون جو سر روان نہین

شیخ ابھی عالم شباب مین تہا جوانی کی پوری بہار نہ دیکھہ پائی تھی کہ پیغام اجل آ پہونچا ۹۳۳ہجری اوسکی پیدایش کا زمانہ ہے ۹۵۹ہجری مین یعنی چھتیس ۳۶ برس رہ کر دو ملک بقا ہوا دہلی مین مزار پدر کے پاس ... مین راحت پائی سید شاہ میرک[۲] متوطن آگرہ نے جو شیخ کا شاگرد تہا تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکہا ہے قطعہ ...

تتمہ صفحہ ماسبق. قوی طالع پیدا ہونے کا ارباب تجربہ کا قول ہے اچھے خواب دیکھکر آنکھ کھول جائے تو باقیماندہ شب سونا نچاہیئے تاکہ نتیجہ زایل نہوینے ناخوشی سے تمکو دکھ نہین ویا غرض یہی کہ اس وجہ سے بقیہ شب تمکو نیند نہ آئے۔ **بشارت** ایکدن چار برس کی عمر مین شیرشاہ جیسا کہ لڑکون کی عادت ہے روکر اپنے باپ سے ایکدرم مانگتا تہا ایکدرویش صفا حال جارہے تھے ہنس کر فرمانے لگے سبحان اللہ ہند کا بادشاہ ایکدرم کے لئے رو رہا ہے حسن خان خوش ہوا اور بالآخر خواب بشارت کے موافق ظہور مین آیا۔ **عدل** ایکدن شاہزادہ عادل خان بڑا بیٹا بادشاہ کا فیل سوار آگرہ کے کوچہ مین گذرا ایک بقال کی عورت اپنے گھر مین برہنہ نہا رہی تہی مکان کی دیوارین نیچی تہین شاہزادہ نے اوس حسینہ کو دیکھکر بیڑہ پان اوسکی طرف پہینک دیا عورت تھی پاکدامن شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی اسی اثنا مین شوہر آگیا اوسنے سمجھا بوجہا کر ہلاکت سے باز رکہا اور بیڑہ پان لئے ہوئے جرگہ فریاد مین داخل ہوکر بادشاہ سے عرض حال کیا بادشاہ نے افسوس کیا اور بمقتضاء انصاف حکم دیا کہ اسیطرح بقال کو ہاتھی پر سوار ہوکر عادل خان کی عورت کو ادسکے سامنے کیا جاوے تاکہ وہ اوسکی طرف بیڑہ پان پہینکے اور وزرا کی الحاح و عرض و معروض پر قدرا التفات نکیا اور فرمایا امیر وزیر فرزند رعیت عدل مین میری نزدیک سب برابر ہین ہرگز روا نہین کہ میرے فرزند رعایا کے ساتھ ایسی لغو حرکت کرین آخر بقال نے خود راضی نامہ دیا تب بادشاہ نے سکوت کیا دیگر افغانان سور جو ہمقوم شاہ تھے مستدعی ہوئے کہ اپنی قوم کی زیادہ رعایت کرنی چاہیئے تاکہ دوسری قومون مین اونکی عزت ہو ذرا تامل کرکے جوابدیا اگر مین ایسا کرون تو قوم سور کا بادشاہ کہاؤنگا اور جو سب پر عاطفت شاہانہ برابر ہوگی تب ساری قوم افغان کا بادشاہ مانا جاؤن گا **رحلت شاہ** ۱۲- ربیع الاول ۹۵۲ہجری کو جبکہ قلعہ کالنجر کا محاصرہ کئے ہوئے تہا بارون مین آگ لگ جانے سے جلکر مرا لیکن تادم واپسین قلعہ فتح کرنے کے تاکید کرتا رہا بالآخر قلعہ تو ہاتھ آگیا پر اسکی جان ایسی گئی کہ پہر نہ آسکی **شعر** امید بستہ برآید وے چہ فائدہ زانکہ ٭ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید٭ **قطعہ وفات یہ ہے** شیرشا آنکہ از صلابت او ٭ شیر و بز آب را بہم مے خورد ٭ چون برفت از جہان بدار بقا ٭ گشت تاریخ او ز آتش مرد ٭ ۹۵۲-

[۱] سلیم شاہ جسے اسلام شاہ بھی کہتے ہین بعد پدر آٹھ برس چند مہینہ بادشاہی کرکے ۹۶۱ہجری مین مرگیا۔

[۲] سید شاہ میرک سید عالی نسب میر سید شریف جرجانی کی اولاد سے جزئیات فنون اور نوادر امور مین بے نظیر وقت تہا

نادر العصر شیخ عبد الحی	کہ بوصفش مرا زبان نبود	وقت نزعش بپرسیدم من	گفتم ای چو تو در جہان نبود
سال تاریخ خویش خود فرما	کہ چو او در دہر زبان نبود	گفت تاریخ من بود نامم	بندہ وقتے کہ درمیان نبود

شیخ عبد الحی مین سے لفظ عبد دور کردیا شیخ الحی رہا اوسمین سن وفات نکلتے ہین۔

شیخ محمد دہلوی۔ دہلی کے اکابر علما اور اماجد شرفا مین تھے۔ صاحب منتخب نے بضمن شعرار عہد اکبری انکا ترجمہ یون لکھا ہے۔ علو حسب و نسب و فضایل مکتسبی و موروثی مین یگانہ زمانہ تھے بعد آشنائی غریبانہ چند سال کے جس سال شاہی لشکر تسخیر قلعہ چیتوڑ کے واسطے جارہا تہا اتفاقاً قصبہ (باری) کے نواح مین میری انسے ملاقات ہوگئی وقت بہت تنگ تہا ایک ساعت بھی یکجائی وہمکلامی کا موقعہ نملا۔ ملگئے راہ مین مگر نملے ٭ وہ اودہر ہم ادہر چلے آئے ٭ اگرچہ نظر بہ عظم شان و جامعیت فضایل ذیل شعرا مین انکا ذکر کرنا موزون نہ تہا الا گاہ گاہ نظم فرماتے تہے لہذا یہ مطلع انکا بطور یادگار لکھا گیا۔ **مطلع**

اگر بروز غمت صبر اختیار کنم		چو اختیار نماند بگو چہ کار کنم	

اوسی کتاب کے صفحہ ۱۹۹ مین ذکر کیا ہے مُلّا نور الدین محمد ترخان نوری تخلص کو تاتار خان حاکم دہلی کے ساتھ ناخوشی تھی مُلّا نے اوسکی ہجو مین اٹھائے سو بیت کا قصیدہ لکھا ہے اور بزرگان دہلی کے ساتھ گستاخیان کی ہین یہ بیتین اوسی قصیدے کے ہین

آہ زد ہلئے وہزار اتہ	وز زخرابئے عمار اتہ	مفتئے دہلی است میان جاں جال	مفت نداد است فتاد اتہ
حاکم شہر است زتاتار خان	خادم او چہرہ حمار اتہ	شیخ حسن چاک تنہ زن ہری	چاک چک بسیار و چکا چاتہ
وقت صلواۃ است طہارا تہ	مقری برآمد بمنار اتہ	شہر کُشی و شہر کُشی شہر کُش	لک لک بسیار و لکالاتہ

شیخ محمد کنبو نے جو فضلائے دہلی سے تہے تمام قصیدہ کا جواب دو بیت مین دیا ہے **قطعہ**

نوردین لادہ پدر او ازین	زادہ چنین لادہ ترا داتہ	چانے دہ آن آیلہ بیہودہ گو	لیس جوابٌ لمخراقاتہ

اوسی زمانہ سنہ ۹۸۹ ہجری مین جبکہ شہنشاہ اکبر نے حکیم مرزا پر لشکرکشی کی تھی شاعر ہجو گو براہ خیرہ سری وخلافت ورزی پنجاب سے اپنی جاگیر کو لوٹ گیا بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اوس سفر سے مراجعت

کرنے کے بعد فتحپور پہونچکر چند سال معرض عتاب اور کشاکش حساب و کتاب مین رکہا شاعر ہذیان سرا نے بہت ذلت و تکلیف اوٹہائی کہتے ہین کہ اوسی گستاخی و بے ادبی کے سبب جو اوس نے بزرگون کے ساتھ کی تھی یہہ خواری اوسکو نصیب ہوئی۔

بہادر شاہ باپ کا نام محمد حیات تہا (مارہرہ) کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ نسب نو واسطون سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی تک پہونچتا ہے۔ اور چودہ واسطون سے شیخ عبد اللطیف مجاہد کے ساتھ ملتا ہے شاعر نامدار خوش فکر بدیہہ گو بلاغت شعار تہے عربی مین مصباح تک تحصیل کی تھی فارسی مین تبحر حاصل تھا۔ انکے دقیقہ سنج طبیعت نشتر زن عروق معانی اشکالات۔ اور قوۃ حافظہ بیگانہ فراوان معلومات تھی۔ حدت ذہن و جودت طبع سے مسایل علمی مستحضر۔ اور حکایات لطیف و صدہا اشعار و قصاید و مثنویات طولانی ازبر تہین۔ محمد جعفر اصفہانی و دیگر ماہران سخن کے ساتھ ہمصحبت رہی۔ پہلے مہر شاہ تخلص کیا وضع نہایت سیدہی سادی تھی مزاج مین مطلق تکلف نہ تہا گذشتگی و شگفتگی شعار خاکساری و فروتنی عادت تھی معاصرین اوستاد مانتے اور عزت کرتے تھے **ع** بہادر شاہ سلطان معانی * سریر علم را صاحبقرانی * غزل۔ قصیدہ۔ تاریخ۔ معما۔ پہلی۔ ہر قسم کلام پر قادر تھے بسبب وسعت حوصلہ کبھی کلام فراہم کرنے کا خیال نکیا یہی سبب ہے کہ بہت سا کلام انکا دست برد فنا ہوگیا بعض عزیزون نے کچھ جمع کرلیا تہا کہ بصورت دیوان اس ہیچمدان کے پاس موجود ہے اوسمین سے تھوڑا سا شادابی خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کیا جاتا ہے **وہو ہذا**

قطرۂ خوی (عرق یعنی پسینہ) زرخش ریخت فرو گل گردید — نالہ از دل من سرزد و بلبل گردید
داغ آغشت بخون لالۂ حمرا گل کرد — آہ پیچید بخود طرۂ سنبل گردید
دوش از عکس رخ یار و نگاہ مستش — جام مل گل شد و گل درکف او مل گردید
ہمچو مرغے ز قفس جستہ کہ در دام افتد — دل ز خط جستہ گرفتار بہ کاکل گردید
نیست مطلوب کلام دگر استاد اورا — شاہ تا معتقد طالب آمل گردید

ایضاً

طلب درد کن و خاطر مسرور گذار — پنبه بردار نمک بر سر ناسور گذار
شاه طوف دل خود کن که شفا خوش گفت — حلقه زن بر در دل کعبه به جمهور گذار

ایضاً

گه زیب حرم باشی گه شمع کلیسائی — تا چند کنی جلوه در پردهٔ رعنائی
هر کس که نظر آید زنار بسر دارد — کافر شده یک عالم زان زلف چلیپائی
بردار ز رخ پرده یک لحظه تماشا کن — اے بر سر راه تو خلقے است تماشائی
در بزم چو بنشیند صد فتنه بپا سازد — برخاستنش باشد یک آفت بالائی

ایضاً

از تیغ آن ستمگر در پیر گذارد کوئی — غلطان سری بطرفی رقصان تنے بسوئی
آمد شبی بخوابم سرمست ناز بینی — کاکل بپا فگنده نازک میان چو موئی
زلف سیه چو زلفی از مشک ناب چوگان — سیب ذقن چو سیبی از سیم ساده گوئی
اے شاہ گر توانی حرفے بزن که حیف است — مهر سکوت بر لب مثل تو تازه گوئی

ایضاً

نشاندی بجا کم قد بناز افراختی رفتی — قیامت بر سر این خسته برپا ساختی رفتی
کشادی زلف را دود از نهاد دل برآوردی — نمودی روی خود آتش بجان انداختی رفتی
ز بیداد تو در پیش که نالم ای شه خوبان — سیاه غمزه بر اقلیم جانم تاختی رفتی
زدے لاف از تحمل شاه در پیش نگاه او — بیک دیدن دل و دین صبر و طاقت باختی رفتی

ایضاً

بلبل نکند یاد ز گل گر بدن اینست — یک غنچه نخندد بچمن گر دهن اینست
گل چاک زند جیب اگر پیرهن اینست — روشن نشود شمع دگر گر بدن اینست
رضوان به ثمرهای بهشتی نکند ناز — گر در چمن حسن تو سیب ذقن اینست

بویش ہمراہ باد کہ جیب مہ کنعان
گرد و چو کتان پارہ اگر پیرہن انیست

ای شاہزاد وصافِ کلامت چہ تو انگفت
گوہر بصدف آب شود گر سخن انیست

با این قد و قامت بقیامت چو در آئی
آید چہ قیامت ز تو بر جانِ قیامت

حشرے دگر از بہر شہیدانِ تو سازند
تنگ است بعشاقِ تو میدانِ قیامت

ز ہمرہانش یکے گفت کائے وفا دشمن
ز درد دوری تو مرگ شاہ در پیش است

بخندہ گفت خمش باش این چہ جائے غم است
بہر کدام ہمین شاہراہ در پیش است

دی شب بکہ رہ خوردے و مہمان کہ بودی
اے کانِ ملاحت نمکِ خوانِ کہ بودی

بیمارِ تو از حسرت دیدارِ تو جان داد
بیدرد بگو در پے درمانِ کہ بودی

در گوشۂ چشم تو بود نقطۂ خالے
یا نافۂ مشک است کہ افگندہ غزالے

گفتمش قتل من خستہ چسان میخواہی
گفت گاہے بتغافل بہ نگاہے گاہے

چو زخم از خندہ خون گریم ز حالِ من چہ میپرسی
نشاط من باین ننگ از ملالِ من چہ میپرسی

بر لعلِ تو سبزہ رنگ بستہ
یا چشمۂ خضر زنگ بستہ

ز سبزہ پشت لبش تو بہار پیدا کرد
کہ در نواحِ یمن سبزہ وار پیدا کرد

من دوشتی کہ جای گل دل صد چاک می روید
اگر از نخل پرسی آہ آتش تاک مے روید

زمینِ میکدہ دارد عجب خاصیت ای زاہد
کہ گر مسواک بنشانی بجایش تاک می روید

چو افشانم سرشک از دیدہ انجم از زمین خیزد
چو دود از دل کشم نیلوفر از افلاک می روید

آمد فرو ز اسپ و بہ قتلم شتاب کرد
سر بر گرفت از تن و پا در رکاب کرد

ساقی بگیر جام کہ من بے خبر شدم
کیفیتِ نگاہِ تو کارِ شراب کرد

از سرو سہی پایہ و گل از بید بر آید
امانہ امیدے از تو کہ امید بر آید

شہر است ہمہ منتظر از گوشۂ ابرو
یک عشوہ بفرما کہ مہ عید بر آید

بر داشتہ ملک سوئے فلک این غزل شاہ
تا نغمۂ تر از لبِ شاہ سید بر آید

طرفه بیدادے بمن زان جنبش ابرو گذشت | کار جان از تاب و تاب آن دل از پهلو گذشت

کو مسیحا تا کند بیمارئ دل را علاج | صبر از غم تخم زد درد دو راز دارو گذشت

شاه ایام جوانی رفت و پیری در رسید | خواهش از دل دل از قوت قوت از بازو گذشت

از بهاران نکشم منت تکلیف جنون | خضر دیوانگیم سبزه نوخیز کسے است

ناصحا پند تو تلخ است به پیشم که دلم | چاشنی گیر کلامم شکر آمیز کسے است

خال که جا بر لب جانان گرفت | مور وطن در شکرستان گرفت

خوردن خون گشت نصیب دلم | بوسه ز لعل لب تو پان گرفت

بے رخ آتش رو گل اندام شاه | خاطرم از سیر گلستان گرفت

دل چاک شد از تیغ نگاه تو جگر هم | باقی است هنوزم هوس زخم دگر هم

گردید میان دو عدم هستئ ما گم | تنها نه دهانش زده ره بلکه کمر هم

دشنام دهی گاه و گهے بوسه کنی لطف | زهر است نهان در لب لعل تو شکر هم

با آتش مے نشاند لاله را رو دے که او دارد | ز سنبل مے برآرد دود گیسوئے که او دارد

فریبد حور و غلمان را بخود روئے که او دارد | برد از راه جنت را سر کوئے که او دارد

نماید شمع را پامال حسرت سان نمش | دل آئینه سازد آب زانوئے که او دارد

سپر مے افگند خورشید پیش روئے تابانش | بماه نو کشد [illegible] ابروئے که او دارد

صفائے عارضش صبح وطن را زنده مے سازد | خبر از شام غربت میدهد موئے که او دارد

خدا را ای شاه از تندئ طبع شوخ بے پروا | بجان برق آتش مے زند خوئے که او دارد

بفریب وعده تا کے ره انتظار گیرد | بقرار خود وفا کن که دلم قرار گیرد

چو ز باده رخ فروزد به فرنگ و روم تازد | چو ز طره چین کشاید ختن و تتار گیرد

بچمن خرام یکره که خزان ز پا در آید | لب خود ز خنده وا کن که جهان بهار گیرد

پس مرگ شاه خواهد که بحشر مثل یا قمر | چو سر از کفن برآرد ره کوئے یار گیرد

نه باب مسجدم نے لایق دیر — کس از گبر و مسلمانم ندانست

حسن شد زنده جاوید بفیض نگهم — چشمه آب بقا و نظر پاک یکی است

داده ام شاه دل خویش بطفلیکه برش — سیر گلزار و تماشا ر دل چاک یکی است

بیمار ترا چاره ز عیسی شدنے نیست — باشد ز زیست به شدن اتا شد فنی نیست

حسن را پرواز شهرت مے دهد بازوی عشق — شور شیرین در جهان از کوهکن برخاست است

همچو شمع کشته از کم التفاتی هاش شاه — داغ بر دل آه بر لب زانجمن برخاست است

نظر بر حال کن در درسگاه دهر ای نادان — که چندان اعتباری نیست استقبال و ماضی را

مثل آن شمع که مے میرد و بازش سوزند — داغ نو بر سر داغ دگر افتاده مرا

باطن ز درد پر بود ارباب فیض را — بنگر که گریه از ته دل هست چاه را

پوشیده ماند جوهرم از دست مفلسی — چون تیغ زنگبار نه بشناخت کس مرا

بوترابی است مشربم اے شاه — بے سبب نیست خاکسارے ما

شاها فروتنی نکند کسر شان تو — قدر راز نزد دل کم نشد جبرئیل را

لعش جان بخشد و چشمش بکشتن میل مے دارد — مخالف دیده ام در دین عیسی این فرنگی را

رخش گل چشم نرگس سرو قد زلف سنبل — بحسن اتفاق این تازه باغی کرده ام پیدا

چون سیل اشک نیست صدائی زنا بلند — باشد روان بغیر جرس کاروان ما

یکدم آسوده نباشم چون نبض — زندگانی است طپیدن مارا

عمر بگذشت بکنج قفس — شد فراموش پریدن مارا

دلا با خاکساری ساز کو سامان ترا باید — که دانه چون بخاک آمیخت برگ و بر شود پیدا

چشم انعام ز روشن گهران دار که ماه — فیض از پرتو خورشید رباید هر شب

سختے دوران کند هموار جان سخت را — نرم آخر میکند سوهان کمان سخت را

رباعیات

از باغ جهان لاله عذاران همه رفتند	وز بزم طرب باده گساران همه رفتند
مجنون به بیابان شد و فرہاد به کهسار	ما یا که نشینم که یاران همه رفتند
بر مسند اقبال نشستی داری	غفلت تا چند ہمچو مستی داری
بیدستان را بدستگری دریاب	فرصت مده از دست که دستے داری
حجام پسر ہست حرامی پرفن	ناید زپئے حجامت ہرگز سوئے من
چون شانه دلم چاک بود از کفِ او	چون آئینه حیرانم ازان گنده دہن

تاریخ تولد فرزند

چو امدادِ حسن را خلعتِ ہستی ببر آمد	بحمد الله که نخلِ آرزو ہیم را ثمر آمد
پئے تاریخ میلادش رقم زد خامہ ام مصرعہ	سرور سینه نور دیده پیوند جگر آمد

عیدی

عید قربانست بدخواهِ تو قربانِ تو باد	خالقِ اجسام و جانہا حافظِ جانِ تو باد
بخت سعد و طالع فیروز دایم یاورت	دولت و اقبال و عزت زیبِ ایمانِ تو باد

پہیلی پلنگ

ایک پورکھ وہ سیہ کہاوے	چار پانون اور چلا نہ جاوے
شاہا اسکو بوجھے کو	سر کاٹے سے لنگڑا ہو

پہیلی شطرنج

دو لشکر ہم دیکھے بہائی	بن ہتیارون کرین لڑائی
گہر سے نکل کرین نہین کام	گہر ہی مین ہو سب کا سنگرام

چہراس

اُلٹا سیدہا واکا نانون		جسکے دیکھے ہالے گانون
نیکے لگے موہے وہ جہنکار	چوراسی	جس کا ارت اسّی اور چار

فی الجملہ شاہ نے سب کچھ کہہ سنکر بالآخر ۱۲۷۵ ہجری مین ہمیشہ کے لیئے کنج خموشی مین جگہ لی افسوس

شعر

آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

دو فرزند ذی علم متقی و متشرع چھوڑے۔ محمد حسن پسر خرد نے ہند سے بیت اللہ کو ہجرت کر کے ۱۲۸۶ ہجری مین مدینہ طیبہ مین انتقال کیا اوسی بقعہ متبرکہ مین مدفون ہوئے انکی نسل باقی نہین۔ امداد حسن پسر اکبر بھی زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو آئے تھے جس سال باپ کا انتقال ہوا اوسی سن کے آخر مین بمقام باغپت ضلع میرٹھ رحلت کی وہین دفن کیئے گئے۔ اونکے بیٹے منشی امیر حمزہ ہنرمند فارسی مین کامل الاستعداد سیاق مین ماہر تھے۔ اونکے بیٹے محمد حمزہ پولس مین سب انسپکٹر ہین شاہ کے مرگ کی بہت سی پر اثر تاریخین لکھے گئے ہین ہم بخوف اطناب چند قطعات پر اقتصار کرتے ہین۔

قطعہ تاریخ وفات از منشی کریم حسن کنبو مارہروی

شاہ فردوس خوابگاہ کہ بود — نکتہ سنج یگانہ رفت افسوس
قمری خوش نوا نماند ایوای — بلبل خوش ترانہ رفت افسوس
انکہ در عرصۂ سخن تیرش — آمدی بر نشانہ رفت افسوس
انکہ دایم بطاعت حق داشت — فرق بر آستانہ رفت افسوس
انکہ میر سخن از نے قلمش — غزل عاشقانہ رفت افسوس
انکہ با اہل علم و دانش داشت — صحبت جاودانہ رفت افسوس
انکہ بود است شہرہ اش در ہند — از کران تا کرانہ رفت افسوس
انکہ نادیدہ عالمش بودہ — مخلص غائبانہ رفت افسوس
بادل چاک گفت اغبار — الوہی زمانہ رفت افسوس
۱۲ ۷۵

ایضاً نتیجۂ قلم معجز رقم حضرت مولانا سید شاہ صاحب عالم مارہروی

خاقانی عہد چون ز دنیا بگذشت — زین درد بگفت پیر و برنا افسوس
تاریخ وفات او خرد گفت ز درد — شاہ شعرا نماند ایوا افسوس

ایضاً

سخن سنج کہن شیرین کلامی — کہ بود او طوطئ ہندوستان آہ
شکر ریز آ شعارش ہیداو — عجب لذت بگوش سامعان آہ

افادات وکمالات وصفاتش یا	نگنجد در ہزاران داستان آه	بہر وادی که دریا بیش بوده	وحید عصر و یکتای زمان آه
			۱۲ ـه ۵۸
ازین دار فنا آن عازم خُلد	چو بست رخت ہستی ناگہان آه	قلم تاریخ سال رحلت او	نوشت آن شاعر شیرین بیان آه

وله

چه مرده آنکه زہجر آتش رفت	تا فلک نالۂ و آه شعرا	روز روشن ز فراق رخ او	تیره شب شد بنگاه شعرا
سر بسینه فراقش شده اند	از سر افتاد کلاه شعرا	آه صد آه که از رحلت او	ماند بے شاه سپاه شعرا
بگذری او را ونکردی ای چرخ	رحم بر حال تباه شعرا	چه دہم شرح که چون میگذرد	در غمش شام وپگاه شعرا
گشت بزم شعرا بے لذت	ایزد پاک گواه شعرا	شعرا چون نه سراسیمه شوند	که شد آن پشت وپناه شعرا
یارب اکنون که شود رہبرشان	شد نہان خضر ز راه شعرا	مضطرب چون نه شوند آه که رفت	مایۂ حشمت وجاه شعرا
بنظر ہا شده عالم تاریک	در خسوف آمده ماه شعرا	کرده بر شعرا بیداد سپہر	ای فلک چیست گناه شعرا
		۱۲ ـه ۵۸	
	گر کسے سال وصالش پرسد	گو ز دنیا شد شاه شعرا	

عالم شاه متخلص به والا ابن محمد پناه متوطن قصبه طیبه مارہره سلسله

نسب چار واسطون سے محمد امین کے ساتھ ملتا ہے جو عہد محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی کے امرا مین سے تھے۔ شگفتہ مشرب وارستہ طبع نازک مزاج عالی دماغ سخن مین بدیہہ گو خوش گفتار شیرین مقال نازک خیال تھے امرا روقت عزت واحترام کرتے رہے سن بارہ سو ۱۲ ـه ۲۰ بیس ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا مصرعہ بہر او در وازه جنت شود ۔ تاریخ وفات ہے زمین سخن مین انکی گلکاریان ملاحظہ کیجئے۔ وله

مرگ است منت خضر از بہر زندگی	خوشتر بود ز آب حیات آب وصرا	دیوانۂ گلیم که پوسئے وفا دہد
نتوان فریفتن بہ ہمین تا گے بو مرا	مگو با ما سخن ای واعظ از ہنگامۂ محشر	تماشا کرده قد قیامت ونگاهش را
گر ہمه توبه نصوح است شکستن بہتر	ساقیا گر دو سه جامی کنی امداد مرا	ہر شام میزند چو شفق جوش خون ما
موقوف بر بہار نباشد جنون ما	گر ہمین جلوه دہی ہم خود آرائی را	تاب نظاره کجا چشم تماشائی را
مشتاق تو زنده بامید خبر ہست	جان بر لب وچشمش بره نامه برے ہست	صیاد ندارد خبر از حال اسیران

افتاده بکنج قفس مشت پری هست
چو یار در پی کعبه ره دو رسے رو ند
میر دیجیر سے که چرا بسمل تو رقصیت
یارب چه عذابیست بر ان مرغ گرفتار
نه از اعجاز می آید نه از سحر و فسون آید
سپندم شعله ام برقم شرارم
گل داغم بهار لاله زارم
برنگ نخل شمع شعله باشد برگ و ساز من
هنوز از خاک این وادی صدای بوی جنون آید

امروز دهندش بسر خود همه کس جا
ورنه کدام دل که در و منزل تو نیست
شمعے بخلوت دل من به ز داغ نیست
بسمل نه پسندند و طپیدن نگذارند
شهید آن کف دست حنا زنگم عجب نبود
بهر رنگی که هستم بیقرارم
دل شیدا اندازم محو دیدار که شد یارم
چو خار خشک دارد آب از آتش بهار من
نه آه هست اینکه از جان تا بلب پیچیده آید

والا بکف آنکه چو گل مشت زر نیست
ذوق شهید ناز تو باید اگر مسیح
محتاج خانه ام بفروغ چراغ نیست
لب جان بخش و چشمش انچه با ما میکند والا
ز خاکم جای سبزه پنجه مژگان برون آید
ندانم رنگ و بوئے عافیت را
که چون آئینه از سر تا قدم چشم حیرانم
بصحرا الفتے باقی است شاید روح مجنون را
نهال غم مگر روئیده و بالیده سنگم آید

مرا گذار ز کویش چه مشکل افتاد است
بسکه تن صاف ترا از آب زلال است ترا
تو کے در زندگی روزی نشستی در کنار من
فزون تر میشود از گریه من سوز داغ من
بکویت بود غوغائے ز جور چشم و گیسویت
فلک شد کاغذ آتش زده از شعله آهت

بهر طرف که نگه میکنم دل افتاد است
میتوان دید که در دل چه خیال است ترا
که بعد از مردنم باشی بجای شمع مزار من
کند آب سر شکم کار روغن با چراغ من
نشد معلوم اے ظالم کرا کشتی کرا بستی
قیامت کرده والا طلسمی بر هوا بستی

فصل بهار سیر و تماشے گلزار کو
جان بلب رسیده ره طاقت انتظار کو
بوده سائیده سنگ جفا منظور خوش خیال
مگر از آتش گل بود شمع بزم یار روشن
مگر محل الجواهر بود خاک پا شاه حمزه
غمزه بود از چشم جادو سے کسے

رنج خمار میکشد باده خوشگوار کو
پذیرد رونق از اهل کرم بزم تهیدستان
مرا شمعی باریک شد از تو یار روشن
از ان چاه زنخدان سواد خط تقسیم
کرد و والا ابیگت چشم ما روشن
سرو را دیدم چو والا در چمن

قاصد اگر چه مے رود و عده وصل کے بود
فروغ مهر سازد چراغ ماه را روشن
آوای شور بلبل و آشفت شور بال پروانه
که در طلسمات باشد چشمه آب بقا روشن
معجز عیسی و سحر سامری
یاد مرا آمد قد دیکھو سے کسے

بمہر تو قضی ایم بس خشاش و بشاشے	مخبش ز ابجان مخلص بدشمن گرم پرخاشے	سرت گردم چہ خواہد شد اگر یار نجہ فرمای
براہت آبپاشی کردہ ام از چشم خونباشے	**رباعی**	ز بیماست اگر جان جہانت خواہم
چون جملہ توئی تن و روانت خواہم	با آنکہ ز قید این و آن آزادی	لیکن بمثال این و آنت خواہم
نزدیک بدل ز دیدہ دوری	قرب معنی است بعد صوری	بردیم ز ہجر رہ بوصلت
دایم بخیال در حضوری		

محمد شفیع حافظ محمد نظام جیوری مارہروی کے پوتے علوم و فنون خصوص بہاکا ہندی مین یادگار اکابر پیشین سمجھے جاتے تھے راجہ ہردے سہائے پسر راجہ ستر سال مسند نشین حکومت بوندیلکھنڈ کو انکے ساتھ دلی اُنس تہا ایک ساعت کے لئے علیحدگی گوارا نہ تھی بڑے ثقہ و مہذب تھے قدرۃ العارفین سید شاہ برکات مارہروی کی تاریخ وفات مین یہ قطعہ ہندی انکا مشہور ہے۔ **قطعہ**۔ جو نون رہے تھے یا کلکال سبی جگ دین کے بیل بیئے

بارہ عاسورا کون ساہ برکات بیکنٹھ جاسے سماد ہ لئے۔

سن گیارہ سے بیالس جو ہتے گنتی جو سوچان گنای دئے

سب دیکھو بچار کے آج سہے اب جوت مین جوت سمای گئے

عطا حسین متخلص بہ عطا حکیم نجف علی مارہروی کے بیٹے نہایت خوش مزاج نیک خو بذلہ سنج لطیفہ گو تھے فارسی کی عمدہ استعداد تھی ہر شخص کے ساتھ خلوص نیاز اور دلسوزی سے ملتے قلب رقیق تہا عزیز و آشنا کی تکلیف دیکھکر دل بھر آتا تہا آبدیدہ ہو جاتے تہے عمر معلم گری مین بسر کی شعر و سخن کا چسکہ رہا مثنوی (شکایت سعایت) اردو زبان مین انکی تصنیف سے مشہور ہے۔ یہ مثنوی بغرض اصلاح نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی کے پاس بھیجی گئی تھی حضرت غالب نے چند ہی جگہ خفیف ترمیم کی ہے۔ اور جو عبارت اوسکی نسبت تحریر فرمائی ہے ہم بجنسہ اوسکو یہان نقل کرتے ہین **غالب** صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہو گئی ہے ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا کیا

گہاؤ پڑے ہونگے تب یہ تراوش خونناپہ ظہور مین آئی ہوگی مزہ یہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب انہین کے معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کار میری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجھپر مجہول ہے اس واسطے انجام و آغاز اندازہ و انداز کچھ نہین سمجھا حک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرمالین مینے بحسب دستور اپنے ہر جگہ بمنشار اصلاح لکھدیا ہے ۔ میرا شیخ صاحب سے سلام کہیئے گا اور کہیئے گا کہ کیا کرون دور ہون معذور ہون مدد نہین کر سکتا اعانت کے مراسم تقدیم کو نہین پہونچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام ۱۲ مثنوی کا آغاز اس قطعہ سے ہے

چندے غم دل بدل درون پروردم	از خوف جنون کنون برون آوردم
اعداد وقوع چون موافق افتاد	ہمنام شکایت سعایت کردم

۱۲

اے سخن آفرین مارہرہ	نکس انگین مارہرہ	قلقل انداز بزم یکجہتی	تفرقہ ساز بزم یکجہتی
نمک خوان تفرقہ سازی	شورش انداز فتنہ پردازی	ناوک سینۂ نیاز درون	کاہش خاطر دل محزون
زلف سر دادۂ پریشانی	آئینہ دار روئے حیرانی	سرمۂ دیدۂ سخن چینی	خال رخسار زیب خود بینی
کاوش سینۂ نیاز قرین	خارش دیدۂ نثار آئین	عالم نکتہ ہائے غمازی	واقف رمز افترا سازی
کینہ توز دل محبت کیش	سینہ سوز سر وفا اندیش	رونق مسند سخن چینی	آبروئے نگاہ خود بینی
باعث سردی وفا و وداد	سبب گرمئ عناد و فساد	تو ہے کون اور کیا ہی تیرا دین	اہل دین کے تو یہ نہین آئین
مین تو دلدادۂ محبت ہون	اور گرفتار دام الفت ہون	ہر کسی سے نیاز رکھتا ہون	سوز کے ساتھ ساز رکھتا ہون
گل ہون مین گلستان الفت کا	سرو ہون گلشن مروت کا	رنگ و بوئے گل وفا ہون مین	مست بوئے گل وفا ہون مین
بلبل گلستان یاری ہون	قمرئ سرو جان نثاری ہون	نہ ہی خوبیون مین افسانہ	اچھی باتون کا ہون مین دیوانہ
بے حقیقت ہون جون شکستہ سفال	باحقیقت ولیکہ صف نعال	مستمند و غریب و بیچارہ	دشت ادبار مین ہون آوارہ
دل شکستہ ہون اور غمزدہ ہون	خستہ تن اور ستمزدہ ہون	دردمند جگر گداختہ ہون	ایک غم سے مین سرباختہ ہون
تاب طاقت رہی نہ وحشت سے	خواب آرام وقف حسرت ہے	نہ چمن ہون نہ باغبان چمن	مرغ گم گشتہ آشیان چمن
کیا کہون کیسا بے نصیب ہون مین	ہون وطن مین بھی غریب ہون مین	ماجرا اپنا گر سناؤن کبھو	چشم خورشید سے گرین آنسو

ابر کا سینہ چاک ہوجاوے	برق بھی جلکے خاک ہوجاوے	اشک سے میری شاخ چہوڑن کو	آہ کی تاب کب ہی گردون کو
غنچہ گر بیکلی میری دیکھے	نام کو بھی ہنسی کا نام نہ لے	لالہ سان گریہ دیکھے داغ دلی	چشم نرگس سے کہلی کی کہلی
گل میرا حال دیکھ جلتے ہین	کف افسوس برگ ملتے ہین	لیک ای کینہ جو سفا دشمن	اس قدر میری ساتھ سو ظن

اسیطرح بہت سی تمہید و بیان کے بعد داستان حال پُرملال بر سبیل اجمال یون لکھتے ہین۔

دیکھکر حال خرچ دون پرور	کی معلم گری مین عمر بسر	گرچہ کچھ اس قدر نہی پروا	مقتضاے زمانہ پر یون تہا
ایکمدت برنگ فصل بہار	رہی مکتب کی گرمیے بازار	پھر کچھ اوسمین کساد آنے لگا	آخر آخر فساد آنے لگا
گو متاع سخن تہی بالا دست	تہا ہر اک مشتری کا حوصلہ پست	ناد ہندی کو کام فرمایا	اسم واو نچ لب تلک آیا
اور شاید جو کی طلب تنخواہ	حاصل امر خواستن تہا مخواہ	جب ہوا حال ماضی مطلق	خواستن سے مخواہ کر مشتق
حرف مطلب پہ رکھکے سینے لب	متحرک کیا کہا مطلب	خوب مصدر سے اشتقاق کیا	متعدی کو لازمی جانا
فعل مجہول سب وہ قول و قرار	تہا نہ دادن قریب استمرار	نانگنے مین سمجھ کے رسوائی	نہوا اوس کا مین تمنائی
دلکو اسپر بھی جب سکون نہوا	پھر بھی مکتب مین تفرقہ ڈالا	کرکے اثبات علت و معلول	فعل معروف کردیا مجہول
	ہوگیا خط کے آنے جانے پر	اوستیان تمام زیر و زبر	

ہمدمان ستیزہ خیز کے ساتھ اسطرح خطاب نصیحت آمیز کرتے ہین۔

ہمدمو کس لیے یہ کاوش ہے	کو نسے بغض کی تراوش ہے	جرم ٹہیرا کے دو سزا اوسکی	حرکت دیکھو یہ نہین اچھی
مین تو تعظیم مین ہوں سرگرم	تمکو اسکی بھی کچھ نہ آوی شرم	جرم کارون کو یون ستانا نا	رحم کی جا یہ غیض فرمانا
ہے ازار یہ کمر بندی	الله الله رے خردمندی	عیوض خدمت زن اطفال	خون ہیں انکو کیون ہوا ہی حلال
ای سرسروران دولتمند	کون کرتا ہی یہ طریق پسند	اوٹھ گئے کیون آتی تہی لڑائی کو	دیکھئے خرد کے ڈیڑہی کو
گھر پہ چڑہ آنا طرفہ تہا مضمون	ماننا قطرب اور تہا یہ جنون	ورنہ کیا وفور دانش تہا	یہ تو صاحب قصور دانش تہا
	کہو کیا عقل نہی یہ فرماؤ	اپنے دلمین ذرا تو شرماؤ	

غرض یہ مثنوی نہایت پرسوز و گداز ہے۔ ایک قطعہ اسی پیرایہ مین انہون نے لکھا ہے جسکے مختلف جگہ کے کچھ اشعار اپنی یاد پر لکھتا ہون۔

کاوش اہل وطن سے ہے یہ جی کی حالت
بعد مردن ہے مگر اخذ کفن کی نیت
ایک غزل کے یہہ اشعار ہین
مصاحب آئینہ ٹھہرا ہی اوس خودآرا کا
یہہ میرا شیشۂ دل تھا کہ یکصدا ٹوٹا

کہ مشبک ہی جگر خانۂ زنبور صفت
اے عزیز دل استاد فلان سلمہ
کہین جو شیشۂ مے ساقیا ذرا ٹوٹا
اب اپنی دید کا بہی اوس کا آسرا ٹوٹا
میری شکستہ دلی کی جو بلبل ہے یہ عطا

جیتے جی ہی یہ ارادہ کہ اوتارین ٹوپی
تا بکے زر جگراین نشتر کین و نقمت
تو جانیو کہ میرا دل ہزار جا ٹوٹا
کسی کا بال بہی ٹوٹے تو سانس لیتا ہی
کہ ہو ردیف غزل مین بہی جابجا ٹوٹا

بالآخر جوان ہونہار اکلوتا بیٹا جو عصائے پیری تہا اوسکی بیوقت موت نے کمر توڑدی باقیماندہ عمر تلخی سے کاٹکر ۔ ذالحجہ ۱۲۹۶ ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا۔

ذکر اطبا

محمد مرشد المخاطب بہ حکیم قوام الدین خان

انکے باپ اعظم الدین خان محمد معظم شاہ بہادر کے زمانہ کے علما و امرا مین تہے سلسلہ النسب نوین پشت مین امام العارفین مخدوم شیخ سمار الدین سے ملتا ہے علوم عقلی و نقلی مین اپنے پدر بزرگوار کے شاگرد تہے۔ معتمد الملوک[۱] حکیم علوی خان سے مطب

[۱] سید محمد ہاشم علوی خان ابن سید عبد الہادی محمد شاہ کے وقت مین ایران سے وارد ہند ہوکر زمرۂ اطبائے پایۂ تخت شاہی مین داخل ہوا معتمد الملوک محمد شفائی خان خطاب پایا اطبا مین بے نظیر وقت تہا نقل ہے کہ جب نادرشاہ بعد غارتگری دہلی کاملین فن کو انتخاب کرکے اپنے ساتھ ایران لے چلا منزل پر پہونچکر علوی خان کو بلایا اور کہا مین مریض ہون تم علاج کرو مگر شرط یہ ہے کہ نبض و قارورہ ملاحظہ کرونگا حال نکہون گا دوا نہ پیون گا مثل ضمادات وغیرہ خارجی تدبیر نکرونگا باینہمہ مابدولت کو صحت ہو جاوے ورنہ تدارک مناسب کیا جائے گا حکیم صاحب کو پہلے تو سناٹا ہو گیا پہر ذرا سنبہل و سوچکر بادشاہ کے چہرہ پر نظر ڈالی دیکہا آنکہین سرخ ہین چہرہ پر یبوست و بدمزاجی پیدا ہے اوس روز گرمی کی شدت اور آفتاب مین حدت تہی سمجہا کہ درد سر لاحق ہے عرض کیا جاکر تجویز کرتا ہون اور نماز ظہر پڑہکر حاضر ہوتا ہون وہان سے آکر نماز پڑہی خدمتگار کو حکم دیا کہ سدا گلاب کا پنکہا بنا و عطر صندل و عطر خس مین بسا و خادم نے تعمیل کی علوی خان پنکہ اپنے ہاتھ مین لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا علاج کی فکر کر رہا ہون پنکہا جہلنا چاہتا ہون حکم ہو تو خدمت سلطانی بجا لاؤن اجازت پاکر پنکہ جہلنے لگا پہولون کی خوشبو دماغ مین پہونچی قطرات عطر چہرہ و پیشانی پر پڑے روح و قلب نے تفریح پائی غنودگی شروع ہوئی اور غافل سو گیا علوی خان اپنے خیمہ مین چلا آیا قریب دوپہر سو کر جب خواب استراحت سے اوٹہا درد کا مطلق اثر نہ تہا علوی خان کو بلاکر اوسکی دانائی کی تعریف کی اور کہا جو چاہے مانگ لے اوسنے ایفاء وعدہ کی شرط لیکر مراجعت دہلی کی اجازت چاہی بادشاہ نے کہا افسوس تجہ جیسا لائق طبیب اس جلد جدا ہوتا ہے اور بعزت واپسی کا حکم دیا حکیم صاحب نے اوس ظالم کے پنجہ سے چہٹ کر دہلی مین دم لیا ۱۱۶۰ ہجری مین رحلت کی فرد ۔ چو سال رحلت علوی بجستم دلم بگفت ہاتف طبابت از جہان رفت ۱۲ یہہ بہی نقل ہے کہ ایک مقام پر بحالت سردرد

کیا تہا۔شاہی طبیبون مین منتخب اور دار الشفار دہلی کے مہتمم تہے۔تین لاکھ روپیہ سالانہ دار الشفا کا خرچ معین تہا۔ سنہ ۱۸ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین برسالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات پر سرفرازی پای دہلی مین انتقال کیا۔مقبرہ مولانا شیخ سمار الدین مین مدفون ہوئے۔انکے والد نے مذہب امامیہ اختیار کرلیا تہا یہ بھی اوسیکے متبع تہے اور اوس زمانہ سے اینتک اونکی اولاد جو قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد محلہ سدہ مین آباد ہے اسی مذہب پر قایم ہے۔انھون نے دو فرزند نامور چھوڑے حکیم امام الدین خان و حکیم رضی الدین خان **حکیم امام الدین خان مخاطب بہ حکیم الملک** اطبار نامدار و مرجع امرار روزگار سے تھے علوم معقول و منقول خوب جانتے تھے تصوف سے بھی شوق تہا فصوص الحکم و مثنوی معنوی مولانا روم کا درس ہوتا تھا نہایت خوشرو قوی بازو و شجیع جوان تہے سنہ ۶ جلوس احمد شاہ (سنہ ۱۱۶۶ ہجری) مین پانصدی ذات کا منصب تہا۔اعز الدین محمد عالمگیر ثانی[۱] نے حکیم الملک کا خطاب دیا اور ایکہزار پانصدی منصب مقرر کیا ذو الفقار الدولہ امیر الامرا نواب نجف خان بہادر وزیر سے برابر کی ملاقات رہی۔نخبتہ التواریخ مین مذکور ہے کہ بہ عہد شاہ[۲] عالم شاہ عالی گہر ضعف سلطنت کی وجہ سے سکونت دہلی ترک کرکے امروہہ مین توطن کیا اونکے بہای حکیم رضی الدین خان انکے ساتھ ہی دہلی سے اوٹھ آئے شاہجہان آباد مین انتقال کیا مقبرہ مولانا سمار الدین مین مدفون ہوئے اونکے دو بیٹے تھے حکیم رمضان علیخان و حکیم غلام علیخان

تتمہ صفحہ گذشتہ۔ نادر شاہ نے محمد شاہ کے گاین سے جسے اپنے ساتھ لے گیا تہا اور گاتے مین سر آمد وقت تہے کچھ گانے کی فرمایش کی اوسنے یہ غزل گای اور ایسی گائی کہ سماں بندہ گیا ؎ باز ہوای چمنم آرزو ست ÷ جلوہ سرو سمنم آرزو ست ÷ نکہت گل را چکنم اے صبا ÷ بوئے آزان پیرہنم آرزو ست ÷ بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر فرمایا مانگ کیا مانگتے ہی اوسنے قول لیکر دست بستہ دہلی جانے کی درخواست کی بادشاہ نے اوسکو بہی تاسف کے ساتھ اجازت دیدی ۱۲-

[۱] اعز الدین بن احمد شاہ غرہ محرم سنہ ۱۰۹۹ مین پیدا ۱۰ شعبان سنہ ۱۱۶۷ تخت نشین ہوا ۸ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ یا شارہ نواب غازی الدین خان مہدی علیخان کشمیری نے دہوکہ سے ایکمکان مین لیجاکر بیرحمی سے کام اوس کا تمام کیا وقت قتل یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تہا۔ شعر مرا بظلم بکشتی طریق داد این بود ÷ ز بادشاہی حسن تو ام مراد این بود ۱۲

[۲] شاہ عالم سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین پیدا و سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تخت نشین ہوا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین انتقال کیا سنہ ۱۲۰۲ ہجری و سنہ ۱۷۸۸ء مین غلام قادر خان نے اندھا کردیا تہا سنہ ۱۸۰۳ء تک مرہٹہ کی عملداری رہی پہر انگریزی آگئی ۱۲-

حکیم احمد رضا عرف حکیم رمضان علیخان سنہ ۲۲ جلوس شاہ عالم عالی گہر یعنی سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین برسالہ مرزا نجف خان ہزاری ذات اور دوسو سوار کا منصب اور خطاب خانی انکو عطا ہوا اونکے بیٹے مشتاق علیخان تھے اونکی اولاد نے لکھنو کی سکونت اختیار کی۔ آغا علیخان و الطاف حسین خان کو گورنمنٹ انگریزی سے خطاب خان بہادری کا عطا ہوا اور کانپور کے انریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے شہر مین نہایت معزز و مقتدر رہے۔ ہاشم علیخان برادر آغا علیخان راج چرکہاری مین ناظم اور اونکے چچا **حکیم بندہ حسن** سرکار چودہری صاحب رئیس سندیلہ مین بعہدہ طبابت ملازم ہین۔ اسی خاندان کے بزرگ **شیخ اکرام الدین خان** آصف الدولہ کے عہد فرمانروائی مین مقام (رہڑوا) ضلع بجنور کے چکلہ دار تھے اور بعد آجانے عملداری سرکار انگریزی کے شیخ علی بخش اونکے داماد یعنی حکیم بندہ حسن کے دادا ٹہاکردوارہ کاشی پور کے تحصیلدار تھے۔

حکیم غلام علیخان حکیم امام الدین خان کے دوسرے بیٹے شاہجہان آباد مین پیدا ہوئے علم عربی و فارسی طب اپنے باپ سے پڑہا امراض عسر البرء کو باتون مین اچھا کرتے تھے سنہ ۲۶ جلوس محمد شاہ بادشاہ (سنہ ۱۱۴۴ ہجری) مین برسالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات و نو سوار کا تہا حسین علی خان خطاب ملا اور شاہ عالم عالی گہر کے وقت مین پانصدی ذات و پانسو سوار کا منصب عطا ہوا ۲۶ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۴ ہجری انتقال کیا امروہہ مین مدفون ہوئے انھون نے دو فرزند چہوڑے حکیم بو علیخان و حکیم عظیم علیخان۔

حکیم بو علیخان ۸ - جمادالثانی سنہ ۱۲۰۰ ہجری بمقام شاہجہان آباد پیدا ہوئے چار برس کی عمر مین اپنے والدین کے ساتھ امروہہ آئے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق فقہ حدیث مولوی سید محمد حیات متوطن امروہہ محلہ شفاعت پوتہ شاگرد سید دلدار علی نصیر آبادی سے حاصل کئے۔ حکمت طب ریاضی مین اپنے حقیقی نانا حکیم رضی الدین سے مستفیض ہوئے۔ بعد تحصیل علوم کسب معاش کی طرف توجہ کی ۲۳ - برس کے سن مین بتقریب نوکری بمقام (باندہ) گئے وہان ایک برس کوتوال اور ۹ مہینہ نائب تحصیلدار و ساڑہے تین برس تحصیلدار رہے پہر مستعفی ہوکر

برفاقت اسکاٹ صاحب جج میرٹھ پہونچے اور آخر عمر تک عدالت دیوانی ججی میرٹھ کے وکیل رہے ۱۲۔صفر سنہ ۱۲۷۳ ہجری کو رحلت کی امروہہ مین مدفون ہوئے ایام قیام میرٹھ مین بوجہ شوق علمی مفتی سید محمد قلی خان امامیہ متوطن کنتور ملک اودہ شاگرد سید دلدار علی صاحب مجتہد مذہب امامیہ سے جو اوسوقت میرٹھ مین صدر الصدور تھے تلمذ حاصل کیا بالجملہ فن طب مین فکر دقیق اور نظر عایر پایی تہی ہر گونہ معزز و معتمد علیہ ابنار زمانہ تھے علم کلام و طب مین اکثر رسالہ تالیف و تصنیف کئے کتاب طب اکبر پر حاشیہ مسمی بہ تعلیقات اکبر لکھا ایک رسالہ موسوم بہ فواید حسنیہ تحریر کیا اسمین ہندی دوائون کے مزاج و افعال و خواص نفع نقصان و نسخہ ہائے مجربہ و سوال و جواب متفرقہ متعلقہ فن طب کا بیان کیا ہے۔ **حکیم امجد علی خان** انکے بیٹے ہین ۲۶۔ذیالحجہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری بمقام امروہہ پیدا ہوئے صرف و نحو و طب از موجز تا قانون شیخ الرئیس اپنے والد سے پڑہا دیگر علوم منطق حکمت ریاضی سید سراج الدین ابن مفتی محمد قلی خان سے پڑہی طب مین علماً و عملاً اچہی استعداد ہے عہدہ ہائے تحصیلداری و ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز رہے اب بعزت و امتیاز خانہ نشین و پنشن خوار سرکار دولتمدار ہین مجکو ان حضرت سے ملاقات صوری کا اتفاق نہین ہوا البتہ اس مختصر کی ترتیب کے وقت بضرورت تلاش ایک کتاب کے باہمی مراسلت ہوی کتاب تو نملی پر حسب خلق و عنایت و مہر و محبت سے انھون نے جوابات تحریر فرمائی اوس کا اثر میرے دلپر ہے انکے بیٹے **حامد علیخان بیرسٹر** ۱۴۔دسمبر سنہ ۱۸۵۶ء بمقام بانس بریلی پیدا ہوئے فارسی صرف و نحو شرح تہذیب عبد اللہ یزدی تک منطق انٹرنس تک انگریزی ہندوستان مین پڑہکر ۱۵۔اپریل سنہ ۱۸۸۰ء واسطے تحصیل علوم عقلیہ کے یورپ گئے اور انگلستان سے سند بیرسٹری حاصل کرکے بماہ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء اپنے وطن واپس آئے اپنی قوم مین یہہ پہلے شخص ہین جنھون نے لندن جاکر بیرسٹری کی سند پائی بوجہ بیرسٹری کے لکھنؤ رہتے ہین قومی کامون مین سرگرم اور معروف شخص ہین **حکیم عظیم علیخان** حکیم غلام علی خان کے دوسرے بیٹے اور اونکے اخلاف حکیم صادق علی خان و حکیم جواد علی خان سب معزز خوش اخلاق و صاحب علم ہوئے ہین الانجبۃ التواریخ و تاریخ اصغری

سے مستنبط ہوتا ہے کہ حکیم صادق علی خان کا تجربہ وسیع اور مطب بڑہا ہوا ہے اور خلقت کا اونسے بہت رجوع ہے باقی اصحاب خاندان دیگر تعلقات کی وجہ سے اسطرف کم توجہ رکھتے ہین۔

حکیم رضی الدین خان دوسرے بیٹے حکیم قوام الدین خان کے مثل اخوان و اسلاف خود با نام و نشان و معزز و محترم تھے سنہ ۲۹ جلوس محمد شاہ مین برسالہ فخر الدین خان چین اونکو پانصدی ذات کا منصب تہا سنہ ۲ جلوس شاہ عالم عالی گہر مین برسالہ صاحب عالم مرزا احمد اکبر شاہ بہادر انکے فرزند حکیم فیروز علی خان کو ملا انکی اولاد پسری نہین ہے حکیم نیاز علیخان پسر شیخ نیاز علیخان برادر حقیقی مولانا تراب علی لکہنوی حکیم فیروز علی خان کے نواسا ہین رسالہ تدبیر التقیہ انکی تالیف سے مطبع علوی علی بخش خان واقعہ لکہنو مین چہپ کر شایع ہوگیا ہے بسبب کاروبار علاقہ مطب کی طرف کم توجہ ہے۔ خوش اخلاق و پیش حکام وقت معزز و محترم ہین۔

مسٹر ڈیٹ وی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر مراد آباد نے انہین حضرت سے امروہہ کی تاریخ لکہنے کی فرمایش کی تھی اونھون نے تاریخی حالات جمع کرکے یہہ خدمت سید اصغر حسین نقوی متوطن امروہہ کو سپرد کی اور سید صاحب نے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین سید التواریخ مشہور بہ تاریخ اصغری اردو زبان مین مرتب فرمائی۔ بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا نے بزرگان امروہہ کے حالات اس کتاب اور نیز نخبۃ التواریخ و خلاصہ شمس التواریخ و تلخیص التواریخ سے اخذ و استنباط کئے ہین۔

حکیم منصور علیخان بن حکیم محمد مسعود خان بن حکیم محمد محفوظ خان بن حکیم محمد دایم خان برادر عینی دیوان محمد عاقل خان خاندانی طبیب فقیر دوست مخیر متقی پرہیزگار بزرگ تھے ثروت و اقتدار حاصل تہا راجہ ٹکیت رائے بہادر نائب وزیر دولت نواب آصف الدولہ والئے اودہ کے ساتھ برابر کی ملاقات تھی۔ راجہ تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ نواب کی سرکار مین راجہ کے توسل سے بصیغہ طبابت پانچ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تھی۔ جب سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزی عملداری روہلکہنڈ مین آئے مواضعات بگوارہ گوپال پورہ کیرت پوری گوبند پور چک لوری عنایت پورہ خطاپور۔ واقعہ اضلاع بجنور و مراد آباد عطیہ شاہان سلف انکی جاگیر تھی۔ انکا خاندان ہمیشہ سے

روشناس بارگاہ سلاطین تہا چنانچہ انکے جد اعلی حکیم محمد دایم خان اور اونکے بہای محمد عاقل امرار عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے تہے - دہلی قدیمی وطن تہا - غدر نادر شاہی کے بعد جبکہ دہلی تباہ اور سلطنت تیموریہ برباد ہوگئی - ہر ذرہ انا و لا غیری بولنے لگا جس نے چاہا بادشاہ کو مہرہ شطرنج کی طرح اوٹہالیا جس نے چاہا بٹہا دیا یہہ قوم گزیدہ جو مثل خوشہ پروین وابستہ دامن دولت سلاطین تہے بنات النعش کی طرح منتشر ہوگئے اور دہلی جو اونکا پرانا زاد و بوم اور دیرینہ وطن تہا اوسے چہوڑکر بلاد غیر مین جابسے - چنانچہ حکیم صاحب بذات خود دہلی سے امروہہ تشریف لائے اور اس محلہ مین جسکو (شاہی چبوترہ) کہتے ہین بود و باش کی انکی اولاد ہنوز اوسی جگہ آباد ہے انکے بیٹے -

حکیم عنایت رسول طبیب حاذق اور معاصرین پر فایق تہے عربی فارسی مین استعداد کامل تہی پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر مین انتقال کیا اونکے بیٹے -

حکیم اشفاق رسول جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول طبیب لاثانی تہے حافظہ اور ذہن بلا کا پایا تہا - موجز سے قانون شیخ الرئیس تک جملہ کتب طبیہ نوک زبان تہین جس مقام کا ذکر آتا ورق کے ورق اور جزو کے جزو ازبر پڑہ جاتے - ذکاوت کا یہہ حال تہا کہ استنباط مسایل طبیہ کے لئے اونکو مجتہد فن کہنا بیجا نہین - پر افسوس ہے کہ عمر فانی نے وفا نکی عین شباب یعنی اٹہتیس ۳۸ برس دنیا مین رہکر انتقال کیا - **نظم**

جس سے دنیا نے آشنائی کی	اوس سے آخر کو کج ادائی کی
تجہسے ہووے کوئی عبث ای عمر	جس سے کی تونے بیوفائی کی

انکے بیٹے **حکیم اخلاق رسول** بہی عربی فارسی مین کامل الاستعداد ہین علم اچہا طبیب صاف **حکیم فیض رسول** دوسرے بیٹے حکیم منصور علی خان کے نہایت خوبرو حسین لطیف مزاج خوش اخلاق با مروت عربی فارسی مین ذی استعداد اور حاذق طبیب تہے بیوفا عمر نے انکا بہی ساتھ نہ دیا پینتیس ۳۵ برس کے سن مین انتقال کیا - **قطعہ**

مغنی خبر دہ ازان داستان		کہ بودند چون گل درین بوستان	
چمن را تر و تازہ آراستند		چو شبنم نشستند و برخاستند	

حکیم محمد منیر بن فاخر علی خان انکے دادا دیوان محمد عاقل خان عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد مین صاحب منصب وجاہ تھے جیسا کہ ہمنے بارہا ذکر کیا ہے سلطنت بگڑ جانے کی وجہ سے انکے باپ جماعت قوم کے ساتھ دہلی وطن قدیم سے ہجرت کرکے امروہہ چلے آئے وہین اقامت کی۔ حکیم صاحب ذی علم طبیب اور اعلی درجہ کے باوضع وخلیق تھے۔ اونکی اولاد بھی صاحب علم و دانش ہوئے اور ابتک وجاہت و وقار اور عزت و اعتبار کے ساتھ اونکی نسل قایم ہے حکیم صاحب کے تین فرزند گرامی تھے۔ منجملہ اونکے۔

حکیم غلام شرف الدین طبیب نامی تھے۔ دوسرے بیٹے انور علی تھے نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ جنکے اوصاف گزیدہ و خصایل حمیدہ سے ہماری کتاب کے ناظرین بخوبی واقف ہونگے اونکے نواسہ ہین۔ تیسرے بیٹے حکیم محمد منیر کے محب اللہ تھے اونکے پوتے مولوی مظہر اللہ گورنمنٹ نظام حیدر آباد دکن مین عہدہ مددگار ہوم سکرٹری پر بمشاہرہ سات سو روپیہ ماہوار ممتاز ہین عربی فارسی مین دستگاہ کامل حاصل ہے (رسالہ نور العینین فی مشہد الحسین) مصنفہ علامہ اسفراینی جو تیسری صدی کے امام اہل سنت وجماعت ہین اور رسالہ (قرۃ العین فی اخذ ثار الحسین) تصنیف امام ہمام عبد اللہ ابن محمد عربی سے اردو زبان مین انہین کا ترجمہ کیا ہوا ہے جو (تنویر العینین) اور (تاریخ دو امام) کے نام سے مشہور اور قالب طبع مین آکر معروف نزدیک و دور ہے۔ یہ ترجمہ انکی استعداد علمی و زبان دانی کے لئے ثبوت کافی اور واقعات شہادت کے بیان مین نفیس کتاب ہے۔

حکیم عنایت حسین قصبہ (مارہرہ) ضلع ایٹہ متعلق کمشنری اکبر آباد انکا مولد و مسکن اور مقام (امین پوری) مدفن ہے اونتیسوین محرم سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری روز شنبہ بعد نماز

صبح جلوہ افروز عالم ناسوت ہوئے لفظ (غلام سبحان) ۱۱۹۲ھ مین سن ولادت نکلتے ہین شیخ فتح اللہ ابن مولوی حافظ محمد نصر اللہ والد کا نام تہا۔ سلسلہ نسب حضرت مخدوم شیخ اسحاق برادر اکبر و اعیانی مخدوم شیخ سما رالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دسوین پشت مین ملتا ہے۔

صغرسنی تربیت تعلیم پیدایش سے پانچ مہینہ بعد سایہ مہر مادری سر سے اوٹھ گیا یعنی مادر مشفقہ نے بقضاء الٰہی دنیا سے انتقال کیا شفیق باپ نے خود اپنی آغوش شفقت مین لیکر پرورش کیا چونکہ باپ قابل تھے ہونہار بیٹے کی عمدہ طور سے تربیت کی۔ نطق آشنا ہونیکے بعد دستور کے موافق پہلے قرآن شریف پڑہایا گیا جو مسلمانون کا جان و ایمان ہے پہر فارسی کی تعلیم شروع ہوئی اوستادان فن سے اوسکو پڑہا اور استعداد کامل حاصل کی۔ ان کی تصنیفات سے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ فارسی عمدہ لکہنے پر قادر تھے۔ اونکی تحریر مین صفائی بیان اور زور قلم عیان ہے۔ بجائے پُر شکوہ اور مغلق الفاظ کے مطالب کو نہایت صاف و شُستہ و سلیس و شیرین عبارت مین دل پسند طریقہ سے ادا کرتے ہین۔ چونکہ اوس زمانہ مین تکمیل فارسی اور قابلیت بہم پہونچانے کے لئے عربی کا حاصل کرنا ضروری امر سمجہا جاتا تہا لہذا ایک بزرگ مولوی صدرالدین اتردلوی شاگرد مولوی نذر محمد شاہجہان آبادی سے جو مارہرہ مین سکونت پذیر ہوگئے تھے عربی صرف و نحو پڑہی اور بعد ازان مولوی نور محمد دینی سے اس علم کی تکمیل کی۔ اگرچہ یہہ عربی کے عالم نہ تھے تاہم انکی تصانیف کے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ عربی صرف و نحو کے علاوہ فقہ حدیث اصول وغیرہ سے بھی ناآشنا نہ تھے لیکن نہ اس لایق کہ مشاہیر علما مین شمار ہوتے۔

شاعری طبیعت موزون پائی تھی شعر و سخن کا ذوق تہا عالم شاہ والا و محمد منیر کنبو مارہروی و منشی ریاض الدین سہوانی سے جو اس فن کے ماہر گنے جاتے تھے اصلاح لی تھی انکی مجموعہ نظم تلف ہوجانے کے سبب اس بات کا پتہ نچلا کہ اصناف شاعری مین کس طرف طبیعت بادی مایل تھی چند قصاید جو حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچھے صاحب مارہروی

قدس سرہ العزیز کی شان مین لکھے ہین احقر کی نظر سے گذرے ہین اونمین سے مختصراً یہان نقل کیا جاتا ہے من افکارہ۔

معدنِ فیض و محیطِ کرم و ابرِ عطا
کام بخشِ ہمہ افاق چہ شاہ وچہ گدا

ملک وجن و بشر بر درِ تو سر بسجود
بزمینِ تو بود چرخ برین پشت دوتا

خوشہ چین خرمنِ حسن رخ خوبت خورشید
ذرۂ مہرِ تو بخشید بہ مہتاب جلا

حکمِ تقدیر رضا جوی رضایت باشد
اے رضایتو بود عین رضائے مولا

ذاتِ پاکِ تو خود آن مظہرِ ذاتِ احدی
نامِ پاکِ تو بنامِ احمدِ پاک است ہمتا

چونتو نشگفتہ گلے در چمنِ زارِ جہان
ہر سحر تازہ بوصفِ تو دمِ بادِ صبا

مثلِ تو مادرِ ایّام نزادہ پسرے
چو تو پیرِ فلک از دیدہ نہ دیدہ اصلا

اے کریم ابنِ کریم ابنِ کریم ابنِ کریم
اخترِ برجِ نبوت گہرِ درجِ ولا

شدہ مخلوق وجودِ تو پئے رحمتِ حق
بخدا ایک نظرِ لطف بحالم فرما

آمدم بر درِ تو سایل و محتاج و غریب
بامید نظرِ عاطفت و لطفِ شما

الغیاث اے شہ کونین و امام الثقلین
از جفا کاریٔ ایّام و تبہ کاریٔ ما

گر بفریادِ من زار نیاری گوشے
پس کرا داد رسا آورم اے داد رسا

نے مرا یاور و یارے ونہ حسنِ عملی
نامِ تو وردِ زبان ست چہ صبح وچہ مسا

بادشاہا ملکا بندہ نوازا رحمے
بر منِ بندۂ مسکین و پریشان و گدا

سیدی خذ بیدی خذ بیدی خذ بیدی
کہ بگردابِ فنا غرق فتادم تا پا

ایضاً

السلام اے مظہرِ ذاتِ خدا
السلام اے جانِ جانِ مصطفےٰ

السلام اے قرۃ العینِ علیؑ
السلام اے زبدۂ آلِ عبا

السلام اے واقفِ اسرارِ غیب
السلام اے رازدارِ کبریا

السلام اے عالمِ علمِ ازل | السلام اے حاکمِ قدر و قضا
السلام اے مہبطِ صوتِ الست | السلام اے مصدرِ قالو بلیٰ
السلام اے سرِّ سرِّ سرمدی | السلام اے معنیٔ قولِ انا
السلام اے سرورِ دنیا و دین | السلام اے خواجۂ ہر دوسرا
السلام اے مقتدار عارفان | السلام اے کاملانرا پیشوا
السلام اے فخرِ اسلافِ کرام | السلام اے زینتِ فقر و ولا
السلام اے محییٔ دینِ احمدی | السلام اے مبدئی ایمانِ ما
آلِ احمد سیدِ عالی جناب | قطبِ برحق شاہ ختم الاولیا
اے کریم ابن الکریم ابن الکریم | کامِ بخش عالم از شاہ و گدا
دے امام ابن الامام ابن الامام | بارک اللہ علیک المرحبا
ذاتت آمد رحمتِ پروردگار | ذاتت آمد شافعِ روزِ جزا
ہمسرِ تو جز تو باشد چون کسے | اے مقامت برتر از عرشِ علا
آسمان با اینہمہ قدرِ رفیع | آستانِ عالیت را جبہ سا
از ادب قدوسیان با صد نیاز | خاکروبِ روضہ ات صبح و مسا
کردہ از فیضِ تو حاصل عقلِ کل | مطلبِ ایجاد و ابقا و فنا
تا چہ گویم وصفت اے والا گہر | پایۂ مدحت کجا و قالِ ما
روئے رحمت از عنایت خود متاب | صدقۂ آنشاہ ختم الاولیا

ولہ

نسیم شو بریاضِ قدم بلند خرام | شمیم زان گلِ رعنا بدہ بروحِ مشام
کہ باغبانِ قضا از صنایعِ قدرت | بآب و رنگ خودش داد رنگ و بوئی تمام

نقل میںنے اپنے والد ماجد کی زبانی سنا ہے کہ (بہادر شاہ) کیتو مارہروی جو فن شعر سخن میں

اوستاد اوستاد وقت مانے جاتے تھے اونھون نے جلسۂ شب مین کسی اوستاد کے یہہ دو شعر پڑہے

ہر قطرہ خون کہ از دلِ گرمم برا وفتد	دوزخ شود چو قطرہ بکوثر درا وفتد
آہ این شہیدِ کیست کہ خونش زبان زبان	خیزد زخاک و برقدمِ خنجر اوفتد

اشعار سنتے ہی حکیم صاحب کی طبیعت گرم ہوگئی اوسیوقت ایک غزل لکھی جسکے چار شعر مجکو یاد ہین اور درج ذیل کئے جاتے ہین۔

سیلِ سرشکِ من کہ زچشم تر اوفتد	شور از نہادِ عنصرِ بحر و بر اوفتد
ازکوہ و دشت یکنفسِ آتشین شود	برقے کہ از دخانِ دلِ مضطر اوفتد
دیوانِ عشق خواندہ ام از مکتبِ جنون	اینجا کتابِ عقل و خرد ابتر اوفتد
می آور د زتیشہ سرِ کوہ کن بیاد	ہر صدمۂ کز عشق تو ام بر سر اوفتد

میکروستو اسمین شک نہین کہ اوستاد کے گرمئ سخن نے کوثر کے جگر مین آگ لگا دی ہے۔ پر حکیم صاحب کے نئے قلم کی آتش افشانی اور تراوش خامہ کی طغیانی نے بھی جہان کے جلا دینے اور عالم کے بہا دینے مین کچھ کمی نہین کی **تصوف وغیرہ** حقایق تصوف جفر و تکسیر پر بھی عبور تھا یہہ علوم علامہ وقت شاہ عبدالہادی مرید و خلیفہ سلطان المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے حاصل کئے تھے۔ حافظ مراد شاہ باشندہ خوشاب پنجاب جو اوسوقت مین جفر کے بڑے ماہر تھے اون سے بھی جفر مین تلمذ کیا تہا۔ اور حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت سے مرید و مستفیض تھے۔

تاریخ اس فن لطیف سے حکیم صاحب کو خاص دلچسپی تھی چنانچہ نہایت مفید تین کتابین مخصوص اس فن مین آپکی تصنیف کی ہوئی نظر افروز شایقین ہین جنکے دیکھنے سے آپکی وسعت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

طب سب سے زیادہ انکی طبیعت کو جس علم سے لگاؤ تہا اور جسمین خاص قابلیت اور عام شہرت پائی وہ طب ہے۔ اپنے پیر روشن ضمیر قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے موافق اس فن کا شوق کیا تو نفیسی ابتدائی کتابین

مولوی محمد عباس باشندہ بردوان صوبہ اوڈیسہ سے پڑہین اوپر کی کتابین انتہا تک (حضرت سید شاہ آل برکات ستہرے صاحب مارہروی) سے ختم کین اور فنون نظری وعملی کی خوب تکمیل کی ایک مدت اوستاد شفیق کے پاس اور نیز حکیم اسد علی کی خدمت مین مطب کیا حکیم اسد علی طبیب حاذق وہمدرس اوستاد تھے۔ بالجملہ انکی تجویز و تشخیص بے خطا تہی اور دست شفا ایزدی عطا تہی۔ ایک زمانہ معتقد تہا۔ عالم وجاہل سب انکے علم وعمل اور تجویز و تشخیص پر بہروسا کرتے تھے امرا و اعیان وقت اعزاز و تکریم کے ساتھ پیش آتے تا فضل وہمہ دان اوستاد کو انکی حذاقت پر ناز تہا۔ خاص خاص امراض واہم اعراض مین انسے مشورے کرتے اور انکی راے کو پسند فرماتے تھے یہ بات بالخصوص مشہور ہے کہ چھوٹے بچون کے علاج مین ملکہ منیر الوجود تھا

تصنیف وتالیف کتب بینی کا ہمیشہ شوق رہا اور اوسکے ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا ذوق رہا۔ تین کتابین فن تاریخ مین لکھین ایک (کاشفت الاخبار) اسمین ابتدا آفرینش عالم وآدم سے بحث کی ہے آثار انبیا اقوال اصفیا وحکما اذکار واشغال اولیا اصول اقسام علوم وفنون وحالات طبقات سلاطین اسلامیہ روے زمین نہایت خوش اسلوب طریقہ سے لکھی ہین یہہ کتاب کم وبیش چارسو اسی صفحہ پر ہے ہر صفحہ مین اکیس سطر ہر سطر طول مین سات انچھ۔

دوسری (آثار احمدی) یہہ کتاب خاندان (برکاتیہ) مارہرویہ کے بزرگون کی نادر تاریخ ہے۔ یہہ حضرات سادات صحیح النسب حسینی زیدی واسطے بلگرامی مارہروی ہین جنکے انوار وبرکات کا غلغلہ ملک سے ملکوت تک پہونچا ہوا ہے۔ اس کتاب مین خاندان مذکور کے بزرگون کے حالات اونکے مریدون کے جذبات آغاز حال سے فرجام کار تک باندازدلپذیر تحریر کئے گئے ہین۔

تیسری (سلسلہ عالیہ) اس کتاب مین اون شیوخ قریشی کا بطور سلسلہ نسب مذکور کیا گیا ہے جو بلقب (کینو) شہرت پذیرا ور چار سو برس سے قصبہ (مارہرہ) مین سکونت گزین ہین اس سے پہلے کوئی کتاب اس جماعت باکرامت کے حالات اور اس طرز خاص کی موجود نہ تہی قابل مصنف نے مردہ قوم کو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ایک کتاب فنون نظری وعملی طب مین نہایت جامع ومبسوط لکھی ہے۔ امراض۔ اسباب وعلامات۔ تدبیر وعلاج۔ قرابادین۔ مفردات۔ افعال وخواص ادویہ اوزان واعمال وصناعات ولغات

طبیہ کوئی بات اوٹھا نہین رکھی اسکے ہوتے ہوئے طبیب کو دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہین رہتی۔
ریاض احمد اوسکا نام ہے۔ اس کتاب کی ضخامت دوہزار اڑسٹھ صفحہ ہے ہر صفحہ مین اکیس سطر ہر سطر طول مین پانچ انچ **نظم**

نوشت است علم و عمل را بہم	بیاراسته فی المثل بوستان	بدانند اور ریاض حیات	طبیبان دانشور و عالمان
ز اسباب علامت بشرح تمام	قوانین حکمت نمودہ عیان	بہ تشخیص و تدبیر امراضہا	کتابے نباشد دگر مثل آن
	طبابت نبازد ز تالیف او	علالت گریزد ز تعلیم آن	

بالجملہ حکیم صاحب ایک روشن دماغ عالی خیال علم دوست و جامع الفنون تھے۔
عادات و خصایل نہایت حلیم سلیم نیک مزاج خوش صحبت طیب النفس وسیع الاخلاق ثقہ باوقار عابد متقی شب بیدار ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔ ہر خویش و بیگانہ کے ساتھ شفقت و مرحمت سے پیش آتے۔ دل آزاری ایذا رسانی کسی مخالف کی بھی گوارا نہین کی **شعر**

	مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن		کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست	

اس پر عمل رہا۔
شادی و اولاد حالات صغیر سنی کے دیکھنے سے ناظرین معلوم کر چکے ہین کہ انکی والدہ ماجدہ نے انکو پانچ مہینہ کا چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا تھا باپ ہی انکی پرداخت و پرورش کے متکفل تھے۔ لہذا شفیق باپ نے دلبستگی کے لحاظ اور خانہ آبادی کی ضرورت سے زیادہ عمر تک شادی کا التوا مناسب نجانکر عنفوان شباب مین قدم رکھتے ہی شادی کردی۔ شیخ ممتاز علی ابن محمد طالع ابن خیر اللہ جو وزیر محمد خان قانونگوی سے پانچوین اور خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے آٹھوین پشت مین معزز شخص تھے اونکی دختر نیک اختر کے ساتھ عقد شرعی ہوا۔ اولاد مین ایک فرزند رشید اور ایک دختر سعید ایزدی عطا ہوئی بیٹے کا نام نامی (حکیم امداد حسین) ہے جنکا ذکر ہم آیندہ کرینگے۔ بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا **فیض احمد** انکا پوتا اور انکی دختر نیک اختر کا نواسہ ہے۔
زمانہ نے کیسا ساتھ دیا مکان باغ زرعی املاک ترکہ پدری سے انکو ملی تھین حسب ایما پیر

روشن ضمیر اونھون نے طبابت کو اپنا ذریعہ معاش قرار دیا تمام عمر اسی پیشہ مین نہایت اعزاز و اعتبار و آسایش و وقار سے بسر کی - یہہ ظاہر ہے کہ لیل و نہار کی رفتار ہمیشہ یکسان حالت پر نہین رہتے۔ **شعر**

ڈھنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے	کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے

ایکمرتبہ شان رب قابض کا ظہور ہوا انسداد ابواب مداخل کیوجہ سے عسرت لاحق حال ہوئی اپنے پیر سے جو عارف باصفا تھے عرض حال کیا کرتے - حضرت نے فرمایا سفر کرو اور فلان مقام پر رہو تعمیل حکم کی گئی مگر ابھی جلوۂ شیونات رب باسط نہوا تھا - اونھون نے بلازمہ بشریت تنگ آکر عرضداشت لکھی اور یہہ شعر درج کیا **شعر**

نشناختہ بودم درے از غیر در تو	ما را بچہ تقصیر فلک دربدر انداخت

حضرت نے جواب مین تحریر فرمایا **شعر**

آ حیف عاقبت کار مرا پیر مغان	دربدر ساخت کہ واقف کند از ہر بابم

آخر مین بعد تسلی لکھا تھا گھبراو مت **مصرعہ** مردے از غیب برون آید و کارے بکند - چنانچہ قریب ایک رئیس وارد ہوا اوس کا بیٹا احتباس بول سے جان بلب تھا اطبا روقت ہر طرح کا علاج کرکے عاجز ہو چکے تھے کوئی تدبیر سودمند نہوتی تھی کسی نے انکی اطلاع کی فوراً بلائے گئے اور باندک حیلہ تدبیر مرض رفع ہوگیا اوسنے بہت نقد و جنس نذر کیا اور مدت العمر معتقد رہا اوسکے بعد فتوحات شایستہ ہوتے رہے - القرض اس فن مین معجز نما تھے امیر و غریب عالم جاہل سبکو اعتماد و اعتقاد تھا زمانہ سے انکے ساتھ بیوفائی نہین کی خوشحال و فارغ البال رہے مگر نہ ایسے کہ بڑے دولتمندون مین شمار ہوتا۔

وفات دنیا مین آنا جانے کا پیغام ہے **شعر**

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

بمقام (بین پوری) جو مارہرہ سے سمت مشرق چھبیس کوس کے فاصلہ پر ہے مولوی محمد حسن خانصاحب صدر الصدور خلف مولوی محمد محسن خانصاحب رئیس شاہجہانپور کے علاج کی غرض سے اقامت گزین تھے - قدیم سے عادت تھی کہ طعام شب تناول فرماکر سارے قضیون جھگڑون اور الشائی نفر درتوشتن

سے فارغ ہوکر نماز عشا پڑہتے کوچ کی رات وقت مین اتنی مہلت نہ تھی مضمون۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُم لَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔ پورا ہوچکا تہا لہذا طیاری سفر مین عجلت ضرور ہوئی دنیا کے کامون سے طبیعت نفور ہوئی خلاف معمول قبل از فراغ طعام نماز کا تہیہ کیا۔ یاران معاشر نے استعجابًا سبب تعجیل دریافت کیا فرمایا آج جی یون ہی چاہتا ہے۔ مسجد قریب تھی تجدید وضو کر کے دوگانہ تحیۃ الوضو پڑہنے لگے۔ اور سجدہ مین ایسے گرے کہ پہر نہ اوٹہے۔ سبحان اللہ حافظ شیراز کے شعر کی کیا اچہی تفسیر فرمائی گویا شعر کا مطلب بدیدۂ حال برار العین دکہا دیا۔ **شعر**

این جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست	روزے رخش بہ بینم و تسلیم او کنم

جب دیر ہوئی اور آستانۂ یار سے سر نہ اوٹہایا رفقا نے دیکہا او رقفس عنصری عنقا ر بلند پرواز روح پرفتوح سے خالی پاکر شور و شیون کیا۔ اور اوس مرغ ہمایون فال کے ہاتہ سے نکل جانے پر سر دہنا کف افسوس ملا آہ **سہ**

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال مے توان بہ تمنا گریستن

بائیسوین ۲۲ جمادالاولی ۱۲۶۵ھ بارہ سو پینسٹہ ہجری وقت عشا یہ حادثہ پیش آیا وہین مدفون ہوئے تہتر برس کی عمر پائی قویٰ ہر طرح صحیح و تندرست تہے۔

قطعہ تاریخ وفات از حکیم امداد حسین خلف ممدوح

حضرتِ ابو یٰ چو زین دارِ فنا	کرد رحلت داد بر دل کوہِ رنج
شد رقم سالِ وفاتش از دو طور	یکہزار و دو صد و دان شصت و پنج

دیگر از حضرت سید صاحب عالم صاحب رفتہ بقراط دہر وا ویلاہ ۱۲۶۵

امداد حسین طبیب خلف الرشید حکیم عنایت حسین مارہروی۔ نظم

آن طبیب لبیب مارہرہ	انتخاب اماثل واقران	طب مسیحی بحُسن تشخیصش
بہ ادار او مطب نازان	خوش دل و خوش مزاج و خوش اخلاق	شنا و ورا تخلصِ شایان
یافت در اسم با مسمّا یش	لفظِ امداد با حسین قران	یارب از جانب امام ہمام

باد امداد او بہر دو جہان | چہٹی رجب دوشنبہ کے دن صبح کیوقت سنہ ۱۲۱۲ھ بارہ سو بارہ ہجری عالم شہود مین آئے۔ انکے والد ماجد نے یہ قطعہ تاریخ ولادت لکہا ہے۔

قطعہ سال ولادت

یا بخت سعید شد تولد چون ماہ	امداد حسین عمرہٗ طال اللہ
از سال تولدش چو جستیم نوید	گفتا کہ مبارک ششم شہر اللہ

لفظ ششم شہر اللہ سے سین ولادت پیدا ہین۔ بڑے نامی گرامی و حاذق طبیب تہے طب علماً و عملاً اپنے قابل باپ سے پڑہی تہی اونہین کے پاس مطب کیا تہا معالجات مین فی المثل احیاء اموات کرتے تہے بڑے بڑے فاضل قانون دان اور قابل طبیبون کو مجمعون مین انکے سامنے بولنے اور بات کرنے کی کم جرات ہوتی تہی۔ نہایت وجیہ قد آور قوی بازو بارعب و طلیق اللسان تہے۔ جس مجلس مین بیٹھتے سب مین سربلند رہتے اور انہین پر نگاہ پڑتی۔ سیمار نورانی سے شان بزرگی اور فر مشیخت ظاہر ہوتا تہا۔ نظم و نثر خوب لکہتے تہے۔ سخاوت سیر چشمی عالی ہمتی فراخ حوصلگی انتہا کی تہی کبھی روپیہ کو ٹہیکر کی برابر بھی نجانا۔ فنون مکسوبہ و خصایص فطریہ کے ساتھ حسن قبول خدا داد حصہ تہا۔ حضرت قدوۃ الفقہا سند الکاملین سید شاہ آل احمد اچہے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفیض بیعت تہے حضرت مرشد کو انکے ساتھ لطف خاص تہا حضرت نے ایک خاص حالت مین اپنے منہ کا اوگال ایک گونگے کی زبان کہلنے کیواسطے اوسکے باپ کو دینا چاہا وہ نہ سمجہے باوصف صغر سنی اونہون نے لیکر فوراً کہا لیا۔ کہتے ہین کہ قدرت سخن سنجی و قوت معانی آفرینی و حسن کلام اوسیکا اثر تہا امرا علما۔ اطبا۔ فقرا۔ مشایخ ہر قسم کی صحبتون اور جلسون مین سر برآوردہ رہے۔ جلالت قدر ایسے تہے کہ رئیس و مرؤس کسیکو انکے خلاف مین یارائے گفتار نہوتا تہا۔ جب کبھی انکے جلسہ مین نواب الحکما علوی خان کا ذکر آتا اوسکی تعریف مین مبالغہ کرتے پر سا تہون ساتھ فرماتے علوی خان تو اب بھی موجود ہین مگر افسوس کہ محمد شاہ نہین۔ یون تو ہمیشہ ہی انکا مطب نمونہ اعجاز تہا سر سے پا تک ہر مرض کے علاج مین دستگاہ کامل تہی پر تپ کی شناخت و علاج مین خاص ملکہ تہا یہہ بات مشہور تہی کہ اقسام تپ کو پہلے دن معلوم کر لیتے ہین۔ الا بعض بعض علاج عجیب و غریب کئے ہین جو محض متعلق بفراست ہین۔

چنانچہ ایکبار کا ذکر ہے کہ ایک شخص کو جفاف اللسان عارض ہوا زبان وحلق کی رطوبت بالکل خشک
ہوگئی اکثر اطبا علاج کرگذرے کچھ ہوا نہین بالاخر انسے رجوع کیا گیا تدبیر بیسود ہوئی - ایک روز حکم دیا
کہ من دو من لیمو خرید کئے جائین اور متعدد آدمی مریض کے پاس بیٹھ کر تراشین چوسین چٹخارے بھرین
تعمیل کی گئی - جب قریب نصف کے لیمو کٹ گئے ایکبارگی مریض کے موتھ مین پانی بھر آیا اور پچکاری
سی چھوٹ گئی انصراف طبیعت سے مریض بھلا چنگا ہوگیا اور بہت خوشی ہوئی **دیگر** ایک مرتبہ ایک
سید صاحب کے ہان علاج کیا مریض کو غسل صحت ہوا جائزہ ملنے کی توقع تھی کہ میر صاحب کی بہو
یعنی لڑکے کی بیوی جو نہایت شرم والی حیا دار عورت تھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے
لگی یہانتک کہ معزز خسر جسکے سامنے حیا وادب نے معمولی بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی تھی اوسکو
روبرو زور زور سے ہنستی اور کسیطرح ہنسی بند ہی نہوتی تھی - جن بھوت پری سحر دیوانگی وغیرہ کے گمان
ہوئے بجائے شادی گھر ماتم کدہ بنگیا حکیم صاحب کی توقعات پر پانی پھرنے لگا مریض جس نے صحت
پائی تھی عورت کا عزیز خاص تہا حکیم صاحب نے ازروئے فراست آثار شادی مرگ پائے - عورت کا
بھتیجا تہا خرد سال اوسکے ساتھ عورت کو محبت بدرجہ عشق تھی حکیم صاحب نے پس چلون بیساختہ اوس
لڑکے کے سر میں چند قمچیاں جمائین کہ بلبلا کر زمین پر لوٹ گیا یہ دیکھکر عورت بے اختیار دوڑ کر اوس پر گری چھاتی
سے لگالیا پیار کرنے اور بہلانے لگی - خیال دوسری طرف رجوع ہوگیا اوس جان کس حالت سے سنبھل
گئی - اول تو میر صاحب اپنے ان بچے سے لڑکے کو بے خطا مارنے پر دل ہی دل مین آزردہ ہوئے حکیم
صاحب کا جبروت تہا کچھ کہہ نہ سکے لیکن پھر متنبہ ہوکر بہت ثنا خوان ہوئے اور خدمت شایستہ
بجا لائے - **دیگر** ایک نوجوان آدمی مطب مین آیا بظاہر معمولی زکام اور خفیف حرارت تھی نسخہ لکھدیا
وہ چلا گیا - حاضرین سے فرمایا یہ شخص تین چار مہینہ بعد دیوانہ ہوجائے گا - عرض کیا گیا کہ ابھی سے
علاج ہونا چاہیے - ہنس کر سرسری طور سے فرما دیا جو زندہ رہے گا کرے گا - بات آئی گئی ہوئی خدا کی
قدرت ایسا ہی واقعہ ہوا اوس مدت کے بعد اوسکو دیوانگی ہوئی اور زور و شور سے ہوئی اتفاق مشیت
یہ کہ اس اثنا مین حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا تہا بعد بہت علاج معالجہ کے مدت دراز مین وہ شخص اچہا ہو

آغاز حال مین گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری کی اور تحصیلداری تک کے عہدہ پر سرفرازی پائی پہر بخوشی خود ترک ملازمت کرکے طبابت کو شعار کیا کچھ ایام نواب جعفری بیگم صاحبہ رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد دختر نیک اختر نواب فضل علیخان وزیر شاہ اودہ کے یہان اور ایک مدت رانائے اودیپور کی ریاست مین یہ شغل طبابت بمواجب تین سو روپیہ ماہوار و تجمل حشم و حشم بسر کی بالآخر وہان سے بہی علیحدگی اختیار کرکے خانہ نشین ہوئے۔ ہر چند کہ اعیان وقت نے خواہش کی لیکن آزادی پسند طبیعت کیسی پابند ہوئی۔ اسی شغل مین تا پایان عمر نہایت وقعت کے ساتھ بسر کی اور اوراد و وظائف کے پابند رہے اور کچھ ایسے خوش قسمت تہے کہ تمام عمر کوئی صدمہ نہین اوٹہایا ہمیشہ زمانہ موافق رہا۔ کتب بینی کا شوق تہا اوس وقت چہاپہ خانون کی یہہ کثرت نہ تھی جو آج ہے۔ مطب بڑہا ہوا تہا بیشمار مریض آتے اور اوراد و اشغال کی اوقات منضبط یاران ہمصحبت و جلیسان خاص کے معمولی جلسے با اینہمہ مشاغل ذوق طبیعت و زور قلم سے جو نئی کتاب سامنے آتی جہٹ نقل کر لیتے۔ تفسیر عزیزی کی مجلدات تحفہ اثنا عشریہ کیمیائے سعادت مفرح القلوب طب الاکبر ریاض احمدی کی ضخیم جلدین اور دیگر کثیر التعداد کتابین جنہین دیکھکر ہم جیسے پست حوصلہ لوگون کے ہوش اوڑتے ہین اونکی دستی لکہی ہوئی موجود ہین۔ اسکے ساتھ تالیف تصنیف کا بھی مذاق تہا۔ ایک میلاد شریف رسول کریم ۲۔ سوم یہ (تلخیص الکلام) ایک رسالہ منظوم توضیح القرآن جسمین آیات رکوع حروف الفاظ زیر و زبر پیش وغیرہ اعراب قرآنی کی شمار بتائی گئی ہے۔ ایک رسالہ (ورد و وظایف احمدی) جسمین اعمال و اذکار و اشغال خاندانی جمع ہین۔ فن طب مین کتاب (ریاض احمدی) تالیف پدری سے بوجہ مرگ ناگہانی اونکی ناتمام رہگئی تہی اوسکو پورا کیا

مصرعہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صحبت مین چہوٹے بڑے امیر غریب عالم جاہل ہر قسم کے اشخاص معمولاً آتے الا باوصف رعب و وقار کے اخلاق و اشفاق اور ادائے کلام سے سب محظوظ اور خوش ہوتے ہر کسی سے اوسکی مذاق کے موافق کلام کرتے۔

وفات انکی سفر آخرت کے لئے بہی خدا نے ایسی صاف و شستہ سڑک بنادی تہی جو بلا خم و پیچ سیدہی جنت کو جانیوالی تہی۔ جب وقت رحلت آیا رمضان شریف کی چودہوین اچہے خاصے تندرست

دن کو روزہ رکہا ڈیڑہ پہر رات گئے نماز عشا پڑہنے کو مصلے پر کہڑے ہوئے نیت باندہی قرارت شروع کی خدا جانے اوسی حالت مین مثل لمعہ طور کیا جلوہ دیکھ لیا کہ بحسب خرّ موسی صعقا بے اختیار یکایک ناگاہ (گر پڑا موسی بیہوش ہوکر ۱۲) فرش پر گرے اور ایسے گرے کہ پہر نہ اوٹھے پانچروز تک حرکت نبض و نفس تو قایم رہی لیکن نہ اہل دنیا کی طرف چشم وا کی نہ کلام دنیا سے لب آشنا ہوئے۔ حقیقتہً پردہ اثنینیت اوٹھ گیا تہا اور اوسیوقت داخل بحق ہوگئے تہے۔ شمار النفاس مین جو کمی تہی اوسکو پورا کرکے رمضان کی بیسوین تاریخ ایک ساعت دن چڑہے ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی ہجری وہ حرکت دم بھی ساکن ہوگئی اور عالم قدس کو سدہارے اللہ اللہ شعر

حیات جاودان باشد چنین مرگ
اگر میرد کسے بارے باین مرگ

انکے ماتم مین ایک عالم خونچکان اور اشک فشان تہا تمام شہر پر اداسی چہائی ہوئی تہی امیر و غریب ہندو مسلمان ہر شخص کف افسوس ملتا اور سر دہنتا تہا۔ مارہرہ اپنے اسلاف کے خطیرہ قدیم مین مدفون ہوئے وفات کی بہت سی تاریخین لکہی گئی ہین جن سے سچے اوصاف بلا مبالغہ شاعرانہ ظاہر ہوتے ہین لہذا اونمین سے چند قطعات یہان ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔ ایک عزیز نے حضرت سید شاہ صاحب عالم مارہروی سے عرض کیا آپ زیادہ تاریخین کیون لکہتے ہین ایک دو قطعہ کافی تہا۔ فرمایا میان اس جوہر قابل کے اوٹھ جانی سے جب جی بہر آتا ہے اور سینہ جوش کرتا ہے بے اختیار کچھ زبان و قلم سے نکل جاتا ہے اور حق یہہ ہے کہ جو کچھ لکہتا ہون وہ اوسکے بیکم و کاست صفت ہوتی ہے شاعرانہ تکلف و اغراق کو ذرا دخل نہین ہوتا۔

قطعہ تاریخ وفات از حضرت مولانا سید شاہ صاحب عالم سجادہ نشین سرکار خرد مارہرہ

دریغا ز نیرنگئے آسمان
دریغا ز بیداد دور زمان

دریغا ز تقلیب لیل و نہار
دریغا ازین انقلاب جہان

دریغا کہ جمعیت ما گسیخت
دریغا یکے رفتہ از ہم سنان

دریغا ز گلہائے احباب ما
گلے ریخت بر خاک باد خزان

دریغا یکے از محبان خاص
نہان گشتہ از چشم ما ناگہان

دریغا حکیمی مسیحا نفس	بحکم قضا و قدر داد جان	مرکب کن ابعاد دریا حسین	سپس نام نامئے او را بخوان
دریغا گذشت آنکه بودی ببزم	تو اسنج چون بلبل بوستان	دریغا نماند آنکه در شهر بود	بگفتار طوطئ شیرین زبان
دریغا که رفت آنکه در دهر بود	بهر سو ز اوصاف او داستان	دریغا بمرد آنکه بیکره ذریست	بعز و به شان و بنام و نشان
دریغا چه شد آنکه مدحش کنند	چه خرد و کلان و چه پیر و جوان	دریغا کجا آنکه علم و فنش	نگنجد به تفصیل و شرح و بیان
طبیبی جلیلی لبیبی ادیب	دریغا سفر کرد ازین خاکدان	دریغا نیارد طبیبی چو او	بصد سال هم گردش آسمان
دریغا بتدبیر و تشخیص او	پزشکی نبود از کران تا کران	دریغا ز نسخه نگاری که بود	پئے عمر بیمار کلکش ضمان
دریغا عقیلی نموده رحیل	بدانائیش متفق عاقلان	دریغا فهیمی ز دنیا گذشت	ندارد کسی درک و فهمی چنان
دریغا ازان ناثر خوش کلام	دریغا ازان ناظم خوش بیان	دریغا ازان خوش خط خوش قلم	بقرطاس از خامه گوهرفشان
دریغا ازان شخص اخلاقمند	دریغا ازان مرد آداب دان	دریغا ازان خوش سلیقه سفیر	جهات آفاق را در میان
دریغا ازان پر فراست دبیر	سخنها بر آن گفته پیشش عیان	خجل از سخنهای رنگین او	گل و سنبل و لاله و ارغوان
دل اندیشه‌ام از ایچنان مے شکفت	که نه شکفتی از تختهٔ زعفران	وجاهت ثقاهت نباهت همه شان بزرگی	باو داد خلاق کون و مکان
زبس بود مسعود در طالعش	تو گوئی که سعدین کرده قران	عبادات آن نیک کردار را	توان گوش فرسودای سامعان
فرایض سنن واجب نافله	همه عمر مانده مواظب بر آن	باوراد و اشغال و اذکار هم	سرو کار او همچنان جاودان
ببزم مشایخ نشستی اگر	مشیخت شدی از جبینش عیان	مرتب اوراد او نسخهٔ	نگردد فراهم دگر همچنان
بفن طبابت کتابی عجیب	کریا شد ریاض احمدی نام آن	ز تالیف اسپانده بُد ناتمام	تمامش نموده آن بلاغت بیان
نوشته است علم و عمل را بهم	بیاراسته فی المثل بوستان	بداننده او در ریاض حیات	طبیبان دانشور و عالمان
ز اسباب علامت بشرح تمام	قوانین حکمت نموده عیان	به تشخیص و تدبیر امراض‌ها	کتابی نباشد دگر مثل آن
طبابت نیاز در تالیف او	علالت گریزد ز تعلیم آن	همه حال مرحوم منظوم شد	بجز یک که باقی بود نظم آن
ازان حال صدق و صواب اشتمال	قلم مے طرازد کنون داستان	که در خانه‌اش می ز چار پشت	سپرده همه در نماز اند جان
کرا مے یابد اینگونه دولت یارش	کرا این سعادت بود در جهان	چه خوش طالعانند این برفنکان	توان رشک بردن به احوالشان
شنیدی یا جمال این حال را	بتفصیل کن گوش ای نکته‌دان	که اقصر الله ان فر جد امجدش	فضیلت نشان قابلیت قران

برای ادای نماز عشا
شد استاده آن پیر وراستان

چو فتح اللہ آن جد مغفور او
بعلم و ادب انتخاب زمان

بگردید فوت ان ہمایون خصال
ہزار و دو صد سی و سه بیگمان

بورد و وظیفه بصوم و صلوة
شمارش توانگرد از عابدان

به حسن تدابیر او خلق را
رسوخی بدل اعتقادی بجان

ز ہفتاد بالا شده عمر او
قوایش صحیح و قوی ہمچنان

بجائی رسیده که در وزن شعر
نگنجد ز کا و اکیش نام آن

شبی در میان نماز عشا
ز مسجد بفردوس شد ناگہان

تصانیف معدود و خوب و لطیف
از و مانده خوش یادگار جہان

در آخر بماه صیام و بصوم
شد آماده کوچ ازین خاکدان

چنین فوتها در میان نماز
خدا کرده مخصوص این خاندان

عنایات او تا بروز جزا
شود شامل اینهمه دودمان

دریغا ازین وادی پیچ و راز
کمیت قلم باز پیچد عنان

ضعیفه نحیفه عفیفه زنش
ستوده ترین زنان جہان

به تسلیم و صبر و سکون و رضا
فرو بسته لب را از آه و فغان

دریغا ز غمہا ر انبای و بنت
نه حد و حساب است نی حصر آن

خدایا بده صبر آنجمله را
بیفزای بر صبرشان اجرشان

دعا میکنم بہر شان بر زمین
ملایک بر افلاک آمین کنان

کند شرح غمہای آنہا رقم
قلم را چه یارا چه تاب و توان

که شلش شد بار و فلک در وجود
انیس بصدق و صفا توامان

دریغا که رفت از کف روزگار
چنین گوهر بی بها رایگان

همان دم بگلگشت باغ بهشت
شده روح پاکش ز قالب روان

در آمد بتحریر فرض فجر
شده واصل زمرهٔ قدسیان

ازان پس پدر وی عنایت حسین
حکیمی سرافراز با عز و شان

بفن شریفه طبابت چو او
ندیده و نه بیند کسی در جہان

شدی بر طبیبان چو مشکل علاج
گشادی گره آن خدا داد نشان

ز بہر پدر اوی صدر الصدور
دو منزل ز بارہ گشته روان

در آنجا ز انفاس او فیضہا
بصدر الصدور و بدیگر کسان

ز ہجرت ہزار و دو صد شصت و پنج
سن رحلتش را بیابی نشان

چو پور کمالات گنجور او
گزو شد رقم حال صدق اقتران

چو فرجد و اب در نماز عشا
بگردید راہی بسوی جنان

بر ارواح انجمله دارد نزول
ز درگاه حق رحمت جاودان

دریغا صفتہا ر بسیار او
نگنجد درین ظرف اندک بیان

دریغا کنون خامه با درد و غم
نماید رقم حال وابستگان

ز مرگ چنین شوهر نامور
فتادش بسر طرفه کوه گران

ز بعد پدر سایهٔ او شواد
شرف بخش اولاد طول زمان

ز فریاد و زاری آن الخدر
ز آه و ز افغان شان الامان

بماناد تا حشر نسل همه
خوش و خرم و شادمان کامران

دریغا ز حال قریبان او
الم سفته در سینه شان سنان

دریغا ملال دلم صاحبا
ز فوت چنین زبدهٔ دوستان

فغانم بخیزد ز سینه چرا
سرشکم نریزد ز دیده چسان

کنون تا که باقیست ما را حیات
بود یاد او مونس ما بجان

زیاران مارہرہ و بلگرام — روان شد بسوی عدم کاروان
فراہم کند ما ہمہ را بخلد — رب مستغفات وحق مستعان

۸۲ ھ ۱۲   ۸۲ ھ ۱۲

قلم سال این یار مارہروی — رقم زد عجب یار خلد آشیان
زرضوان شنیدیم تاریخ او — گلے نو بیامد بباغ جنان

رفت آنکہ زلب شکر فشاندے — گفتے شیرین کلام ہر گاہ
تاریخ جزاین کسے چہ گوید — تخفے گویا نماند صد آہ

وادریغا شد روان از دار فانی ناگہان — آنکہ در طب بود بروے اعتقاد خاص و عام
سال تاریخ از سر پاس است صوری معنوی — یکہزار و دو صد و ہشتاد و دو ماہ صیام

ایضا از تراوش خامہ چودہری عبد الغفور سرور مارہروی

زبیداد از حسد زیاد فلک — عجب واقعہ داد رو یا نصیب
بہ مارہرہ پیش آمد آن حادثہ — کہ شد غمزدہ ہر قریب و بعید
باندوہ و درد و بہ رنج و غم اند — شریف درذیل دامیر و غریب
ز دار فنا رفت داحسرتا — ہمایون معالج خجستہ طبیب
بہم آور اعداد را با حسین — گل نام او تا کند نشر طیب
باخلاق و آداب خوب و خوش — کجا در زمانہ خلیق و ادیب
بہفتاد و یک سال عمر عزیز — بسے کردہ طے از فراز و نشیب
خردمند عہدے کہ مانند او — نبود و نباشد عقیل و ادیب
بعلم و ہنر ہم بنام و نسب — و را امثال و اقران حسیب و نسیب
مسیحا دمے کش توان وصف کرد — کہ او بود نایب مسیحا نبیب
زقیمت فتادہ پس از مرگ او — چہ مشک وچہ عنبر چہ عود صلیب
جگر خون حنا را ز غم بر زمین — بخون غرقہ بر چرخ کف الخضیب
نام شمارہ ۱۲۶
بہ بستم ز ماہ صیام آنجناب — بعزم سفر کرد پا در رکیب
مہ صوم شد چون مہ فوت او — بفردوس اعلی رود بے حسیب

سرورِ حزین راز سوزِ غمش	جگر پر شرار است و دل پُر نہیب
بیادِ عنایات و الطاف او	کشد ہر زمان نالہ چون عندلیب
نداند درین درد و غم چارہ را	بلب باشدش النصیب النصیب
قلم بہر تاریخ چون برگرفت	رقم زد دریغا طبیب لبیب
دعا میکند بہر او بر زمین	دعایش اجابت بکن یا مجیب

ولہ

دریغا ازین دار ناپایدار	فلاطون سفر کرد و بقراط رفت
سنہ عیسوی گفت کلکِ سرور	کہ در جنت از دہر بقراط رفت

ولہ

جنابِ قبلہ امداد حسین آہ	نماند و فخر نا فدفات گفتم
سن فصلی بتاریخ وفاتش	طبیبِ حاذقِ صہبا ست گفتم

حکیم صاحب نے پانچ فرزند دانشمند چھوڑے سب صاحبِ اولاد ہین۔ طبابت کا سلسلہ انکے خاندان مین ابتک موجود ہے۔

حکیم ابو صالح انکے پوتے خلف حکیم احمد سعید جوان خوش فہم خوش تقریر روشن ضمیر عالمِ طب مین نکتہ رس مرجع و معتقد علیہ خواص و عوام ہین اور فیض خاندانی انسے جاری ہے چنانچہ بسبب طبیعت امداد فطرت نہی اپنے قابل ہوشمند دانشور چچون سے تعلیم فن پائی ازل آورد شوق سے مشق مطب بڑہائی۔ ذیلعلم معمر تجربہ کار نامور طبیبون نے مثل حکیم (اعظم خان) رامپوری طبیب ریاست پٹیالہ مولف رموزِ اعظم و اکسیر اعظم وغیرہ و حکیم (اصغر حسین) فرخ آبادی جو علوم و فنون مین صاحب تالیفات رشیقہ اور ہر قسم کی قابلیت مین مشہور و معروف شخص ہین اس نوجوان ہونہار کی تشخیص و تجویز کو بعد امتحان و تجربہ خوب جانچ کر بنظر اعتبار دیکہا ہے۔ حکیم اصغر حسین تو یہانتک بہروسہ کرنے لگے تہے کہ اپنے ایک عزیز خاص کے معالجہ مین خود انکو بلاکر

انکی رائے و شوری پسند کرکے اوسکے انمول اور پیاری جان انکے ہاتھ مین دیکر خود دست کش ہو بیٹھے اور اخیر تک انکی تدبیر کے پابند رہے تقدیر نے تدبیر کے ساتھ مساعدت کی اور خدا نے شفا دی۔ حکیم صاحب بعض موقعون پر یکجا ہونے کی وجہ سے انکی طبیعت و فکر کا اندازہ کر چکے تھے۔ حکیم اعظم خان نے اول ہی ملاقات کے ایک معرکہ مین ہر طرح علمی و عملی شغل کے بعد بکمال انصاف پسندی کے بے اختیار اپنی چھاتی سے لگا لیا نہایت خوش ہوکر اپنی تصنیف کی ایک جلد ہدیہ دی اور کہا تھا پاک ظاہر فرمایا خداوند تعالیٰ اس یادگار سلف کی عمر و علم و اقبال مین برکت دے۔

حکیم الطاف احمدؒ حکیم امداد حسین مارہروی کے پہلے بیٹے عالی ہمت فراخ حوصلہ پر مذاق زندہ دل خوش تحریر خط عربی و نستعلیق مین شیرین رقم طبیب حاذق معتمد روزگار پابند صوم و صلوٰۃ و ورد و وظایف تھے۔ طب اپنے قابل باپ دادا سے پڑھی تھی۔ ابتدائً نواب جعفری بیگم صاحبہ کی سرکار مین انتظام علاقہ پر مامور رہے۔ پایان عمر مین وہان سے قطع تعلق کرکے طبابت پیشگی مین بعزت بسر کی ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین پیدا ہوئے **فضل الرسول** اسم تاریخی ہے شب دہم جمادی الاخر روز چارشنبہ سن تیرہ سو ہجری سنہ ۱۳۰۰ھ آدھی رات کیوقت بعد ادائے نماز عشا تسبیح پڑھتے ہوئے بعلہ مرض تپ انتقال کیا۔ **قطعہ تاریخ وفات ریختہ قلم اندوہ رقم منشی بہادر علی صاحب کنبو مارہروی جو انکے اور اونکے اخوان باصفا کے حالات کا فوٹو ہے** درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

چرا نخون جگر گردد از دو دیدہ روان	چرا نشود نہ دل مضطرب بسینہ طپان
چرا تحمل و صبر و توان ز دل نرود	چرا زبان نکند آہ و نالہ و افغان
چرا ز آتش اندوہ و غم نہ سوزد دل	چرا جگر نشود چون کباب بریان
چرا ز غم نشود سوزش جنون پیدا	چرا نہ جیب شود تار تار تا دامان
چرا نہ خاک شود جان ز رار تپ دل	چرا ز سینہ نہ برخیزد آہ شعلہ فشان

که بود آنکه چنین زار و سوگوارم کرد ‌ ‌ ‌ که بود آنکه مراد او درد بے درمان
که بود آنکه وفاتش ز سر ربود خرد ‌ ‌ ‌ که بود آنکه ز تن رحلتش ربود توان
که بود آنکه فراقش نمود زار و حزین ‌ ‌ ‌ که بود آنکه ز هجرش شکسته گشت روان
شنو که نام بد الطاف احمدش مشهور ‌ ‌ ‌ رواست اینکه برین نام جان کنم قربان
اجل رسید بش و کرد از جهان سفر افسوس ‌ ‌ ‌ برفت خرّم و خندان روان و دل بجنان
دریغ رفت مسیحائے دهر از عالم ‌ ‌ ‌ دریغ عیسیٔ دوران گذشته شد ز جهان
به فن طب چو خود در جهان نظیر نداشت ‌ ‌ ‌ صفات اوست در بیناب خارج از امکان
گرفته بد ز اب وجد خویشتن تعلیم ‌ ‌ ‌ که بود یکسیاک از بین هر دو بو علیٔ زمان
بسا کسان که در امراض مهلکه بودند ‌ ‌ ‌ بمثل فالج و لقوه تپ دق و خفقان
بسا مرض که به فهم کسے نه آمد ‌ ‌ ‌ که بود در رائے اطبا بدرک آن حیران
علاج آن همه کرد انچنان برائے سلیم ‌ ‌ ‌ که از مرض به تن کس نماند نام و نشان
بلطمه بازئے امواج بحر پیشهٔ طب ‌ ‌ ‌ گذشت گوهر عمرش با آبرو د لیشان
مرا بخدمت او اتحاد صادق بود ‌ ‌ ‌ هم او بمن نظر مهر داشت از دل و جان
صباح و شام شب و روز همدگر بودیم ‌ ‌ ‌ بروئے مهر باحوال همدگر پرسان
بهم نشینئے و هم صحبتیٔ و همنفسی ‌ ‌ ‌ بچشم خلق تو گویی دو قالب و یک جان
کنون مگر که نیم آه من هیچ شمار ‌ ‌ ‌ بمانده ام به تن زار یاد و لخت روان
بصدمهٔ که شدم مبتلا ز مردن او ‌ ‌ ‌ دلم بداند و یا من و یا خدائے جهان
بوصفهائے دگر بود متصف بشنو ‌ ‌ ‌ رقیق قلب گدا دوست واقف عرفان
اگر به مجلس وعظ و نصایح بنشستی ‌ ‌ ‌ بذوق و شوق شنید و میشدی نالان
کسے گدا چو به پیش آمدے دریغ نبود ‌ ‌ ‌ ز کفش یا ز زر پوشیدنے ز نقد و زنان
نماز فرض و نوافل مدام کرد ادا ‌ ‌ ‌ کهے نکرد قضا بود صاحب عرفان

درود ورد دعاها مدام میخواندے
گہے نہ ترک نمودے تلاوتِ قرآن

شب وفات نماز عشا ادا فرمود
نمود نام خدا تا اخیر ورد زبان

روا است اینکہ ہمہ عمر ماتمش سازند
عزیز و یار و زن و مرد و طفل و پیر و جوان

زحال زار شنیدی بکن صفاتش گوش
کہ تا شود ہمہ حالش بخاطر تو عیان

بدانکہ پنج برادر بُدند نیک صفات
بہم چو پنج حواس اندرون جسم زمان

ہمہ شناور بحر فنونِ دانائی
ہمہ سیاہ زمیدان دانش و بُرہان

کنم بہ تیغ قلم جوہر جمیع رقم
دُرِ حقیقتِ ہر یک کشم بسلک بیان

چہار ازین بسن و ماہ و سال کم بودند
ہر این خجستہ نفس بود از چہار کلان

چقدر بودند آستہ ام بہم الفت
یکے زفرطِ محبت بدیگرے قربان

ضرورتا چو فتادے یکے بہ مشکلہا
شدے شتاب ز امدادِ دیگرے آسان

چنانکہ بود با جماع پنجتن سرور
بخویش برد ہمان قدر حسرت و حرمان

کہ پیش او سہ برادر جوان برفتند
شگفتہ و تر و تازہ چو گل بباغ جنان

یکے ز پنج کہ بود او علی حسین بنام
کلان بہ عمر ز یک کہتر از دگر اخوان

برفتن او ز ہمہ پنجتن ربود سبق
کہ زد بگوے حیاتش بداخلِ چوگان

دوم کہ کرد وداع اینجہان فانی را
ز دو برادر خود بود خرد از دو کلان

بہ احمد و بہ سعید است نام او مشہور
تو باؤ و اؤ ز ہم کن جدا و نامش خوان

سوم کہ رفت ز دار فنا بدان نامش
حسین آخر او ہست و اولش سلطان

ز ہر چہار دگر بود این خجستہ صفات
بسن صغیر و لیکے کار آزمودہ جہان

چہارم اینکہ کنون شد از و جہان خالی
پُر است از مئے خون غمش خُم دوران

کنون ز پنج تن پاک ماندہ است یکے
بفعل ہمچو فلاطون بنطق چون سحبان

فہیم عاقل و دانا و ذکی و دور اندیش
عدیل نیست مرا در اکسے درین دوران

به‌ انتخابِ قوانینِ عهدِ انگریزی — مقابلش وکلا همچو طفلِ بیجا ان
بسوئے سهل شود رهنما به نیتِ نیک — به مشکلے که صلاحًا از و شوی پریشان
به فنِ طب مرا این راهمیتو اندانست — که هست رشکِ ارسطو و ثانئ لقمان
ز واقعاتِ وفاتِ برادرانِ چهار — بچار عنصر او راه یافته نقصان
ز فرطِ رنج و الم گشته ناتوان و ضعیف — که یادِ جان شدگان هر دم است کاهشِ جان
کفیلِ حاجتِ پس ماندگانِ مرحومین — همین ستوده صفت راهمی شمرد توان
مرا این ستوده که دلدار احمد است بنام — خدائے عز و جل داردش بحفظ و امان
اگرچه صبر محال است اندرین حالت — بهیچ نوع نگردد بهر کسے آسان
بمقتضائے خرد لیکن این یگانۂ دهر — زبان کشاده بشکر و به بسته لب ز فغان
دلا تو نیز بکن صبر و با قضا مستیز — زبان به بند و ز آه و فغان مشو گریان
به فاتحه و درود و دعا بکن یادش — که مستقر او شود بروے رحمتِ یزدان
پس اے بهادرِ غمگین تو بیں سالِ وفات — ۱۳۰۰ طبیبِ رشکِ مسیحا بحق سپرد روان

حکیم دلدار احمد خلف دوم حکیم امداد حسین مارهروی بائیسوین (۲۲) رمضان المبارک سنہ ۱۲۳۹ بارہ سو انتالیس ہجری کو عالم شہود مین قدم رکھا لفظ (والاختر) سے اس سال ہمایون کے عدد نکلتے ہین۔ علم و عمل طاعت و ریاضت مین ہم پہلوے اسلاف ستودہ اوصاف تھے کبھی سخت سے سخت اضطراری حالت اور جان گسل امراض مین بھی فریضہ قضا نہین کیا۔ مدت العمر تلاوت قران ورد یمانی و تسبیح وغیرہ ناغہ نہین ہوا۔ فنون نظری و عملی طب مین جو اپنے باپ دادا سے حاصل کیا تھا طبیب عدیم النظیر اور معالج روشن ضمیر تھے نسخہ بہت کم قیمت کا لکھتے کوڑیون کی دوا سے روپیون کا کام لیتے قابل اوستاد و ہمہ دان باپ باہمی یکجائی کے زمانہ مین علاج سے دستکش ہو جاتے اور نہایت شفقت سے فرمایا کرتے تھے کہ منجھلے میان کے آجانے سے ہمکو بہت آرام ملتا ہے وہ ہمارا سب بار اوٹھا لیتے ہین۔ خلقت کو بھی ان سے بیش از حد اعتقاد اور اس فن خاص مین انپر نہایت اعتماد

تہا - اسی پر منحصر نہین دینی دنیوی ہر کام مین فکر صائب اور ذہن رسا پایا تہا - قوانین عدالتہا انگریزی ورلیط وضبط معاملات مین اعلیٰ درجہ کی سُوجھ بُوجھ تھی عقلا آپسے صلاح لیتے بحسب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ[1] ہر شخص کو مشورہ نیک دیتے وبحکم اَلصُّلْحُ خَيْرٌ[2] - وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ[3] - وَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ[4] رفع خصومات و دفع منافشات مین سعی بلیغ فرماتے تہے - دیانت صداقت سنجیدگی پر لوگونکو ایسا بہروسا تہا کہ فریقین متخاصمین بڑے بڑے پیچیدہ وسنگین معاملات مین منحصر علیہ حکم قرار دیکر آپکی تجویز وفیصلہ پر بخوشی راضی ہوجاتے تہے اور جو کچھ زبان اعجاز بیان وکلک معجز سلک سے نکلتا ہر فریق اپنے لئے نسخہ کیمیا سمجہتا تہا ؏

ہوگیا دلپہ نقش جو لکھا ۔۔۔ قلم اوس کا تہا اور اوسکی دوات

انکے بعد کوئی ایسا نیکدل پاک نہاد باا ثر معاملہ فہم اور مقبول پنچ شہر مین نہین پایا گیا جو گھر بیٹھے ہوئے آپس کے جہگڑے چکاکر قوم کو کشمکش عدالت ومصارف بیجا اور مصائب جانفرسا سے بچالے ؏

ملک یکسر ہوا ہے بے آئین ۔۔۔ اک فلاطون نہین جو یونان مین
ختم تہی اک زبان پہ شیرین ۔۔۔ ڈہونڈہنے کیا ہو سیب بستان مین

ہر نزاعی موقعون اور خستہ حالتون مین اس دانشمند مصلح اور مشفق طبیب کی یاد ہوتی ہے شعر

کوئی ویسا نظر نہین آتا ۔۔۔ وہ زمین اور وہ آسمان نرہا

ہم انکی قانونی قابلیت ومعاملہ فہمی کے نسبت کچھ زیادہ لکھنا نہین چاہتے فاضل حکام ہائی کورٹ کے چند فقرے نقلاً نذر ناظرین کرتے ہین جو ہمارے اثبات دعوی کی دلیل واضح وبرہان ساطع ہین بابو چنی لعل ساہوکار جنکی سرکار مین حکیم صاحب کو مختارانہ تعلق تہا اونکی بیوی (مسماۃ چینی کنور) کی جانب سے بغرض رفع قضایا آیندہ وحق رسی مستحقین کی تقسیم وتحفظ جائداد کی ایک دستاویز تملیک نامہ ۲۱ - جون ۱۸۰۸ء کو حکیم صاحب کی رائے وتجویز ودست وقلم سے لکھی گئی کچھ عرصہ کے

---

[1] ترجمہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے ۱۲ [2] ترجمہ صلح اچھی چیز ہے ۱۲ [3] ترجمہ صلح کرو آپسین ۱۲ پارہ ۹ سورہ انفال - [4] ترجمہ اور اگر دو فرقہ مسلمانون کے آپسین لڑپڑین تو اونمین ملاپ کرادو مسلمان باہم بہائی ہین سو ملادو اپنے بہائیون کو ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات -

بعد ایک فریق کی طرف سے دیوانی مین دستاویز مذکور کی منسوخی کا دعویٰ دایر ہوکر عدالت العالیہ ہائی کورٹ الہ آباد تک نوبت پہونچی اس مقدمہ مین ہمہ دان حکام نے نہایت بسیط وطولانی تجویز لکھی ہے لیکن ہم اونہین فقرات کا اقتباس کرتے ہین جس سے ہمارا مقصود ہے اور وہ حسب ذیل ہین

"اب ہم دستاویز مورخہ ۲۱-جولائی ۱۸۸۶ء کا ذکر کرتے ہین جج ماتحت کی اس رائے سے کہ وہ کاغذ وصیت نامہ ہے ہمکو کلیتہً اختلاف ہے یہہ دستاویز صریحًا نہایت دانشمندی وقابلیت کے ساتھ طیار کی گئی ہے اوس سے زیادہ عقل وہنر سے یہہ دستاویز مرتب کی گئی ہے جیسی کہ معمولاً دستاویزات اضلاع بیرونی اس جزو ہند مین طیار کی جاتی ہین یہ دستاویز اسٹامپ قیمتی ا عـــہ پر تحریر کی گئی ہے وصیت نامہ کے لئے کوئی اسٹامپ ضرور نہین[1]"

ہرچند کہ متاع دنیا سے خداوند تعالیٰ نے بہرمندی دی تہی پہر بہی سادگی سلامت روی بے تکلفی آپکا شیوہ تہا دنیا کے عروج کو بڑی بات نہ سمجہتے تہے طلب مال وحُبِ جاہ مین کبہی افزون طلبی نکی ہمیشہ قاعدہ کو فائدہ پر مقدم رکہا حفظ وضع وپابندی اوقات کا ہر حال مین خیال تہا کار امروز را بفردا مگذار پر پورا عمل رہا غربا اور اہل استحقاق کے ساتھ سلوک کرنے مین کشادہ دل تہے اپنے نفس پر تنگی کرتے مگر عزیزون ومستحقون کی کلفت دیکھ نہ سکتے داد ودہش مین اخفا مدنظر رہتا ہرگز نمایش نہ چاہتے متانت واستقلال ایسا کہ کبہی کسی مشوش حالت پر گہبراتے نہ تہے کوئی بدی کرتا تو بوجہ کمال وقار کے درپے انتقام نہوتے اور مراعات سابقہ بدستور مرعی رکہتے یہانتک کہ وہ خود بخود نادم ومخجل ہوجاتا فرمایا کرتے تہے ہرگاہ بد اپنے افعال ذمیمہ سے باز نہین آتے نیکون کو نکوکاری سے کیون درگذر ہو ؎

خیرے کن ای فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

[1] پتہ مقدمہ بابو گلزاری لعل ودواکہا کنور اپیلانٹ بنام مساۃ چتی کنور وغیرہ رسپانڈنٹ نمبرہ ۵ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۷-اپریل ۱۸۹۱ء باجلاس انریبل سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس وانریبل جی ای ناکس صاحب جسٹس۔

نزلہ حار کا دایمی خلش تہا اور بھی امراض جان گسل اکثر مخل صحت اور عافیت سوز رہے غذا قلیل جسم نحیف کاروبار عدالت کا تعلق مریضون کا ہجوم اہل حاجت کی کثرت با اینہمہ سیر کتب اور تحریر کا شوق تہا کسی حالت مین مطالعہ و تحریر کتب سے معطل نرہتے۔ دست و قلم مین زور تہا بڑی بڑی ضخیم کتابین بہت جلد لکھہ لیتے تہے۔ تالیف کا بھی چسکا تہا۔ چنانچہ گلزار احمدی و گلشن احمدی فن طب مین لکھی۔ عبارت خطوط بہت سلیس و متین قلم برداشتہ بے تامل فارسی مین لکھتے تہے۔ تہوڑے سے رقعہ اس بندہ ناچیز نے یکجا جمع کردئے ہین انشار فیض احمدی اوس مجموعہ کا نام ہے۔ سوائے ایک سرکار کے دوسری جگہ آپکو اتفاق ملازمت نہین ہوا۔ آغاز شعور سے اتمام حیات تک نواب جعفری بیگم صاحبہ بنت نواب فضل علی خان وزیر شاہ اودہ و کدبانوی نواب محمد علی خان عرف نواب دولہ دہلوی جو رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد و مالک علاقہ وسیعہ و صاحب تجارت کثیرہ تہین اونکی سرکار مین تعلق رہا بیگم صاحبہ ممدوحہ اور بابو چہوٹے لعل و بابو بنی لعل مدار المہام و کارپردازان ریاست و سرکار تجارت کی طرف سے مختار عام تہے عدالت العالیہ صدر دیوانی و نظامت ہائی کورٹ کے مقدمات کی پیروی و نگرانی آپکے متعلق تہی۔ اسی غرض سے بلدہ اکبرآباد دار القیام رہا دیگر اضلاع کی عدالتون مین جو بڑے و اہم معاملے دایر ہوتے اور عقدہ ہائی مالاینحل پیش آتے اونکی اصلاح و گرہ کشائی کیواسطے امداد اوجانا ہوتا تہا تمام عمر اعلیٰ درجہ کی عزت و اعتبار کے ساتھ بسر ہوئی آپکی خیر خواہی نیک اندیشی راستی معاملہ شناسی کاروانی حق پسندی کا آقا کے دلون پر سکہ جما ہوا تہا۔ نیز جس شخص کو آپ سے ذرا بھی تعلق ہوا وہ آپکی کمال نیک نیتی اور مجموعی قابلیتون کی وجہ سے آپ پر پورا بہروسا رکہتا تہا۔ آخر عمر مین تعلقات دنیوی سے کراہت بڑہ گئی تہی عبادت و مطالعہ کتب حقایق کی جانب زیادہ اشتغال ہوگیا۔ عزیز بہائیون کے بیوقت مرنے کا الم نیکبخت بیوی کی موت کا صدمہ اعلال جسمانی اضمحلال قوی سوہان روح ہوگئی۔ فلیضحکو قلیلاً و لیبکو کثیراً کا مضمون اثر کر گیا اور موتو قبل انتموتو کی تصویر بن گئی تپ لاحق ہوئے چہہ مہینہ علیل رہے مرض موت تہا علاج سودمند نہوا یکم محرم روز جمعہ سنہ ۱۳۰۱ تیرہ سو ایک ہجری بعد ادائے نماز صبح تسبیح پڑہتے

اور نام حق لیتے ہوئے داعی اجل کو لبیک اجابت فرمائی اور واصل بوصال حق ہوئے۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ ایسا شخص جو ایک زمانہ کا سازگار ہو جسکے غم مین اغیار اشکبار و ماتم دار ہوں
اوسکے مرگ اور دائمی مفارقت کا وقت بدنصیب اولاد کے لئے کیسا بلاخیز و قیامت زا وقت ہے
کیا کہوں کہ جان حزین پر کیا گذرے شعر

بر شمع نرفت از اثر آتش دل سوز		آن دود کہ از سوز جگر بر سر ما رفت	

اخیر مین دو خواہشین تہین ایک جمعہ کا دن دوسرے اس بندہ ناچیز کی موجودگی جو بپابندی ملازمت
التزاماً نہو سکتی تہی رحیم مطلق کی رحمت کاملہ سے دونو مرادین حاصل ہو گئین مجکو آخری وقت
کی خدمات کی سعادت حاصل ہوتی تہی رحلت سے ایک روز قبل حاضری کا اتفاق ہو گیا اور اگلے
دن جمعہ کو انتقال ہوا۔ شدت مرض و ضعف و نقاہت سے نشست و برخاست کی طاقت
نرہی تہی الا دم واپسین تک خیالات رفیع اور فکر وسیع بدستور تہی۔ آخری وقت تک تلاوت
قرآن مجید و نماز فریضہ و اوراد معمولی قضا نہوئی آخر مین چارپائی پر لیٹے ہوئے نماز پڑہی تہی بنصایح
شرعیہ و مواعظ حکمیہ سے حق شفقت پدری و اخوت اسلامی اولاد و عزیزون کے ساتھ ادا کیا اور براہ
مآل اندیشی نظر بحالات زمانہ واسطے رفع قضایا ما بعد باہمی اولاد کے تقسیم ترکہ کرکے وصیت نامہ
لکہدیا اور حسب ضابطہ گورنمنٹ انگریزی رجسٹری سے اوسکی تکمیل کرادی چنانچہ اوسی پر عمل ہوا
ماہ شوال سنہ ۱۳۱۰ تیرہ سو ہجری مین نہر زبیدہ خاتون کی مرمت کے چندہ مین سو روپیہ
مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً کو روانہ فرمائے۔ ایک پختہ کنوان اپنے خطیرہ مین لب سڑک تعمیر کراکر
اپنے مان باپ و بیوی کے نام پر وقف کردیا۔ جنگ روم و روس کے زمانہ مین سات سو تیرہ
روپیہ چندہ کرکے مجروحان و ارامل و ایتام ترکیون کی امداد کے واسطے قسطنطنیہ بہیجا یہ چندہ
تمام ہندوستان سے حسب مرضی گورنمنٹ بہیجا گیا تہا خود گورنمنٹ انگلشیہ اور یورپین لنڈن
نے امداد مجروحان ترک مین فیاضی و اولوالعزمی ظاہر کی تہی اکثر شریف لیڈیون نے براہ ہمدردی
انسانی زخمیون کی مرہم پٹی کی خدمت بخوشی خود اپنے ذمہ لی تہی۔ غرض حیات مستعار سے حظ

وافر اوٹھایا اور نام نیک صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑا ایک زمانہ آپکا مرثیہ خوان اور یاد کنان ہے اکثر اصحاب روزگار نے تواریخ وفات نظم کی ہین جس سے سچے اوصاف آپکے ظاہر ہوتے ہین ۔

قطعہ تاریخ وفات از نتایج طبع منشی بہادر علی کنبو مارہروی

دردِ دل با کہ توان گفت کہ دلدار نماند	آہ صد آہ طبیبِ دلِ بیمار نماند
یعنی از دارِ فنا رفت چو دلدار احمدؐ	ذرہ ہم کیفیتِ ماندنِ این دار نماند
پائے دل گشت ز خارِ الم و رنج فگار	بہ سر مہر و محبت گلِ دستار نماند
حیف و صد حیف رفیقے و شفیقے و انیس	جان بحق داد کسے یار و مددگار نماند
خاست یکبار ہمہ لطف نشست و برخاست	مزہ ہم سخنی لذتِ گفتار نماند
چون نیفتد بجہان غلغلۂ ماتم او	کہ درین دہر چو او عاقل و ہشیار نماند
از کہ پرسیم کنون رسم و رہ روئے صواب	ہادئے راستیٔ و قافلہ سالار نماند
اقربا را کہ از و بہرہ وری حاصل بود	رفت او بر سر شان حیف کہ غمخوار نماند
بزبان و بقلم سہلِ کُن مشکلہا	ہمچو او ہیچ کسے حیف کہ زنہار نماند
ماندہ با عزت و شان در ہمہ دربار مدام	از خوش اطواریٔ خود پیش کسے خوار نماند
کردہ حاصل ہمہ اسباب بتائید سپہر	حاجتش بار دگر با زر و دینار نماند
بقوانین و بتقریر عدالت جائے	پیشِ او پرسشِ بار ستر و مختار نماند
بود علامۂ و دانائے و طبیب حاذق	مستتر سرے از ان ماہرِ اسرار نماند
ہر کرا کرد علاج از نظرِ شفقت و مہر	ور تن او اثرے زحمت و آزار نماند
ناگہان گشت چنان زار کہ سرو قدِ او	قابلِ خاستن و لایقِ رفتار نماند
شد مرض غالب و گردید طبیعت مغلوب	زیستن را بر خش ذرۂ آثار نماند
اندرین حال بسے مال بہ محتاجان داد	باز از جود و کرم دست گہربار نماند
چاہ تعمیر نمودہ بہ سرِ رہ پئے وقف	تشنہ را راہروی مشکل و دشوار نماند

زرفرستاد پئے نہرِ زبیدہ خاتون
خیر جاری است مگر زبدۂ اخیار نماند

ورثار انمود ازرہ دور اندیشی
آن وصایا کہ بہم خدمتِ تکرار نماند

ہر کرا انچہ بگفت از سرِ دانائی گفت
سامعان را پسِ او حجتِ تکرار نماند

ہم نگہداشت دریوقت نماز و اوراد
از خداوند بجز عفو طلبگار نماند

روز آدینہ ادا کرد نمازِ سحری
شکر ایزد کہ ازین بار گرانبار نماند

تادمِ فرقتِ جان سبحہ بدستش دیدند
یکدم از یادِ خدا غافل و بیکار نماند

خاست فریاد بیکایک کہ روان شد ہر جا
طالبِ حق بر حق رفت و درین دار نماند

ہاتفِ غیب بگفت از سرِ افسوس کہ حیف
آہ آن زبدۂ اخیار باین دار نماند

۳۰۰ ھ

ایضاً از منشی اکرام الدین حسین خان منصف کنبو مارہروی

ہوئی رحلت حکیم باخدا کی
کہ جس سے ہوگیا مارہرہ خالی

بڑے عالی منش اور متقی نے
یکایک کر دیا مارہرہ خالی

ہماری قوم کا ادبار ہے یہہ
کہ نیکوں سے ہوا مارہرہ خالی

تاسف ہے کہ خاصانِ خدا سے
بسی جنت ہوا مارہرہ خالی

ہے بیماری کی کثرت ہائے افسوس
طبیبوں سے گیا مارہرہ خالی

۱۲ ھ ۹۹

ہوئی تاریخ بہی از روئے بیمار
عابدوں سے ہوا مارہرہ خالی

ھ ۱۳۰۱

ایضاً از بنی داد خان متخلص بہ فنا مارہروی

صفائی دیکھ کر خلد بریں کی حور و غلمان نے
خدا سے عرض کی یوں دست بستہ ہو کے حیرت میں

الٰہی کسکی آمد ہے جو یہہ ہر سو ہے آرایش
مصلے وہ بچھائے ہیں جو بکتا ہیں عبادت میں

ندائے غیب یہ آئی پئے تاریخ ہاتف سے
ھ ۱۳۰۱
پڑہیں گے یہ جمع دلدار احمد آ کے جنت میں

ولہ

عجب یہ بندۂ خاصانِ حق سے نیک بندہ تھے ۔۔۔ ہمیشہ عمر کی اپنی بسر حق کی عبادت مین

نہایت اونکے دلکو شوق دیدارِ خدا کا تہا ۔۔۔ زلیس بیچین رہتے تہے نبی کی وہ محبت مین

نہ آیا جب قرار اونکو تپ فرقت سے بستر پر ۔۔۔ سفر کی کین ہزارون فکر پہر اپنی طبیعت مین

پسند آیا جمعہ اکیسوین ۲۱ ماہِ محرم کی ۔۔۔ انہین احسن سمجہہ داخل کیا سامان چلنے مین

خدا کی شان پورا حسب منشا کے ہوا وعدہ ۔۔۔ گئے دارِ فنا سے وہ تہا کر آب رحمت مین

ہر اک سے یہ پئے تاریخ کہتا تہا فنا اوسدم ۔۔۔ جمعہ دلدار احمد نے پڑہا لو جاکے جنت مین ۱۳۰۱ ہجری

بدعات سیۂ اور رسومات ناجایزہ سے جو نفرتیاحیات و ممات وشادی غمی مین جاہلانہ رایج ہوگئے ہین ہمیشہ طبیعت نفور رہی اور حتی الامکان اوسکا قلع و قمع فرماتے رہے چنانچہ انتقال سے سولہ برس پہلے کسی مرض مین مبتلا ہونے کے وقت آپنے ایک وصیت نامہ لکھا تہا جو صندوقچہ مین رکہا ہوا ملا اوسکی نقل بجنسہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ **وہو ہذا**

ہر شخص کو مرنا ہے اور امر ممنوعہ شرعی کے عدم ارتکاب پر وصیت کرنا ضرور ہے لہذا مین بندہ خدا دلدار احمد اپنے بہائیون حکیم الطاف احمد صاحب و احمد سعید و علی حسین و سلطان حسین و برخوردار فیض احمد خصوصًا احمد سعید و سلطان حسین کو جو اکثر وطن مین موجود رہتے ہین تاکیداً وصیت کرتا ہون کہ بعد فوت میرے جو طریقہ ممنوعہ شرعی اجماع نسوان کا جاری ہے ہرگز ہونے نپاوے اور سر کوبی و سینہ زنی اور منہ ڈہانپ کر رونا اور بیان کرنا جیساکہ ماتم مین عادت نسوان ہے نہو عورات قریب و بعید سے جو ایکبار رسم تعزیت ادا کر جائے پہر دوبارہ اوس صیغہ مین نہ آئے اور سوم دہم بستم چہلم سالیانہ دوشنبہ جمعہ عرفات وغیرہ مین حسب طریقہ مروجہ اجماع نسوان نہونے پائے غرض کہ جملہ ممنوعات شرعی سے احتراز رہے اور جس کا قصور مجہسے سرزد ہوا ہو للہ معاف کرین اور حتی الوسع دعا و خیرات و کلمہ طیبہ درود و قرآن وغیرہ سے حسبتہ للہ مجکو مورد ثواب فرمائین فقط والسلام

بندہ خدا دلدار احمد مرقوم ۲۵ - رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۷ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ شرمندہ جامع اوراق ہذا گذارش کرتا ہے کہ والدین کے انتقال سے جسے ابتک سولہ برس کا عرصہ ہوا کبھی ایکدن کو بھی ہدیہ کلمہ و درود و تلاوت قرآن مجید جل شانہ ناغہ نہین کیا بلکہ کل اجداد و جدات مادری و پدری اور جمیع مومنین و مومنات کو اوسمین شامل کر لیتا ہون خداوند تعالی اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے میرے اس ہدیہ محقر کو اونکے حق مین قبول کرکے اونکے لئے مثمر ثمرات نیک فرماوے واللہ مجکو اس بیان پر ذرا بھی فخر نہین نیک نیتی سے میرا صرف خیال یہہ ہے کہ شاید کوی سعادتمند بچہ میرا ہو یا غیر کا ہدایت پائے اور ابلاغ تحفہ درود دعا و خیرات و مبرات سے اپنے بے بس اموات کے امداد کی اوسکو توفیق نصیب ہو۔ بالجملہ حکیم صاحب نے تین لڑکیان اور دو لڑکے چھوڑے سب صاحب اولاد ہین۔ لڑکون مین ایک ابو سعید احمد ؒ دوسرا یہی بندہ ناچیز ہیچمدان **فیض احمد** سراپا عصیان ننگ قوم و خاندان ہے جو اپنے نامہ اعمال کیطرح ان اوراق کے سیاہ کرنے مین دلیر ہوا اور اپنے جہل و کم مایگی سے بزم اعزہ مین کسی جگہ بیٹھنے کی قابلیت نہین رکھتا ؎

خجل ز انجمن و شرمسار از چمنم
نہ عندلیب نہ پروانہ کردہ اندمرا

مین اپنی ذات مین کسی قسم کا کمال اور اپنی واقعات حیات مین کوی مضمون عزیب نہین پاتا جو اس صحیفہ مین قابل نگارش ہو۔ ہان بطور یادداشت عرض کرتا ہون کہ نوین ربیع الاخر دوشنبہ کے دن آدہی رات کیوقت ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹہ ہجری مطابق ۶ اپریل ۱۸۴۶ء اٹہارہ سو چھالیس عیسوی نزہتگاہ ارواح سے کدورت کدہ آب و گل یعنی عالم ناسوت مین لایا گیا منشی کریم حسن کنبو مارہروی نے تاریخ ولادت کا یہہ قطعہ لکہا ہے جس کے اعداد سے سنہ ہجری نکلتے ہین

قطعہ تاریخ ولادت

بہ بخشید ایزد بجان عزیز
بوقت نکو طفلک خوش سرشت
خرد سال تاریخ آن نیک پے
۱۲ صد ۶۲
زہے نیر اوج عشرت نوشت

نطق آشنا ہونے کے بعد حسب دستور مکتب نشینی کی رسم ادا ہوی۔ آب سے تہوڑی مدت پہلے خصوصًا جبکہ میری مکتب نشینی کا زمانہ تہا ہندوستان کے مسلمان بالعموم انگریزی زبان سیکہنا

پہلے درجہ کا کفر سمجھتے تھے اور ہمارے قصبہ مین تو انگریزی کی ہوا بھی نہ چہو گئی تہی - سوائے ایک پولس کی چوکی کے جسے پہلے تہانہ اور آج اسٹیشن پولس کہتے ہین نہ کوئی عدالت تھی نہ محکمہ نہ کچہری نہ ملکی سڑک نکلی - نہ ڈاک چلی - سب سے الگ تہلگ مثل خم فلاطون ایک گوشہ عافیت تہا جسمین چند نفوس قدسی بآسایش بیٹھے ہوئے تہے - یہہ بھی معلوم نہ تہا کہ انگریزی ہے کیا چیز اوس کا پڑہنا کفر ہے یا مباح - ہرچند کہ سرزمین اب بہی وہی ہے پر آب وہوا بدل گئی زمانہ کی ضرورتون نے چشم بصیرت کہولکر انگریزی کی حقیقت اور اوسکے فواید سے آگاہ کردیا ہے - لہذا وہی معمولی کتابین جو دیسی مکتبون مین رایج تہین جنہین ہمارے ملکی بہائی خوب جانتے ہین پڑہ لین - نہ ذہن رسا تہا نہ شوق رہبر - مولوی الہی خیر صاحب کو خدا جنت نصیب کرے اونکے نفس قدسی کا اثر تہا یا جوتیون کا صدقہ کہ رسمی لکہنا پڑہنا آگیا - اور کہنے کے لئے اچہے خاصہ منشی بنگئے - سن شعور تک مکتب کی مصیبتین سہین - جب شباب کا آغاز ہوا ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مین حقیقی پہوپی کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوگئی - مکتب کی قید میعادی تہی اب حبس دوام کا حکم ہوا - چودہری عبد الغفور سرور مارہروی نے اوسکی تاریخ مین یہہ قطعہ نظم کیا ہے -

قطعہ تاریخ عقد

زفرخندہ عقد عزیزے سعیدے	غبار غم از خاطر خود بر فتم	چو شد جلوہ گر سہرہ بر فرق نوشہ
چمن در چمن ہمچو گل بر شگفتم	الم را زدہ سر بتفتیش سالش	زہے شادی فیض احمد بگفتم ۱۲۸۰ھ

ایضاً

کدخدا شد فیض احمد با عروس	ناکح و منکوح ہر دو نیک خو	بسکہ این تقریب شد بہجت فزا
عیش و عشرت گشت کردہ کوبکو	سال تاریخش چو جستم از خرد	گفت ہاتف شادی فرخندہ طوی ۱۲۸۰

۳ - ذیقعد ۱۲۹۵ھ بارہ سو پچانوے ہجری پہلی بی بی نے زچہ خانہ کے تپ مین مبتلا ہوکر حیات مستعار کی بیڑی کاٹ دی اور ہمیشہ کے لئے ساتھ چہوڑ دیا انکی تین اولادون مین سے ایک لڑکی شیرخوارہ مرگئی ایک لڑکا ایک لڑکی زندہ اور جوان ہین آزاد ہوجانے کے بعد پہر مقید ہونے کو جی تو نچاہتا

تہا پر شفیق و غمخوار والدین کے اصرار اور یہ مضمون ٥

حلقۂ ماتم و ہنگامۂ شیون صدبار		بہ زیر زمے کہ درو انجمن آرائی نیست	

دنیا کی ضرورتون نے مجبور کیا نوین صفر روز دوشنبہ ۱۲۹۸ھ بارہ سو اٹھانوین ہجری و ۱۰ جنوری ۱۸۸۱ء اٹھارہ سو اکیاسی کو پہوپی کی پوتی کے ساتھ رسم مناکحت ادا ہوئی انکا مادری سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی سے ملتا ہے اونکی مان نواب مبارک علیخان کی حقیقی نواسی ہین انکے بطن سے آٹھ اولادین یعنی پانچ لڑکون تین لڑکیون ہین اب چار باقی ہین تین لڑکے ایک لڑکی یہہ سب ابہی خردسال ہین خداوند تعالی بطفیل چار یار کبار سعید و بختمند اور عمر و اقبال سے بہرہ مند فرمائے۔

مکتب چہوڑنے اور شادی ہو جانے کے بعد بائیسوین ۲۲ اکتوبر ۱۸۶۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ کے محکمہ کسٹم (نارورن انڈیا سالٹ رینیو) مین ملازمت کا تعلق ہوگیا حکام سررشتہ نے وقتاً فوقتاً جو چٹہیان عنایت کین اونمین سے چند چٹہیات کا ترجمہ یہان درج کیا جاتا ہے وہو ہذا

مضمون ذیل لکہتے سے مین بہت خوش ہون یعنی یہہ کہ فیض احمد محرر نے میرے ماتحت تین مہینہ تک نہایت خوبی سے کام انجام دیا اور ان ایام تین ماہ مین اونکی کارگذاری سے مین بہت خوش رہا۔ فیض احمد اپنے کام مین بہت ہوشیار اور دیانتدار ہین۔ مختلف وقتون مین چار محرر میرے ماتحت رہے مگر کام اس چوکی کا جیسا اس محرر نے آسانی سے انجام دیا مجہکو یقین ہے کہ کسی محرر سے ایسا نہین ہوسکا فقط

دستخط برو کس صاحب قائمقام پترول مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء

فیض احمد نے پترولی بڈہپورہ مین تین برس چہہ مہینہ کارمحرری نہایت اچہا اور لایق اطمینان انجام دیا یہہ شخص کار متعلقہ اپنے کو خوب سمجہتا ہے اور اپنے سررشتہ کو نہایت ترتیب و تہذیب سے رکہتا ہے اور کاغذات ضروری الرجوع کو بہت جلد پیش کرسکتا ہے لہذا یہہ چند کلمہ بطریق سارٹیفکٹ یعنی سند کے عطا کئے گئے فقط ۲۶۔ اکتوبر ۱۸۷۲ء دستخط مسٹر ویرین صاحب بہادر پترول بڈہپورہ

فیض احمد بہت برسون سے کلکٹری کسٹم اگرہ مین کارگزار ہے نومبر ۱۸۷۸ء سے مین بھی جانتا ہوا کہ وہ نہایت محنتی شخص ہے - مینے اسی لحاظ سے اپنے دفتر کی نائب پیشکاری کے عہدہ پر اوسکو دی تہی اور اوسنے اپنے کام کے انجام دینے مین مجکو نہایت خوش رکہا اور اب بسبب تبادلہ نظر برانچ کے دفتر کو چہوڑتا ہے - دستخط مسٹر جی ایچ ہبکی صاحب کلکٹر کسٹم اگرہ ۱۵- فروری ۱۸۷۹ء

فیض احمد سب انسپکٹر نے میری ماتحتی مین تین ماہ یا قریب تین ماہ کام کیا یہ شخص عمدہ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہے کیونکہ اسنے چند سال تک بطور محرر کے کام کیا ہے مین یقین کرتا ہون کہ یہ شخص قابل اطمینان اور سخت محنتی اور بہت با ادب ہے فقط

مسٹر سی بی برون صاحب انسپکٹر پرمٹ شاہی مقام بدایون ۶- اپریل ۱۸۸۱ء

شیخ فیض احمد نے بطور ہیڈ محرر کے پرمٹ علیگڈہ سرکل مین آٹھ مہینہ من ابتدا ۱۸۸۱ء لغایت اپریل ۱۸۸۲ء کام کیا زمانہ مذکور مین اوسنے کار متعلقہ اپنا بہت اچھی طرح انجام دیا میرے نزدیک وہ ایک محنتی اور ذہین اور فرمان بردار آدمی ہے - درحقیقت وہ اسٹرنل برانچ مین ایک اعلی درجہ کا محرر ہے اور مین اوسکو جدا کرنے سے بہت رنجیدہ ہون چونکہ اب وہ اسسٹنٹ کمشنر پرمٹ اگرہ کے دفتر کو بدل گیا اسلیئے مین اوسکو یہ سارٹیفکٹ دیتا ہون ۲۰- اپریل ۱۸۸۲ء

دستخط مسٹر آر ایف جامرس انسپکٹر پرمٹ علیگڈہ

فیض احمد سب انسپکٹر نے میرے زیر حکم حلقہ اٹاوہ مین قریب دو برس کے کام کیا مینے اوسکا ہمیشہ مستعد - جفاکش - محنتی - اور کامل دیانت دار - اور عمدہ کام کے لایق پایا -

اٹاوہ یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء مسٹر جی ڈی ہینگ محکمہ نمک

پہر اوس سے سبکدوشی ہوئی اور راحت پائی ایکمرتبہ بحسب ع

دانہاے قسمت ما جابجا پاشیدہ اند	از برائے چیدنش ناچار میگردیم ما

ریاست رامپور مین بطریق تلاش معاش جانیکا اتفاق ہوا عالیجناب نواب حامد علیخان صاحب بہادر رئیس حال کی صاحبزادگی و تعلیم و تربیت اور جنرل اعظم الدین خان مرحوم کی نظامت

زمانہ تہا اپنی برات رزق وہان مقدر نہ تہی نوکری تہوی پر جنرل صاحب نے بیکاری و زیر باری پر نظر فرماکر براہ شرفانوازی و اولوالعزمی ایک رقم معقول و معتدبہ سے مدد کرنی چاہی - بندہ ناچیز نے باوصف تعطل وحاجتمندی بلا ثبوت استحقاق و نہونے دست مزد اپنے کے محض استحساناً ایسی رقم کا لینا اپنے نفس کے واسطے ناجایز سمجھکر صاف انکار کردیا - ریاست مین بڑے بڑے عبا قبا شملہ ٹکہ والے چکنے چپڑے ہاتھ پہلائے ہوئے چلے آتے تہے یہہ صدائے غیر مانوس حیرت کے کانون سے سنی گئی - جنرل صاحب نے ایک جلسہ مین مذکور کیا اور فرمایا شکر ہے کہ مسلمانون مین ابہی ایسے غیور ہمت والے موجود ہین بعض ارباب نے بحسب المرء یقیس علی قلبہ (آدمی اپنے دلپر قیاس کرتاہے) دوسرے طور پر معنی لگائے جسکی جنرل صاحب نے تکذیب و تردید فرمائی - اور میرے نام اپنے خاص دست و قلم سے جو عبارت لکہی ہے بجنسہ نقل کیجاتی ہے - وہو ہذا

مشفقا آپکی ہمت بلاشک لایق تحسین ہے - اور مین ہمیشہ اسے یاد رکہونگا - یہ آپکی فراخ حوصلگی اور علو ہمت کی پوری دلیل ہے - مین اسقدر آپسے بلاخوف کہہ سکتا ہون - کہ جب اس ریاست مین آپکی خدمات کی ضرورت ہوگی - مین آپکو فراموش نکرونگا - اور وقتاً فوقتاً آپ یاددہانی مجہے کرین - اور جو زحمت آپکو اس سفر مین ہوئی وہ سب میرے نامہ اعمال مین قایم فرماکے مجہے معاف کرین - اعظم الدین خان ۹ - جنوری سنہ ۱۸۹۰ء

واللہ باللہ قلب سلیم کو اس حکایت کے لکہنے مین ذرا بہی نمایش و ستایش مقصود نہین بلکہ اس مجموعہ کی ترتیب سے مطلب یہ ہے کہ آیندہ نسلین اپنی قوم کے حالات دیکہکر اوس سے زیادہ موثر ہون - مخصوص یہ نقل محض بغرض عبرت اپنی اولاد کے لکہی ہے تاکہ وہ دون ہمتی و پست فطرتی کے عادی نہون اور اپنے قوۃ بازو سے قوۃ لایموت حاصل کرکے آبرو کو قایم رکہنے کی کوشش کرین جو آدمی اسکے خلاف ناجایز و غیر مطبوع دوسرے طریقہ سے شکم پری کرتے ہین وہ ہرگز سچی عزت کے مستحق نہین ہوتے ؎

برو شیر درندہ باش اے دغل — مینداز خود را چو روباہ شل

بچنگ آرو یا دیگران نوش کن		نہ بر فضلۂ دیگران گوش کن

بہرحال وہاں سے مراجعت کے بعد ہی دوسری جگہ بسبیل جائز حیلہ رزق پیدا ہو گیا اور بفضلہ تعالے اب بھی ہے۔

اسوقت کہ مین یہہ مختصر سرگذشت لکھہ رہا ہون ۱۹۔ جمادالثانی ۱۳۱۵ھ ہجری اور ۱۵۔ نومبر ۱۸۹۷ء روز دوشنبہ ہے ۹۔ ربیع الاخر ۱۲۶۲ھ ہجری یہی دوشنبہ میری پیدایش کا دن تہا قمری حسابسے دنیا مین آئے ۵۳ برس دو مہینہ گیارہ دن گذرے۔ پنجاہ کے پنجہ سے چہٹکر شصت کی شست مین آگیا جسکی نسبت کوئی کمر شکستہ کہہ گیا ہے مصرعہ جو شصت آمد نشست آمد بدیوار۔ ہرچند کہ اس مدت زندگی مین غیر ملکون کا کوئی دور و دراز سفر پیش نہین آیا پہر بہی صغرسنی وطفولیت کے بعد جو بیفکری اور فی المثل سچی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک جگہ نچلا بیٹھنا نصیب نہین ہوا۔ قسام ازل نے جہان جہان دانہا رزق مقدری بکہیر دیے تہے اونکے چگنے کو دور ونزدیک آباد و ویران شہر و بیابان جہان کی خوب خاک چہانی آب (میرٹھ) دارالقرار ہے۔ اور بہر ارمان حسرت و ناکامی ایک بڑے سفر کا انتظار ہے غرض باغ عالم کی بہار و خزان سب دیکھ لی۔ فراق و وصال کے مزے چکھہ لئے ع

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی		حق نے جو قدرت دکہائی دیکھ لی

رباعی

چندے بہوا ر گلعذاران بگذشت		لختے در بند روزگاران بگذشت
برنا مدہ کام دل شباب آخر شد		ناشگفتہ گلی و نوبہاران بگذشت

دنیاوی زندگی مین مان باپ سے زیادہ عزیز۔ بیوی سے زیادہ محبوب۔ بچون سے زیادہ پیارا کون ہوسکتا ہے۔ ان سبکے نغمۂ مسرت۔ زمزمہ شادی۔ ہنگامہ شیون۔ نوحہ ماتم سن لئے۔ اب تلخئ مرگ چکھنی باقی ہے۔ شعر

ہو چکین غالب بلائین سب تمام		ایک مرگ ناگہانی اور ہے

آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے	اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

والدین کا بدل تو خدا نے پیدا ہی نہین کیا الا خدائے رحیم کی بندہ نوازیون کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے ناچیز کو اپنے فضل عمیم سے باقی اور نعمتون کا ہمیشہ نعم البدل دیا ہے اور تنگئے رزق جسکو الفقر سواد الوجہ فی الدارین[1] کہا ہے اوسکی سخت امتحان سے اپنی حفظ و امان مین رکھا ہے۔ آیندہ بھی اوسکے فضل پر بہروسہ ہے۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار[2] رباعی

یارب کرمیکہ شرمسار آمدہ ایم	سرمایۂ ناکسی بیار آمدہ ایم
شایستۂ دوزخیم و جویای بہشت	دریاب کہ پرامید وار آمدہ ایم

حکیم نجم الدین بن غلام معین الدین قاضی محمد یسین دہولپوری کی اولاد مین چوتھی پشت تھی انکے والد نے غلبہ حکومت روہیلون کے زمانہ مین قصبہ (آنولہ) ضلع بدایون کی سکونت اختیار کرلی تھی انھون نے مارہرہ مین اپنی شادی کی اور یہی وہان کی بود و باش کا سبب ہوا۔ فن علمی طب مین مہارت نہ تھی۔ علاج اچھا کرتے تھے۔

حکیم قمر الدین و حکیم شمس الدین حکیم نجم الدین کے بیٹے بلند حوصلہ زندہ دل خوش مزاج ظرافت طبع عیش پسند اور متاع دنیا سے بخت مند تھے ایک وقت راجہ اودہ کی سرکار مین اونکا اقتدار تہا اونکی اولاد قصبہ مارہرہ مین آباد ہے **محمد راضی** حکیم قمر الدین کے پوتے عدالت مال ضلع اٹاوہ مین مختار سند یافتہ سرکار مین شعر و سخن کا مذاق ہے چند تاریخین انکی طبعزاد اپنے اپنے محل پر اس مختصر مین بذکر و ہر قوم مین

حکیم لطف الدین مفتی محمد اکرم عالمگیری کی اولاد مین نہایت خوش صحبت قیافہ شناس اداب دان اور یدالادست طبیب تہے۔ دہلی سے۔ مارہرہ آکر قیام کیا۔ کریم الدین محمد جو ایک ذی رتبہ رئیس اور ہمقوم تہے اونکی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی انکی نسل باقی نہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن کریم الدین محمد انکے خسر نے سنہ ۱۱۹۶ھ

[1] ترجمہ محتاجی منہ کی سیاہی ہے دونون جہان مین ۱۲ [2] ترجمہ۔ اے رب ہمارے بخش گناہ ہمارے اور اوتار ہماری برائیان اور موت دے ہمکو نیک لوگون کے ساتھ ۱۲ پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۲۰۔

گیارہ سو چہانوے ہجری مین انتقال کیا ہے اس سے جان سکتے ہین کہ یہہ قایل شخص بارہ سو صدی ہجری کے آغاز تک ابقید حیات ہوگا۔

حکیم نجف علی ابن اشرف علی باشندہ مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے نوین پشت مزاج مین خلق و مروت کوٹ کوٹ کر بہرا تہا طب اور سیاق اچہا جانتے تہے علاج شفقت سے کرتے تہے پینتالیس چہالیس برس انکے انتقال کو گذرے ہونگے۔

حکیم بندہ علیخان احسان علیخان وقایع نگار کشمیر کے بیٹے اور محمد مسیح الملقب نواب خیراندیش خان ثانی کے پوتے تہے طبیب ماہر اور معززین عصر سے تہے روہیلکنڈ بریلی مین سکونت پذیر رہے۔

حکیم طالب علیخان رئیس بانس بریلی عماید زمانہ سے تہے علماً و عملاً طب مین دستگاہ کامل تہی اور عمل ید یعنی دستکاری جراحی چیر پہاڑ مین جو طب عملی کا شعبہ ہے دست اعجاز تہا اونکے فرزند رشید **حکیم غالب علیخان** بہی معزز روزگار اور طبیب تجربہ کار تہے۔

حکیم امان علیخان اور اونکے بیٹے **حکیم اکبر علیخان** بریلی مین نامور اور بانام و نشان طبیب گذرے ہین ان سب حضرات بریلی کا جدی سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی کے ساتھ ملتا ہے الطاف علیخان حکیم غالب علیخان کے پرپوتے بریلی مین اسوقت بہی نامی گرامی رئیس ہین جنکی سالانہ آمدنی زمینداری کی قریب اسّی ہزار روپیہ کے ہوگی۔

حکیم سلامت علیخان المخاطب بہ حکیم حذاقت خان طبیب کامل و علوم عقلی و نقلی مین فاضل اور شاہی طبیبون مین شامل تہے امرا و سلاطین کے دربارون مین امتیاز و اعتبار تہا بوجہ کاملیت فن شاہ عالم بادشاہ کے دربار سے حکیم حذاقت خان کا خطاب پایا اصل فرمان عطاء خطاب جو ہماری نگاہ سے گذرا ہے اوسکی عبارت مین نقل کیا جاتا ہے پیشانی فرمان پر بخط طغرا مطلا یہہ الفاظ لکہے ہین (باسمہ سبحانہ و تعالی شانہ) اور نیز یہہ عبارت طغرا مطلا زیب ناصیہ فرمان ہے۔

(فرمان ابو المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی)



دریں وقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الطاعت والاذعان صادر شد کہ بمقتضائے وفور مراحم خاقانی وفرط تفضلات خسروانی کہ نمونہ افضال یزدانی است حذاقت انتباہ حکیم سلامت علیخان را بخطاب حذاقت خان بین الاعیان والارکان وفی الامثال والاقران سرفراز وممتاز فرمودیم باید کہ فرزندان کامگار والاتبار ووزرائے ذوی الاقتدار وامرائے عالیمقدار وجمیع ارکان دربار جہان مدار وحکام ممالک حذاقت انتباہ مذکور را از جناب فیضمآب بادشاہی مشمول این خطاب برگزیدہ والقاب پسندیدہ معزز ومباہی داشتہ انظار عنایت مابدولت نسبت باحوال فرخندہ مآل خان مذکور یوماً فیوماً متزاید ومنہایت تصور نمایند. تاریخ پانزدہم ماہ جمادالاول سال سی و ہفتم از جلوس ابد مانوس والا رقوم شد۔

بعد تباہی خاندان شاہی دہلی وطن آبائی سے ہجرت کی بنارس آئے۔ انگریزی عملداری شروع ہو گئی تھی۔ بوجہ تبحر علمی وہاں کورٹ اپیل کے قاضی و مفتی ہو گئے۔ حکام انگریزی نہایت

عزت کرتے تھے۔ طبابت و فضیلت و حکومت کے سبب شہر مین اول درجہ کا اعزاز تھا۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بمقام بنارس ہندو مسلمانون مین کسی امر پر نزاع ہو گیا۔ جہالت سے ایک دوسرے کے مذہبی امور مین دست انداز ہو کر اونکے معابد کو منہدم کرنے لگا۔ نئی عملداری تھی کمپنی کو تشویش ہوئی۔ حکیم صاحب ہی شہر مین ایک ایسے با اثر شخص تھے جنکی بات ہر طبقہ اور گروہ کے آدمیون مین مانی جاتی تھی اور یہی دونون فریقون مین باہم صلح و موافقت کے باعث ہوئے حکام نے غنیمت سمجھا اور قدر افزائی کی بالاخر پنشن پا کر خانہ نشین ہوئے۔

انکے پسری اولاد نہ تھی۔ دختری اولاد مین محمدؐ اسحاق منشی ہادی علی لکھنوی مارہروی کے بیٹے (مارہرہ) مین آباد ہین۔

خاتمہ کتاب

سر شکم رفتہ رفتہ سبیل دریا شد تماشا کن	بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

امید نہ تھی کہ یہ مرقعہ دلنشین و صحیفہ نگارین اس وسعت و تزئین کے ساتھ مجھ جیسے تشتت الحال پریشان احوال شکستہ قلم کج مج رقم کے ہاتھون قابل سیر ناظرین با تمکین مرتب ہو جائے گا۔ قومی کتاب لکھنا آسان نہین یہہ کام تھا ایک جماعت کے کرنے کا سب ملکر تعاونوا علی البر[1] پر عمل کرتے ہو۔ لیکن قوم کو اپنے مشاغل سے چھٹکارا کہان اور فرصت کب کہ توجہ کرتی۔ مین بھی نکما نہ تھا۔ مصرعہ فکر معاش و ذکر بتان یاد رفتگان۔ وہ کونسی مشوش کن عافیت سوز بات تھی کہ نہ تھی۔ مگر کیسا ہی امر اہم ہو ممکن نہین کہ انسان چاہے اور کر نسکے۔ ہان شوق طلب دامنگیر ہو پائے تنزل تلون مین ہمت و استقلال کی زنجیر ہو ؎

بہر کار یکہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

خدا کے بہروسہ پر شروع کر دیا تھا اوس کا شکر ہے کہ اوسیکی عنایت سے بلا اعانت دیگرے تمام ہو گیا اور محنت ٹھکانے لگی۔ شعر

[1] ترجمہ آپس مین مدد کرو نیک کام پر ۱۲ پارہ ۶ سورہ مایدہ رکوع ۱

شکرِ خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا | بر منتہائے ہمت خود کامران شدم

میرا نہ پہلے خیال تہا نہ اب دعوے ہے کہ قوم کی پسند کے قابل مین لکھ سکون گا یا لکھ لیا۔ بلکہ حق یہہ ہے کہ میری خواہش و طبیعت کے موافق سرمایہ مہیا اور سامان دستیاب نہونے سے مین خود اپنی تمنا پوری کرنے مین قاصر و معذور رہا۔ مین جیسا آغاز مین جانتا تہا اب یہی سمجہتا ہون کہ جو کچہ قوم کے سامنے پیشکش کیا گیا ہے اپنے بے بضاعت بساط کے موافق ہے نہ ہنرمندان قوم کے موافق۔ امید ہے کہ بزرگان قوم میرے عذر نادانستگی کو بیشکرانہ دانائی خود پذیرا فرماکر فروگذاشت کو معاف فرماینگے۔ پر ظاہر ہے کہ جتنا اور جیسا لکہہ گیا ہے آج اس طرز و انداز کا دوسرا مجموعہ قوم کے ہاتہہ مین نہین ہے۔ گو کلہ اس سے بہتر ہوجائے۔ اور خدا کرے کہ ہو۔

میرے پیارے بہائیو نام و نمود کے لئے یا ستایش کی تمنا اور صلہ کی توقع پر ان اجزا کی ترتیب نہین کی گئی۔ بلکہ فطرتاً حبّ قومی کا اثر انسان کی طبیعت مین ودیعت کیا گیا ہے اور کم و بیش ہر سنجیدہ دماغ اور پاک دل مین ہونا چاہئے اور ہوتا ہے وُہی اس تحریر کا باعث ہوا

قطعہ

چو من بخیر کنم یاد رفتگان قوم ارم | امید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند
چو شاد میکنم ارواح دیگران شاید | کسان رسند و مرا نیز روح شاد کنند

قوم کے لئے یہہ ایک عمدہ آئینہ خانہ ہے جسمین اونکے مقدس بزرگون کی پاکیزہ صورتین نظر آتی ہین۔ اونکی نیک سیرتون پر وقوف حاصل ہوتا ہے۔ آیندہ نسلون مین اگر ذرا بہی صلاحیت تدبر و قوت تفکر باقی ہو۔ بالکل مصداق ثُمَّ قَسَتْ[۱] نہ بن جائین۔ اور فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ[۲] ذرّیۂ قوم کی شمار مین نہ آجائین اور بمضمون فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ[۳] اونکے کمزور دل آزار جہل و غفلت سے مضمحل و مُردہ نہوگئے ہون۔ تو وہ یہان سکینگے کہ اونکے نامور اسلاف شریعت کے

۱؎ ترجمہ۔ پہر سخت ہوگئے اونکے دل ۱۲ ۲؎ ترجمہ۔ پہر اونکے پیچہے آئے ناخلف وارث ۱۲ پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۲۱

۳؎ ترجمہ۔ اونکے دلمین آزار ہے ۱۲ پارہ اول رکوع ۲-

حاکم طریقت کے پیشوا سیف کے مالک قلم پر قادر دولت پر قابض ہر صنعت مین کامل ہر کمال مین اوستاد تھے علم و دولت ہمارا ورنہ تھا سچ ہے۔ **شعر**

از رہگذر خاک سر کوی شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

نظم

کبھی تم ہی موجد تھے علم و ہنر کے	علم اور قلم اور تیغ و سپر کے
نہ بہو کے تھے تم سیم کے اور زر کے	یہ خدام تھے سب تمہارے ہی گہر کے
تمہین مرکز علم و دنیا و دین تھے	تمہین مالک ملک و سیف و نگین تھے

اسکے مطالعہ سے بجوش خون جمیت اونکے دل و دماغ مین عمدہ تحریک پیدا ہو سکتی ہے اور اونکی اخلاقی و تمدنی حالت پر اچھا اثر پڑنے کی امید کیجاتی ہے۔ ان اوراق کے فراہم کرنے کی اصلی غرض یہی ہے۔ اللہ اوسمین برکت دے۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[۱] میرا خیال ہے کہ انسان سے جو نیک کام بن سکے زندگانی کو فانی اور فرصت حیات کو غنیمت سمجھکر کرگذرے۔ **شعر**

اگر شراب خوری جرعہ فشان بر خاک	ازان گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک

فرجام کار خواب و خموشی کے سوا رکھا کیا ہے۔ خاک کا ڈہیر ہے۔ یا اندوہ ناکامئ جاوید کا انبار۔ **شعر**

چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم	کہ برخاکم آئے و من مردہ باشم

اور تعطل اعضا کے بعد کوئی کر کیا سکتا ہے۔ **شعر**

فریاد ازان لحظہ کہ در دل آن شوخ	پرسد ز من و قوت گفتار نباشد

اب مین اس مجموعہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون۔ اے میرے مہربان خدا اپنے حبیب پاک حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے صدقہ سے میری قوم اور

[۱] ترجمہ۔ اور یہ کہاوتین ہم سناتے ہین لوگون کو شاید وہ دہیان کرین ۱۲ پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۳

میرے ساری بہائی مسلمانون مین اتحاد اتفاق وہمدردی عطا فرما۔ اونہین اون علوم سے بہرہ مند کر جو دنیا و آخرت مین اونکو نفع پہنچائین اور گمراہی سے بچائین۔ اونکو ایسی دولت دے جو ہم آغوش سعادت ہو۔ اونکے دلون مین ہمت ہاتہون مین استقلال۔ ارادونمین مضبوطی۔ خیالون مین روشنی بخش۔ میرے مان باپ اجداد وجدات۔ اور جمیع مومنین ومومنات کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔ میری اولاد کو سعید وبختمند کر مجھے اپنے حبیب پاکؐ کی اطاعت اور اپنی محبت مین لگالے۔ **شعر**

	الہی سینۂ دہ آتش افروز		دران سینہ دلے وان دل ہمہ سوز

مین نہایت عاجزی سے کہتا ہون۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ہ[1]

نظم تاریخی از فکر رسا بندہ خدا انوار احمد متخلص بہ شمر خلف مولف المشاہیر

الہی یہ پیش نظر آج کیا ہے	کہ جس نے مجھے محو حیرت کیا ہے
نگارش نئے اور عنوان نیا ہے	یہہ منظر عجیب دلکش ودلکشا ہے
طبیعت پہ میری جو پرتو پڑا ہے	نکلتا ہر اک قافیہ چلبلا ہے
مضامین کی آمد کا تانتا بندھا ہے	کہ ہر شعر مین ایک نیا چوچلا ہے
کہان مین کہان نظم اللہ میرے	مجھے شوق میرا کدہر لے اوڑا ہے
الہی رہے قوم مین فیض احمدؔ	کہ جسکے سبب آج یہہ دن ہوا ہے
انوکہے ہین جملے نرالی ہے بندش	مورخ کا زور قلم بھی بلا ہے
وہ فقرے لکہے کلک جادو رقم سے	دبیر فلک جن سے چکرا گیا ہے
جو اوسکی زبانکو کہون سہل مشکل	[illegible]

[1] ترجمہ — اے پیدا کرنے والے آسمان وزمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا وآخرة مین موت دے مجکو ایمان کے اور ملا مجکو نیک بختون مین ۱۲ پارہ ۱۳ سورہ یوسف رکوع ۱۱

وہ کھنچے ہین اسلاف عالی کے نقشے | پتہ اصل مقصد کا جن سے ملا ہے
کسی صفحہ پر اصفیا جلوہ گر ہین | کسی جا مشایخ کا رنگ آرا ہے
کہین ہے ادیبون کی صحبت کا منظر | فقیہون کا جلسہ کہین جانفزا ہے
کہین ہین حکیمانِ قومی کی زین | نیوٹن جنہین دیکھہ سر دہن رہا ہے
کہین ہے مشاہیر کی شان ایسی | کہ جن سے گہین کا بھی رنگ اوڑ رہا ہے
کہین شعروہ فرو ہین شاعرون کے | کہ جنکا مزہ چٹکیان لے رہا ہے
عجب ڈہنگ سے قوم کو ہے سنبہالا | مولف کا انداز ہی کچھ جُدا ہے
خبردار ہو جائین تا آنے والے | کہ ہم کیا ہین اور پہلے کیا ہو چکا ہے
سنا کر دیبران قومی کے نکتے | طبیعت کو قابو سے باہر کیا ہے
کسی نے نہ دیکھی تہی ایسی سوانح | خیالات نے تیرے ششدر کیا ہے
زمانے نے گو صورتین وہ مٹا دین | پتہ اب بھی کچھ کچھ مگر مل رہا ہے
بسی ہے جو نظرون مین قومی وجاہت | ان آنکھون مین کیا کیا سمان چہا رہا ہے
یہ جاری ہے قانون قدرت کا فتوی | بگاڑا انہین ہمنے جو گھر بنا ہے
مٹایا مذاقِ سخن قوم تو نے | جسے (قرطبہ) آجتک رو رہا ہے
گیا شوق علمی لگاوٹ کا تجھسے | ممالک ہین یورپ کے جا کر بسا ہے
کبھی تخت یاور تہا اے قوم تیرا | زمانہ نے اب کیسا پلٹا لیا ہے
مقدر ہین جب عیش تہا اب الم ہے | الہی زمانہ کو کیا ہو گیا ہے
مدار مقدر تو سب مانتے ہین | مگر یہ سبب بھی کہین کچھ ہوا ہے
ڈرو اور بچو وقت بد سے عزیزو | مصنف نے ہر طرح سمجھا دیا ہے
جہان تہی اخوت سے علمی مشاغل | اوسی قوم کے ہاتھ پالا رہا ہے
زبانون پہ ابتک ہین اوصاف اونکے | جن اسلاف کا بول بالا رہا ہے

نہ تھی ہسٹری قوم مین کوئی ایسی
کہ جسکی ضرورت ہر اک جانتا ہے

یہہ ہے قوم کی ایک تاریخ نادر
مشاہیر کا حال اسمین لکھا ہے

دکہا کر بزرگانِ ماضی کی حالت
نصیحت کا پیرایہ اچھا لیا ہے

نپوچھو جو ہین حالتین آج کل کی
بس اے بندہ پرور خموشی کی جا ہے

یہہ افلاس سے قوم کی گت ہوئی ہے
نہ کوڑی ہے پلے نہ پیسا ٹکا ہے

اونہین کے سپوتون کے اوصاف ہین یہہ
جن اسلاف کا تذکرہ ہو رہا ہے

زیادہ نہ دے طول بس اب دعا کر
کہان تجھمین طاقت ہی احمق ہوا ہے

پہلے اور پہولے مری قوم یارب
ترا فضل جسپر سدا سے رہا ہے

وہ دے اسکو عزت کہ حاسد بہی کہدین
خدا دی جسے اوس سے کسنے لیا ہے

ترقی کے ساتھ علم کی روشنی ہو
زمانہ کہے دیکھکر مرحبا ہے

جو تو دینا چاہے تو اک پل مین دیدے
تری ذات کا تو بڑا آسرا ہے

رہین میرے والد مرے سر پہ قایم
کہ سایہ مجھے اونکا ظلِ ہما ہے

ہمیشہ رہین راضی و شاد و خرم
خدایا یہی میری تجھ سے دعا ہے

مجھے دے لیاقت کرون اونکی خدمت
اونہین دی محبت کہ مین پہلا ہے

رضامند مجھ سے رہین وہ ہمیشہ
کہ اونکی رضا اے رضائے خدا ہے

اٹاوہ پہونچکر یہہ کچھ جی مین آیا
مشاہیر کا تذکرہ چھپ رہا ہے

اگر نظم تیری بہی ہو اوسمین شامل
تو بہتر ہے موقع بہی اچھا ملا ہے

تقاضہ کیا دلنے تاریخ لکھدے
کہ اسوقت تیری طبیعت رسا ہے

اگرچہ نہ تہی نظم لکھنے کی قدرت
مگر ہوگئے شعر فضلِ خدا ہے

سشدر لکھدیا سالِ تاگاہ مینے
مشاہیر کا ذکر یادگار کتنا ہے
سنہ ۱۹ع

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک جواہر سلک منشی محمد راضی صاحب مارہروی متخلص بہ راضی مختار عدالت اٹاوہ

جدا ڈھنگ سب سے ہی اس ہسٹری کا
مورخ کا رنگِ طبیعت نیا ہے

ابھی قوم مین ایسے ہین لوگ باقی
کہ ہر کان کو جنکی بہاتی صدا ہے

یہ ایک چشمۂ فیض احمد ہے جاری
چمن قوم کا جس سے پہولا پہلا ہے

سدا تو رہے شاد اسے لکھنے والے
کہ تیرا سخن نسخۂ کیمیا ہے

تیری ذات معدن بنی جوہرون کی
سنی اچھے صاحب کی حق نے دعا ہے

لکھا سال تاریخ راضی نے تیری
یہ شاداب گلشن مشاہیر کا ہے
[illegible]

ایضاً

نظر کے سامنے ہے المشاہیر
عجب دلکش ہے فیض احمد کی تحریر

فصاحت گہر کی لونڈی ہو رہی ہے
عمل ایسا پڑہا ہے بہر تسخیر

بنی ہے نثر عالی نسر طائر
جہان کی آنکھ مین از روئے توقیر

کشش ہے کہکشان حرفون کی اوسکی
دوائر سبکے سب ہین بدر تنویر

لگا کر کمیرہ بزم سخن مین
مصور نے اوتاری خوب تصویر

اگر شہباز خان اسوقت ہوتا
صلے مین بخشدیتا اسکی جاگیر

تجسس وہ مورخ نے کیا ہے
کہ شہرت جسکی ہے تا روم و کشمیر

اگر اس تذکرہ کو دیکھ لیتا
نہ لکھتا ہسٹری اپنی جہانگیر

پڑہو تم غور سے اسے نوجوانو
یہ بہولے خواب کی اچھی ہے تعبیر

اوٹھو کوشش کرو حالت سنبہالو
بنو مت اپنے ہاتھون آپ نخچیر

بہت پچتائین گے ذیعلم اصحاب
خریداری مین کی گر کچھ بہی تاخیر

سن تالیف راضی اب سنا دے
لکھی اچھی یہ تاریخ المشاہیر
سنہ ۱۹۰۹ء